

الآيات البينات في فضائل الصيام

# فضائل صائمات

تأليف

مولانا ابوالضياء محمد فرحان قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان





الذیبات البینات فی فضائل الصدقات

# فضائل صدقات

تالیف

مولانا ابوالضیاء محمد فرحان قادری

دار احیاء العلوم

ضیاء المشرق آن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان



جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	فضائل صدقات
تالیف	(الآيَاتُ الْبَيِّنَاتُ فِي فَضَائِلِ الصَّدَقَاتِ) مولانا ابوالضياء محمد فرحان قادری رضوی عطاری
رابطہ	P.O.Box # 4949, Karachi-74000, Pakistan.
تاریخ اشاعت	اکتوبر 2005ء (رمضان المبارک 1426ھ)
پیشکش	دار (حباء) (علوم)
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z468
قیمت	180 روپے

ملنے کے پتے

## ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس: 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7247350-7225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس: 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ ائمتہ واصحابک یا حبیب اللہ

تاریخ: ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

حوالہ: ۱۰۱

## تصدیق نامہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين

وعلى آله واصحابه اجمعين

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

### فضائل صدقات

(مطبوعہ دار احیاء العلوم) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے۔ البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس

تفتیش کتب و رسائل

09 - 05 - 05

فضائل صدقات





فضائل صدقات



## اجمالی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۹	تقاریظ مبارکہ	۱
۳۵	پیش لفظ	۲
۳۶	سعادتِ انتساب	۳
۳۷	پہلا باب: صدقہ کے معنی و اقسام	۴
۳۹	دوسرا باب: فرض زکوٰۃ کا بیان	۵
۵۰	تیسرا باب: صدقہ کسے دیا جائے؟ (مصارف)	۶
۵۸	چوتھا باب: صلہ رحمی	۷
۸۶	پانچواں باب: مال جمع کرنا کیسا ہے؟	۸
۱۰۵	چھٹا باب: بخل کی مذمت	۹
۱۳۹	ساتواں باب: فضائل صدقات	۱۰
۱۸۶	آٹھواں باب: راہِ خدا ﷻ میں مال خرچ کرنا	۱۱
۲۳۱	نواں باب: پوشیدہ صدقات اور اسکے فضائل	۱۲
۲۵۸	دسواں باب: کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے فضائل	۱۳
۲۹۰	گیارہواں باب: قرض دینے اور تنگ دست پر آسانی کرنے کے فضائل	۱۴
۳۰۵	بارہواں باب: عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا	۱۵
۳۱۰	تیرہواں باب: حلال و حرام مال سے صدقہ کرنا	۱۶
۳۱۳	چودھواں باب: صدقہ دے کر رجوع کرنا کیسا ہے؟	۱۷
	پندرہواں باب: صدقات کی وصولیابی کے فضائل اور اس	۱۸



## اجمالی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۱۶	میں خیانت پر وعیدیں	
۳۳۰	قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمت	۱۹ سولہواں باب:
۳۹۷	اللہ کے نام پر مانگنا	۲۰ سترہواں باب:
۴۰۵	مانگنے میں ضد کرنا	۲۱ اٹھارہواں باب:
۴۱۲	بغیر سوال کے ملنے والی شے لینے کا حکم	۲۲ انیسواں باب:
۴۱۹		۲۳ ماخذ و مراجع



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۸	تقریظ مبارک حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب	۱
۳۰	تقریظ مبارک حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب	۲
۳۱	تقریظ مبارک حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب	۳
۳۵	پیش لفظ	۴
۳۶	سعادتِ انتساب	۵
۳۷	<b>پہلا باب: صدقہ کے معنی و اقسام</b>	۶
۳۹	<b>دوسرا باب: فرضِ زکوٰۃ کا بیان</b>	۷
۳۹	زکوٰۃ کی تعریف	۸
۳۹	زکوٰۃ کی اقسام	۹
۴۰	زکوٰۃ کی فرضیت	۱۰
۴۱	سنت سے زکوٰۃ کا ثبوت	۱۱
۴۲	فرضیتِ زکوٰۃ کا منکر کافر ہے	۱۲
۴۲	مختصر مسائلِ زکوٰۃ	۱۳
۴۲	زکوٰۃ کب فرض ہوئی	۱۴
۴۳	ادا نیگی زکوٰۃ میں مالک بنانا شرط ہے	۱۵
۴۳	زکوٰۃ دینے میں نیت بھی ضروری ہے	۱۶
۴۳	مباح کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی	۱۷
۴۳	فرضیتِ زکوٰۃ کی شرائط	۱۸
۴۴	مال ہلاک ہو گیا تو زکوٰۃ نہیں	۱۹



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۴	وہ اشیاء جن میں حاجاتِ اصلیہ ہیں، اُن پر زکوٰۃ نہیں	۲۰
۴۵	حاجاتِ اصلیہ کی تفسیر	۲۱
۴۵	زکوٰۃ ایسے کو دی جائے جو قبض کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو	۲۲
۴۵	مال جتنے عرصے گمشدہ رہے اس مدت پر زکوٰۃ نہیں	۲۳
۴۵	مال مقروض کے پاس ہے تو زکوٰۃ کا حکم	۲۴
۴۶	غضب شدہ مال کی زکوٰۃ	۲۵
۴۶	گروی رکھی گئی چیز کی زکوٰۃ	۲۶
۴۶	مال تجارت پر جب تک قبضہ نہیں ہوا تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہوگا؟	۲۷
۴۶	قرض نصاب پر غالب ہو تو زکوٰۃ نہیں	۲۸
۴۷	خام مال (Raw Material) پر زکوٰۃ کا حکم	۲۹
۴۷	خرچ کے پیسوں پر زکوٰۃ کا حکم	۳۰
۴۷	اہل علم کی کتابوں پر زکوٰۃ کا حکم	۳۱
۴۸	حافظ قرآن کے لئے مصحف شریف حاجتِ اصلی نہیں	۳۲
۴۸	بد مذہبوں کے رد اور تائید اہلسنت کی کتب پر زکوٰۃ کا حکم	۳۳
۴۸	مال تجارت کی دوران سال جنس تبدیل ہوگئی تو کیا حکم ہوگا؟	۳۴
۴۸	موتی اور جواہر پر زکوٰۃ نہیں جبکہ تجارت کے لئے نہ ہوں!	۳۵
۴۹	مالکِ نصاب کو اگر درمیان سال میں مال حاصل ہوا تو؟	۳۶
۴۹	<b>تیسرا باب: زکوٰۃ کسے دی جائے؟ (مصارف زکوٰۃ)</b>	۳۷
۵۰	آٹھ مصارفِ زکوٰۃ	۳۸



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۱	المؤلفۃ قلوبہم ساقط ہو گیا	۳۹
۵۱	بنی ہاشم ساداتِ کرام کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں	۴۰
۵۲	بنو ہاشم کون ہیں؟	۴۱
۵۲	امام حسن <small>ؓ</small> نے صدقہ کا چھوہارا اٹھایا!	۴۲
۵۳	صدقات لوگوں کے میل ہیں آلِ رسول <small>ؐ</small> کو حلال نہیں	۴۳
۵۳	میل کیوں فرمایا؟	۴۴
۵۵	رسول اللہ <small>ؐ</small> پوچھا کرتے آیا صدقہ ہے یا ہدیہ	۴۵
۵۵	صحابہ کرام <small>ؓ</small> اپنے صدقات نبی کریم <small>ؐ</small> کے ذریعہ تقسیم کرواتے	۴۶
۵۶	صدقہ فرض غنی کو لینا جائز نہیں	۴۷
۵۸	<b>چوتھا باب: صلۃ رحمی</b>	۴۸
۵۸	فرمانِ باری تعالیٰ	۴۹
۵۸	والدین کے ادب و تعظیم میں مستعد رہنا	۵۰
۵۸	رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والوں کی عمریں دراز ہوتی ہیں	۵۱
۵۹	یتیم کی پرورش کرنے والے بروز قیامت سرکار <small>ؐ</small> کے قریب ہونگے	۵۲
۵۹	انصاف یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کہے	۵۳
۵۹	دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو	۵۴
۵۹	اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین سے بھلائی کا حکم دیا	۵۵
۵۹	والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے	۵۶
۶۰	واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جاسکتے	۵۷



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۱	والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے فاتحہ و ایصالِ ثواب کرے	۵۸
۶۱	اگر والدین گناہوں کے عادی ہوں تو نرمی سے اصلاح کرے	۵۹
۶۱	ایک شخص نے بارگاہِ نبوی ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی	۶۰
۶۲	جب تک اذنِ عام یا والدین کی اجازت نہ ہو جہاد پر جانا جائز نہیں	۶۱
۶۳	والدین کے ادب سے متعلق فرقہ سنجی کی روایت	۶۲
۶۳	کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟! !!	۶۳
۶۴	ماں کو لعنت کرنے والا خود ملعون ہے	۶۴
۶۴	علقمہ نامی ایک شخص کے سقراط کا واقعہ	۶۵
۶۵	صدقات والدین کی ناراضی کا ازالہ نہیں ہو سکتے	۶۶
۶۶	والدین کے لئے دعائے کرنا اولاد کی کج حالی کا سبب ہے	۶۷
۶۷	اپنی اولاد کو قتل نہ کرو!!	۶۸
۶۷	والدین کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا حرام ہے	۶۹
۶۸	حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ	۷۰
۶۹	ماں باپ کو نام لیکر نہ پکارے	۷۱
۷۰	والدین (معاذ اللہ) کافر ہوں تو ایمان و ہدایت کی دعا کرے	۷۲
۷۰	حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ	۷۳
۷۱	دل کی حرارت سے باپ کے لئے پانی گرم کیا!!	۷۴
۷۳	ناداروں کی اعانت صاحب استطاعت رشتہ داروں پر لازم ہے	۷۵
۷۴	جو رزق میں کشائش چاہے تو صلہ رحمی کرے	۷۶



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۴	کیا تمہیں حکومت ملے تو اپنے رشتہ کاٹ ڈالو (گے)	۷۷
۷۵	صلہ رحمی کی جزاء وسعتِ رزق اور خوشحالی ہے	۷۸
۷۶	اہلِ قرابت پر صدقہ کا ثواب دونا ہے	۷۹
۷۷	صلہ رحمی میں دس اچھی خصلتیں ہیں	۸۰
۷۸	یتیم پر رحم کھانے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ دے گا	۸۱
۷۸	اہلِ قرابت کے ہوتے غیروں پر صدقہ مقبول نہیں	۸۲
۷۹	سب سے زیادہ حق ماں کا ہے پھر باپ کا	۸۳
۸۰	تین لوگ بروز قیامت سایہ عرش میں ہوں گے	۸۴
۸۰	استطاعت کے باوجود اہلِ قرابت کو دینے سے انکاری کا عذاب	۸۵
۸۱	جو اپنوں سے اپنا فضل (یعنی بچا ہوا) رو کے اللہ اس سے اپنا فضل رو کے گا	۸۶
۸۱	بندے کو کون سی چیز آگ سے بچاتی ہے؟	۸۷
۸۲	ایک رشتہ دار کو کھلانا ایک درہم صدقہ سے افضل ہے	۸۸
۸۳	غیر پر سو درہم کے صدقہ سے افضل اپنے بھائی پر ایک درہم کا صدقہ ہے	۸۹
۸۴	بھوکوں کو کھلانے والا سایہ رحمت میں ہوگا	۹۰
۸۴	والدین کی خدمت جہاد ہے!	۹۱
۸۵	صلہ رحمی اور قاعدہ اسلامی	۹۲
۸۶	پانچوں باب: ہاں میں ہاں کہنا کیسا ہے؟	۹۳
۸۶	ہر آئندہ دن کا رزق اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے	۹۴
۸۷	جب درہم و دینار بنے تو شیطان نے انہیں بوسہ دیا	۹۵



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۷	درہم و دینار منافقوں کی لگائیں ہیں	۹۶
۸۷	درہم بچھو ہیں	۹۷
۸۸	کسی کی پیشانی پر سجدے کے نشانات نہیں اس کی مال سے محبت دیکھو	۹۸
۸۸	نبی کریم ﷺ کل کے لئے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے	۹۹
۸۹	حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا واقعہ	۱۰۰
۸۹	اپنے رب کے پاس مال جمع کروں گا اور رب کو اولاد کے لئے چھوڑوں گا!	۱۰۱
۹۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک درہم و دینار مٹی کے ڈھیلے ہیں	۱۰۲
۹۰	سرکار ﷺ پسند نہ فرماتے کہ انہیں کثیر مال ملے!	۱۰۳
۹۱	ابو عبد رب کا واقعہ	۱۰۴
۹۱	حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعد مال جمع کرنے میں حرج نہیں	۱۰۵
۹۲	ابو ذر غفاری کا کعب بن احبار (رضی اللہ عنہما) کو لاٹھی مارنا	۱۰۶
۹۳	دینار داغے جانے کا سبب ہیں!!	۱۰۷
۹۵	مال بروز قیامت انکارے ثابت ہوگا	۱۰۸
۹۵	اے بھائی! اتنا جمع کرنے سے بچنا کہ شکر ادا نہ کر سکو	۱۰۹
۹۶	جس مال سے حقوق کی ادائیگی ہو وہ پل صراط پر معاون ہوگا	۱۱۰
۹۶	فرشتے کہتے ہیں آگے کیا بھیجا، بندے کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا؟	۱۱۱
۹۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان	۱۱۲
۹۷	مال کی آفات و فوائد	۱۱۳
۹۷	مال کے فوائد	۱۱۴



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۰۱	مال کی آفات	۱۱۵
۱۰۵	<b>چھٹا باب: بخل کی مذمت</b>	۱۱۶
۱۰۵	بخیل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں	۱۱۷
۱۰۵	بخیل، شح، سخا اور بخل کیا ہیں؟	۱۱۸
۱۰۵	علم کو چھپانا مذموم ہے	۱۱۹
۱۰۵	اپنی حیثیت کے مطابق جائز لباس پہننا مستحب ہے	۱۲۰
۱۰۶	بخیل دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے	۱۲۱
۱۰۶	موت سے پہلے خرچ کر لو!	۱۲۲
۱۰۷	مال و اولاد کو فتنہ فرمایا گیا	۱۲۳
۱۰۸	شیطان ناداری کا اندیشہ دلاتا ہے	۱۲۴
۱۰۸	اب چکھو مزاس جوڑنے کا	۱۲۵
۱۰۹	جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ کنز نہیں	۱۲۶
۱۱۰	خرچ میں اعتدال ملحوظ رکھے	۱۲۷
۱۱۱	جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا	۱۲۸
۱۱۱	جہنم کی آگ سیاہ ہے اندھیری	۱۲۹
۱۱۲	بخیل کے لئے سخت وعید ہے	۱۳۰
۱۱۳	سرکار ﷺ کا خیبر سے واپسی پر پیش آنے والا واقعہ	۱۳۱
۱۱۳	روزانہ فرشتے خرچ کرنے والوں کے لئے دعا اور بخیل کے لئے بدعا کرتے ہیں	۱۳۲
۱۱۳	سخاوت کیا کرو اللہ تم پر سخاوت فرمائے گا	۱۳۳



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۱۵	سخاوت ایمان سے ہے	۱۳۴
۱۱۵	بخل سے بڑی کونسی بیماری ہے؟	۱۳۵
۱۱۶	اپنی ضروریات سے بچا ہوا خرچ کرنا تیرے لئے ہی مفید ہے	۱۳۶
۱۱۷	بہترین آدمی وہ ہے جو سخاوت کے ساتھ ملاقات کرے	۱۳۷
۱۱۷	بخیل آدمی کا دشمن اس کے مال کا وارث ہوتا ہے	۱۳۸
۱۱۸	اے اللہ خرچ کرنے والے کو اجر دے اور کنجوس کو برباد فرما!	۱۳۹
۱۱۸	امام اعظم <small>ؒ</small> کے نزدیک بخیل کو عادل قرار دینا درست نہیں	۱۴۰
۱۱۹	راہِ خدا <small>ﷻ</small> میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے	۱۴۱
۱۲۰	لذتوں سے صرف تین چیزیں باقی رہ گئیں ہیں	۱۴۲
۱۲۰	بخیل کی غیبت، غیبت شمار نہیں ہوتی	۱۴۳
۱۲۰	بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کرتا ہے	۱۴۴
۱۲۰	کنجوس عزت میں نخی ہیں!	۱۴۵
۱۲۱	حضرت یحییٰ <small>ؑ</small> کی ایک مرتبہ شیطان سے ملاقات ہوئی	۱۴۶
۱۲۱	دوست تین قسم کے ہوتے ہیں	۱۴۷
۱۲۲	ایسے عمدہ بھنے ہوئے گوشت کو کیسے قے کر دوں؟	۱۴۸
۱۲۱	اہل تقویٰ کا توکل بھی اعلیٰ ہوتا ہے	۱۴۹
۱۲۱	مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ کیسے فرض ہوتی؟	۱۵۰
۱۲۳	اس کے دسترخوان کا حال بیان کرو!	۱۵۱
۱۲۳	اگر یوسف <small>ؑ</small> کی قمیص کی سلانی کے لئے سوئی مانگیں تب بھی منع کر دے گا	۱۵۲



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۲۵	مال کی الچ کی ممانعت	۱۵۲
۱۲۶	اولاد کی محبت اور حرصِ مال	۱۵۳
۱۲۷	مروان بن ابی حفصہ کے بخل کا انوکھا واقعہ	۱۵۵
۱۲۸	مجھے فضول خرچی پسند نہیں!	۱۵۶
۱۲۹	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خرچ کرنے کا جذبہ	۱۵۷
۱۳۰	بخل ناحق خونریزی کا سبب ہے	۱۵۸
۱۳۱	ایک زمانہ ایسا ہوگا جب کوئی صدقہ لینے کو تیار نہ ہوگا!	۱۵۹
۱۳۲	اُس زمانے کے لوگ زاہد، صابر اور تارک الدنیا ہو جائیں گے	۱۶۰
۱۳۳	نخی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب لوگوں کے قریب!	۱۶۱
۱۳۴	مومن میں کنجوسی اور بد خلقی جمع نہیں ہو سکتیں	۱۶۲
۱۳۵	فریبی، کنجوس اور احسان جتانے والے جنت میں نہ جائیں گے	۱۶۳
۱۳۶	روٹی کا ٹکڑا اور نمک!	۱۶۴
۱۳۶	چاتے ہو یا ڈنڈا لے کر آؤں!!	۱۶۵
۱۳۷	بخل کا علاج	۱۶۶
۱۳۹	<b>ساتواں باب: فضائل صدقات</b>	۱۶۷
۱۳۹	فرمان باری تعالیٰ	۱۶۸
۱۴۰	گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں بھی صدقاتِ نافلہ ہیں	۱۶۹
۱۴۰	اصل نیکی یہ ہے کہ اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے	۱۷۰
۱۴۲	اسنادِ مجازی جائز ہے	۱۷۱



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۴۲	خرچ کرنے والوں کی تحسین میں فرمانِ الہی	۱۷۲
۱۴۳	حضرت عثمان غنی اور عبدالرحمن بن عوف کے حق میں نازل ہونے والی آیت اور اسکی تفسیر	۱۷۳
۱۴۴	صدق اکبر ﷺ نے راہِ خدا ﷻ میں چالیس ہزار دینار صدقہ کئے	۱۷۴
۱۴۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چاروں درہم خرچ کر دیئے	۱۷۵
۱۴۵	اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والے کے ثواب میں برکت فرماتا ہے	۱۷۶
۱۴۶	صدقہ دینے والوں کے لئے خوشخبری ہے	۱۷۷
۱۴۷	روزوں اور صدقات کی ایک اور فضیلت	۱۷۸
۱۴۸	صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا!	۱۷۹
۱۴۸	صدقہ دینے والے نقصان میں نہیں	۱۸۰
۱۴۹	صدقہ کئے بغیر مر گئے تو مال کس کام کا؟	۱۸۱
۱۵۰	صدقہ دینے والوں کو قرض حسن دینے والا فرمایا گیا	۱۸۲
۱۵۰	قرض حسن سے مراد نقلی صدقات ہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہما)	۱۸۳
۱۵۱	مُخْلِصٌ مُتَّصِدٌ کے لئے بڑا اجر ہے	۱۸۴
۱۵۱	صدقہ کی قوت پہاڑ اور لوہے سے بھی بڑھ کر ہے	۱۸۵
۱۵۲	سب سے پہلے بوقیس پہاڑ پیدا ہوا	۱۸۶
۱۵۳	جو مال صدقہ کیا گیا وہ بقاء پا جاتا ہے	۱۸۷
۱۵۶	دائیں بائیں اعمال ہونگے، بیچ میں عامل!	۱۸۸
۱۵۸	آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی ایک قاش کے ذریعہ	۱۸۹
۱۵۸	آدھی کھجور خیرات کرنے پر جہنم سے آزادی	۱۹۰



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۵۹	صدقہ کوتاہیوں کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو	۱۹۱
۱۵۹	صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے	۱۹۲
۱۶۰	صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا	۱۹۳
۱۶۱	دنیا چار قسم کے بندوں کی ہے	۱۹۳
۱۶۲	سرکار ﷺ کا قسم کھانا تاکید کے لئے ہوتا ہے نہ کہ یقین دہانی کے لئے	۱۹۵
۱۶۳	پیشہ ور بھکاریوں کا مال کوئی فائدہ نہیں دیتا	۱۹۶
۱۶۳	رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے والے کا درجہ خبیث ترین ہے	۱۹۷
۱۶۵	صدقہ کی برکت میں وارد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۹۸
۱۶۶	ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوتا ہے	۱۹۹
۱۶۷	صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے	۲۰۰
۱۶۸	اخلاص سے کیا گیا صدقہ بندے اور آگ کے درمیان پردہ ہے	۲۰۱
۱۶۸	میں نے اس کے لئے جنت میں گھر لے لیا ہے!!	۲۰۲
۱۶۹	صدقہ کرنے والے سے ستر شیاطین کے حربہ بدوک دیئے جاتے ہیں	۲۰۳
۱۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دھوبی کا واقعہ	۲۰۴
۱۷۱	لوگوں کو برائی سے روکو یہ بھی صدقہ ہے	۲۰۵
۱۷۲	نبی کریم ﷺ آٹھ درہم لے کر قیص خریدنے تشریف لے گئے	۲۰۶
۱۷۳	صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے	۲۰۷
۱۷۳	حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کی مجلس کا واقعہ	۲۰۸
۱۷۳	صدقہ کو مصیبتیں ضرر نہیں پہنچا سکتیں	۲۰۹



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۷۳	صدقہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے	۲۱۰
۱۷۳	اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتیں وحی فرمائیں	۲۱۱
۱۷۶	نکاح والے دن حضرت علیؓ کی زرہ کے فروخت کا واقعہ	۲۱۲
۱۷۷	صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے بڑی موت سے بچاتا ہے	۲۱۳
۱۷۸	صدقہ عمر بڑھاتا ہے	۲۱۴
۱۷۹	اگر یہ چاہتا تو بہتر صدقہ کر سکتا تھا	۲۱۵
۱۷۹	بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ	۲۱۶
۱۸۰	بنی اسرائیل کے ایک راہب کو دو روٹیوں کے سبب بخش دیا گیا	۲۱۷
۱۸۱	صدقہ دینے میں بہتر یہ ہے کہ نیک لوگوں کو دے	۲۱۸
۱۸۲	حضرت عبداللہ بن مبارک اہل علم کے ساتھ خاص بھلائی کرتے	۲۱۹
۱۸۲	دینے والے کی غرض کیا ہونی چاہئے؟ امام غزالی کی حکمت	۲۲۰
۱۸۳	گلدستہ امام اہلسنت سے ۲۵ مہکتے پھول	۲۲۱
۱۸۶	<b>آنھواں باب: راہ خدا عزوجل میں خرچ کرنا</b>	۲۲۲
۱۸۶	قرآن مجید سے خرچ کرنے والوں کی فضیلت	۲۲۳
۱۸۷	ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے؟	۲۲۴
۱۸۸	تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک.....!	۲۲۵
۱۸۹	حضرت داؤد علیہ السلام کے صحبت یافتہ ایک نوجوان کا واقعہ	۲۲۶
۱۹۰	صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا	۲۲۷
۱۹۱	حضرت علیؓ کے خرچ کرنے کا جذبہ	۲۲۸



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۹۴	سائل کے ہاتھ میں صدقہ پہنچنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے	۲۲۹
۱۹۴	ایک شخص نے امام حسین <small>ؑ</small> سے کچھ مانگا	۲۳۰
۱۹۵	بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال!!	۲۳۲
۱۹۶	بھرہ کے قراء کا واقعہ	۲۳۴
۱۹۷	کسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے؟	۲۳۵
۱۹۸	امام حسن، حسین اور جعفر <small>ؑ</small> کے حج کا واقعہ	۲۳۶
۲۰۰	کنجوس اور سخی کی مثالیں	۲۳۷
۲۰۲	حضرت عبداللہ بن عامر کا واقعہ	۲۳۸
۲۰۲	قریش کے ایک شخص کا واقعہ	۲۳۹
۲۰۳	چور، زانیہ اور غنی پر صدقہ	۲۴۰
۲۰۷	ہارون رشید نے امام مالک کو پانچ سو دینار بھیجے	۲۴۱
۲۰۷	حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سخاوت	۲۴۲
۲۰۸	اے ابن آدم! اپنے خزانے مجھے دے دے (حدیث قدسی)	۲۴۳
۲۰۹	حضرت اعمش کی بکری بیمار ہو گئی	۲۴۴
۲۱۰	ابو طلحہ اور بیرحاء باغ کا صدقہ	۲۴۵
۲۱۴	امام شافعی اور حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ تعالیٰ	۲۴۶
۲۱۵	اچھا صدقہ وہ جو غنماء کو باقی رکھے	۲۴۷
۲۱۵	سات دن ہوئے میرے پاس کوئی مہمان نہیں آیا	۲۴۸
۲۱۶	کیسے آنا ہوا؟	۲۴۹



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۱۶	غریب آدمی کی مشقت کا صدقہ افضل ہے	۲۵۰
۲۱۷	میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے غمگین ہوں	۲۵۱
۲۱۸	ایک درہم ایک لاکھ درہم سے سبقت لے جاتا ہے!!	۲۵۲
۲۲۰	درخواست پڑھے بغیر منظور کر لی	۲۵۳
۲۲۱	صدقہ دو اگر چہ جلا ہوا کھڑ ہی ہو	۲۵۴
۲۲۳	اگر میرے پاس اُخذ پہاڑ برابر سونا ہو	۲۵۵
۲۲۴	جو دو سخا کی انتہاء	۲۵۶
۲۲۵	یہ دو شعر تو بخیل بنا دیں گے	۲۵۷
۲۲۶	ایک شخص کے باغ کے لئے خصوصی بادل برسا!	۲۵۸
۲۲۷	حضرت واقد بن محمد واقدی کے والد کا واقعہ	۲۵۹
۲۲۸	سخاوت جنت کا درخت ہے!	۲۶۰
۲۲۹	شریعت میں سخاوت کا ادنیٰ درجہ	۲۶۱
۲۳۰	بہت سے نافرمان سخاوت کے باعث جنت میں جائیں گے	۲۶۲
۲۳۱	<b>نواں باب: پوشیدہ صدقات اور اس کے فضائل</b>	۲۶۳
۲۳۱	ظاہر دینے سے متعلق امام غزالی کا فرمان	۲۶۴
۲۳۳	جو احسان جنائے اس کا صدقہ فاسد ہو جاتا ہے	۲۶۵
۲۳۴	پوشیدہ صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے	۲۶۶
۲۳۶	سات اشخاص بروز قیامت سایہ رحمت میں ہوں گے	۲۶۷
۲۴۰	تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے	۲۶۸



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۴۰	پوشیدہ صدقات کے پانچ معانی	۲۶۹
۲۴۳	صدقہ ظاہر کر کے دینا	۲۷۰
۲۴۸	اظہار اور پوشیدگی میں امام غزالی کی تطبیق	۲۷۱
۲۵۱	صدقہ کروا کر چہ اپنے زیور سے ہی ہو	۲۷۲
۲۵۶	پوشیدہ صدقہ کے فوائد از امام غزالی	۲۷۳
۲۵۸	سواں باب: کھانا کھلانا اور پانی پلانے کی فضیلت	۲۷۴
۲۵۸	ارشاد باری تعالیٰ	۲۷۵
۲۵۹	کھانا کھلاؤ اور ہر جانے انجانے کو سلام کرو	۲۷۶
۲۶۰	یا رسول اللہ جب آپ کو دیکھتا ہوں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے!!	۲۷۷
۲۶۱	کھلانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، جنت میں جاؤ!	۲۷۸
۲۶۲	کھانا کھلانے والوں کے لئے جنت کے خوبصورت درتھے ہیں	۲۷۹
۲۶۳	کفار سے سخت کلامی عبادت ہے	۲۸۰
۲۶۳	مسلمان کو کھانا کھلانا اسباب رحمت سے ہے	۲۸۱
۲۶۵	صدقہ کا ثواب اُحد پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے	۲۸۲
۲۶۵	ایک روٹی کے ٹکڑے کے سبب تین افراد کے لئے جنت!	۲۸۳
۲۶۶	جنت غیب سے ہے اس میں دخول کا علم بھی غیب ہے	۲۸۴
۲۶۷	صحابی کے ایمان اور منکر کے گمان کا موازنہ	۲۸۵
۲۶۸	اپنے بھائی کی شکم سیری کرنے والا جہنم سے محفوظ رہے گا	۲۸۶
۲۶۹	اللہ تعالیٰ مہر کی گئی نٹھری شراب پلائے گا	۲۸۷



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۷۰	اے انسان! میں بیمار تھا تو نے میری اعادت نہ کی!؟	۲۸۸
۲۷۲	آج کس نے روزہ رکھا؟ (فضیلتِ صدیق اکبر ﷺ)	۲۸۹
۲۷۳	مسلمان کو خوش کرنا بہتر اعمال سے ہے	۲۹۰
۲۷۴	کھانا کھلانے والے جنت کے خاص دروازے سے داخل ہونگے	۲۹۱
۲۷۵	ایک نیک اور ایک گنہگار بندے کا بیان	۲۹۲
۲۷۶	اے رب اس کا معاملہ مجھے سونپ دے!	۲۹۳
۲۷۷	پانی پلانے کے سبب جنت مل گئی	۲۹۴
۲۷۸	حق بات کہہ بچا ہوا دے	۲۹۵
۲۸۰	مشکیزہ پھٹنے سے قبل جنت میں جائے گا!	۲۹۶
۲۸۰	ہر جگر والے میں اجر ہے	۲۹۷
۲۸۱	عتے کو پانی پلانے پر مغفرت	۲۹۸
۲۸۳	سات اعمال کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے	۲۹۹
۲۸۴	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے والدہ کے لئے حوض کا ایصالِ ثواب کیا	۳۰۰
۲۸۵	پانی کا کنواں کھودنے کا ثواب	۳۰۱
۲۸۵	تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ کلامِ رحمت نہ فرمائے گا (معاذ اللہ)	۳۰۲
۲۸۷	مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں	۳۰۳
۲۹۰	یاد رہواں باب: قرض دینے اور تنگدست پر آسانی کے فضائل	۳۰۴
۲۹۰	غلام آزاد کرنے کا ثواب	۳۰۵
۲۹۲	صدقہ دس گنا اور قرض اٹھارہ گنا زیادہ اجر رکھتا ہے	۳۰۶



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۹۲	ایک مرتبہ قرض دینے کا ثواب دو مرتبہ صدقہ دینے کے برابر ہے	۳۰۷
۲۹۳	جو تنگ دست کے لئے آسانی کر دے اللہ اس کے لئے آسانی کریگا	۳۰۸
۲۹۳	تو نے کوئی بھلائی کی ہے!؟	۳۰۹
۲۹۴	کاروباری معاملات میں مقروض پر نرمی کرنے کی فضیلت	۳۱۰
۲۹۵	جو تنگ دست کی حاجت دوائی کرے اس کے لئے روزانہ صدقہ کا ثواب	۳۱۱
۲۹۶	جو مسلمان کو دنیوی تکلیف سے رہائی دے اللہ اسے اخروی تکلیف سے بچائے گا	۳۱۲
۳۰۱	دوسرے سے پریشانی دور کرنے والے کیلئے نور کے دو بقیے ہوں گے	۳۱۳
۳۰۲	بروزِ قیامت پہلا شخص جو سایہ رحمت میں داخل ہوگا!	۳۱۴
۳۰۳	جو چاہے کہ دعا قبول ہو وہ تنگ دست کے لئے آسانی فراہم کرے	۳۱۵
۳۰۵	<b>بارہواں باب: عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا</b>	۳۱۶
۳۰۵	خاوند کی طرف سے کس قدر صدقہ کی اجازت ہے؟	۳۱۷
۳۰۵	بربادی کی نیت نہ ہو	۳۱۸
۳۰۶	سوائے اپنی غذا کے صدقہ نہیں کر سکتی	۳۱۹
۳۰۷	اگر شوہر اجازت دے تو دونوں کے لئے اجر ہے	۳۲۰
۳۰۸	صدقہ کر اور بخل مت کر کہ تجھ سے روکا جائے	۳۲۱
۳۱۰	<b>تیرہواں باب: حلال و حرام مال سے صدقہ کرنا</b>	۳۲۲
۳۱۰	اللہ تعالیٰ حلال ہی قبول فرماتا ہے	۳۲۳
۳۱۱	حلال و حرام کمائی سے متعلق اہم قانون	۳۲۴
۳۱۲	حرام مال سے صدقہ کا کوئی اجر نہیں	۳۲۵



تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۱۳	جو حرام قطعی مال سے صدقہ کرتے وقت ثواب کی نیت رکھے!	۳۲۶
۳۱۴	چودہ ہواں باب: صدقہ دے کر رجوع کرنا	۳۲۷
۳۱۴	ایسا کرنا کتہ کے قے کر کے چاٹ لینے کی مثل ہے	۳۲۸
۳۱۶	پندرہواں باب: صدقات کی وصولیابی کے فضائل اور اس میں خیانت پر وعیدیں	۳۲۹
۳۱۶	سچا عامل مجاہد فی سبیل اللہ ہے	۳۳۰
۳۱۷	امانت دار خازن صدیقین سے ہے	۳۳۱
۳۱۸	اچھی کمائی عامل کی ہے جبکہ مخلص ہو	۳۳۲
۳۱۹	قیامت کے دن یوں نہ آنا کہ اونٹ تمہاری گردن میں بلبلاتا ہو	۳۳۳
۳۲۰	خیانت چھوٹی ہو یا بڑی رسوائی کا باعث ہے	۳۳۴
۳۲۱	یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ نذرانہ دیا گیا ہے	۳۳۵
۳۲۲	یہ نذرانہ نہیں بلکہ رشوت ہے	۳۳۶
۳۲۵	تجھ پر اُفت ہے!	۳۳۷
۳۲۶	اب اس چادر سے اُسے عذاب ہو رہا ہے	۳۳۸
۳۲۷	خائن عامل جنت میں نہ جائے گا	۳۳۹
۳۲۸	رات کی اُس گھڑی جلاوگر اور خائن عامل کے سوا سب کی دعا قبول ہوتی ہے	۳۴۰
۳۲۹	میں آپ کو لوگوں کے گناہ دھونے پر استعمال نہیں کر سکتا	۳۴۱
۳۳۰	سولہواں باب: قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمت	۳۴۲
۳۳۰	فقر قابل تعریف ہے	۳۴۳
۳۳۰	مانگنے والے کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی؟	۳۴۴



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۳۱	سوالات خراشیں ہیں!	۳۴۵
۳۳۲	جو غنی ہوتے ہوئے مانگے کہ چہرہ بگڑ جائے!	۳۴۶
۳۳۲	بلا حاجت مانگنے والے کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا	۳۴۷
۳۳۳	جو خود پر سوال کا در کھولے گا اللہ اس پر فاقہ کا در کھولے گا	۳۴۸
۳۳۴	انسان کے پاس سونے کی وادی ہو تو دوسری کی خواہش کریگا	۳۴۹
۳۳۵	غنی کا مانگنا آگ ہے!	۳۵۰
۳۳۷	مانگنے والا انکارے جمع کرتا ہے	۳۵۱
۳۳۹	رات کا کھانا غناء ہے	۳۵۲
۳۴۰	قدر غناء پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا بھی فرمایا	۳۵۳
۳۴۱	کس نصاب سے سوال حرام ہوتا ہے	۳۵۴
۳۴۲	جو اپنا فاقہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے جلد غنی ہو جائیگا	۳۵۵
۳۴۳	مانگنے والا جہنم کے بھڑکتے پتھر جمع کرتا ہے	۳۵۶
۳۴۴	آپ کے بعد کسی سے عطیہ نہ لوں گا!	۳۵۷
۳۴۶	بعض صحابہ گھوڑوں کی سوط (چابک) گر جاتی تو خود اتر کر لیتے	۳۵۸
۳۴۶	کون بیعت کرے گا؟	۳۵۹
۳۴۷	مجھے میرے خلیل ﷺ نے سات باتوں کی وصیت فرمائی ہے	۳۶۰
۳۴۸	جب آدمی لالچ کرتا ہے تو اپنا دین کھو بیٹھتا ہے	۳۶۱
۳۴۹	اے حکیم یہ مال خوشنما خوش ذائقہ ہے	۳۶۲
۳۵۱	اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا ہے	۳۶۳



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵۲	سرکار ﷺ سے مانگنے میں ہماری عزت ہے	۳۶۳
۳۵۳	جو نہ مانگنے کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں!	۳۶۵
۳۵۵	جو مجھ سے (بکراہت) لے جاتا ہے وہ آگ ہی لے جاتا ہے	۳۶۶
۳۵۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گاؤں سے گزر!	۳۶۷
۳۵۷	جس پر ایسی آفت آئے کہ مال برباد کر دے اس کے لئے سوال حلال ہے	۳۶۸
۳۵۹	مانگنے سے احتراز کرو اگرچہ مسواک ہی کیوں نہ ہو	۳۶۹
۳۵۹	لاچ فقر اور ناامیدی مال داری ہے	۳۷۰
۳۶۱	پہلے تین جو جنت میں جائیں گے اور پہلے تین جو جہنم میں!	۳۷۱
۳۶۲	آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟	۳۷۲
۳۶۳	جس قدر ممکن ہو سوال سے پرہیز کرو	۳۷۳
۳۶۳	جو غنی بننا چاہے اللہ اُسے غنی بنا دے گا	۳۷۴
۳۶۳	دنیا کا سب مال قلیل ہے	۳۷۵
۳۶۵	جو صبر چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا	۳۷۶
۳۶۶	میں اپنے بندے کے گمان کے قریب رہتا ہوں	۳۷۷
۳۶۷	امیری زیادہ مال و اسباب نہیں بلکہ دل کی غنماء کا نام ہے	۳۷۸
۳۶۸	ہماری دولت علم اور جاہلوں کی مال ہے	۳۷۹
۳۶۹	مسکین کون؟	۳۸۰
۳۷۰	جو مسلمان بکفایت رزق پائے اور قناعت کرے کامیاب ہے	۳۸۱
۳۷۱	پیٹ کے مشکیزے کا بھر جانا تیرے لئے کافی ہے	۳۸۲



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۷۲	جو ضرورت سے سوا ہو کسی فقیر کو دے دو	۳۸۳
۳۷۳	قبرہ (چنڈول پرندے) کی حکایت	۳۸۴
۳۷۴	قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا	۳۸۵
۳۷۵	حضرت موسیٰ <small>علیہ السلام</small> کی حکایت	۳۸۶
۳۷۶	قناعت کی تعلیم	۳۸۷
۳۷۹	مانگنے سے بہتر ہے کہ رسی لیکر لکڑیوں کے گٹھے اٹھائے	۳۸۸
۳۸۰	حضرت داؤد <small>علیہ السلام</small> اپنے ہاتھ کی کمائی کا کھاتے	۳۸۹
۳۸۱	اگر مانگنا گزیر ہو تو نیک لوگوں سے مانگے	۳۹۰
۳۸۲	لاچ فقر اور ناامیدی تو نگری ہے	۳۹۱
۳۸۴	حرص و لاچ کا علاج اور حصول قناعت کی دوا	۳۹۲
۳۹۳	سوال کرنا کیسا ہے؟	۳۹۳
۳۹۷	سز جہاں باب: اللہ کے نام پر مانگنا	۳۹۴
۳۹۷	اس طرح مانگنے والے پر لعنت ہے	۳۹۵
۳۹۷	جو اللہ کے نام پر مانگے اُسے کچھ نہ کچھ دے دو	۳۹۶
۳۹۸	کچھ نہ پاؤ تو دعائیں دو	۳۹۷
۳۹۹	لعنت ہے اُس پر جو اللہ کے نام پر مانگنے والے کو منع کر دے	۳۹۸
۳۹۹	مخلوق کی برائی کیا ہے؟	۳۹۹
۳۹۹	اللہ کے نام کا سوال اور خضر علیہ السلام	۴۰۰
۴۰۵	انبار جہاں باب: مانگنے میں ضد کرنا	۴۰۱



## تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۰۵	بہت قبیح فعل ہے	۴۰۲
۴۰۶	برکت نہ ہوگی	۴۰۳
۴۰۸	اس کی مثل ایسی ہے کہ کھائے بھی اور سیر بھی نہ ہو	۴۰۴
۴۰۹	وہ اپنے کپڑوں میں آگ لے گیا ہے	۴۰۵
۴۱۲	انسواں باب: بغیر سوال کے ملنے والی چیز لینے کا حکم	۴۰۶
۴۱۳	ابن عمر رضی اللہ عنہما تحفہ نہ لوٹاتے	۴۰۷
۴۱۴	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تحفہ قبول فرمایا	۴۰۸
۴۱۵	بغیر حرص و سوال کے کچھ ملے تو قبول کرنا چاہئے	۴۰۹
۴۱۶	جو تمہیں دیا جائے وہ لے لو	۴۱۰
۴۱۸	مکہ مکرمہ کے ایک مجاور کا واقعہ	۴۱۱
۴۱۹	انسان کا حق صرف تین چیزوں میں ہے	۴۱۲
۴۲۱	مآخذ و مراجع	۴۱۳



## تقریظ مبارک

فیضِ ملت شیخ التفسیر والحديث حضرت علامہ مولانا  
ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

فاضل نوجوان مولانا محمد فرحان قادری صاحب زید مجذہ کی کتاب

”فضائل صدقات“ کے بعض مقامات کو دیکھا خوب ہے، ع

اللہ تعالیٰ اور کرے قلم کا زور زیادہ (آمین)

فقیر اس وقت علیل ہے اسی لئے مزید لکھنے سے قاصر ہے دعا گو ہے کہ

فاضل مکرم کی مساعی قبول ہوں انکے لئے توشہ راہِ آخرت اور عوام اہل اسلام کے لئے

مشعلِ راہِ ہدایت ثابت ہو (آمین) بجاہِ طہ وینس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ

و أصحابہ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری

العقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

فضائل صدقات



## تقریظ مبارک

شیخ التفسیر والحديث حضرت علامہ مولانا  
ابو محسن مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب مدظلہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
ورحمة للعالمين وعلى متبعيه المُنْفِقِينَ في سبيل الله رب العالمين إلى  
يوم الدين. أما بعد:

فقیر نے کتاب ہذا ”فضائل صدقات“ کو بعض مقامات سے  
سُنا، اچھا پایا اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولا کریم بطفیل نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم  
کتاب ہذا کو اور اس کے مصنف عزیز مولانا محمد فرحان قادری صاحب کو شرف  
قبولیت عطا فرمائے اور فلاح دارین کا یہ سبب بن جائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر منظور احمد فیضی

مہتمم دسرپرست جامعہ فیضیہ رضویہ

احمد پور شرقیہ، ضلع بہاول پور، حال مقیم کراچی۔

مورخہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

فضائل صدقات



## تقریظ مبارک

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدقہ کی فضیلت پر قرآن و سنت اور اقوال و اعمال علماء و صلحاء امت شاہد

ہیں۔

صدقہ میں چند امور کا لحاظ ضروری ہے:

پہلا امر یہ ہے کہ صدقہ اگر واجبہ ہے تو فقہاء کرام نے اس میں ظاہر کرنے کو افضل قرار دیا ہے اور اگر نافلہ ہے تو اس میں چھپانے کو۔ اسی لئے اسلاف اپنے نفلی صدقات کو لوگوں سے چھپانے میں مبالغہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ بعض نے تو نابینا فقیروں کی جستجو کی تاکہ لینے والا بھی نہ جان سکے کہ دینے والا کون ہے؟ اور بعض نے محتاجوں کی احتیاج اس طرح دور کی کہ سوتے ہوئے ان کے کپڑوں میں مال باندھ دیئے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ صدقہ کرنے والوں کو صدقہ کر کے احسان جتانے اور

ایذا پہنچانے سے احتراز ضروری ہے کیونکہ حکم ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْلُغُوا

صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُثْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ﴾۔

تیسرا امر یہ ہے کہ صدقہ اپنے پاک و پسندیدہ مال سے نکالا جائے کہ ارشاد

فضائل صدقات



ہے ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ تاکہ صدقہ دینے والا ان لوگوں میں سے نہ ہو جائے جن کے بارے میں ارشاد ہوا ﴿وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يُكْرَهُونَ﴾ اسی لئے سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے، یعنی حلال کو۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے اس کی مثال یوں دی کہ جو شخص حرام مال طاعات میں خرچ کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ کپڑے کو پیشاب سے دھو کر پاک کرنا چاہتا ہو حالانکہ کپڑا تو پانی سے ہی پاک ہوتا ہے اسی طرح گناہ بھی حلال مال ہی سے مٹتے ہیں۔ پھر فقہاء کرام نے حرام مال خرچ کر کے اس پر ثواب کی امید رکھنے کو کفر قرار دیا ہے۔

چوتھا امر یہ ہے کہ صدقہ خوش دلی اور خوش روئی سے دیا جائے، دل کی خوشی کے آثار چہرے سے ظاہر ہو جاتے ہیں اسی لئے خوش روئی خوش دلی پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ كَسْبٌ مِّنْهُم مَّا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَدْمَىٰ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لے گیا یعنی حلال مال کا ایک درہم خوش دلی سے دینا بد دلی سے دیئے گئے ہزار درہم سے افضل ہے۔ پانچواں امر یہ ہے کہ صدقہ دینے کے لئے بڑے غور و فکر سے اس کا مناسب مَصْرَف تلاش کیا جائے کہ متقی عالم کو صدقہ دے جس سے مصدق طاعت اللہ، تقویٰ اور علم دین کی خدمت میں اس کی معاونت کرے یا تنگ دست صالح کو فضائل صدقات



تلاش کرے چنانچہ ارشاد ہے ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ ﴾۔  
 اور سرور عالم ﷺ کا فرمان ہے صدقہ جب اپنے صاحب کے ہاتھ سے نکلتا  
 ہے تو پانچ باتیں کرتا ہے:

۱..... میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا بنا دیا۔

۲..... تو میری حفاظت کیا کرتا تھا اب میں تیرا محافظ بن گیا۔

۳..... میں تیرا دشمن تھا تو نے مجھے اپنا محبوب بنا لیا۔

۴..... میں فانی تھا تو نے مجھے باقی بنا دیا۔

۵..... میں قلیل تھا تو نے مجھے کثیر کر دیا۔

شرعاً سخا، محمود اور بخل مذموم ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے سخاوت جنت میں  
 ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جس نے ان شاخوں کو پکڑ لیا تو وہ  
 اُسے جنت میں کھینچ لیتی ہیں اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا  
 میں لٹکی ہوئی ہیں جس نے ان شاخوں کو تھام لیا تو وہ اُسے دوزخ کی طرف کھینچ لیتی  
 ہیں۔

اور فرمایا نخی اللہ اور اس کی مخلوق سے قریب ہے اور بخیل ان سے دور، اور یہ

بھی فرمایا، بخیل اگرچہ عبادت گزار ہو جنت میں داخل نہ ہوگا۔

الحمد لله على منيه وكرميه عزيزم محمد فرحان قادري زينه علمه وحلمه نے

فضائل صدقات پر قرآن و حدیث اور اقوال اسلاف اور حکایات راغبہ پر مشتمل ایک

کتاب تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جسے احقر نے بیشتر مقامات سے پڑھا ہے،

ما شاء اللہ بہت خوب ہے۔

فضائل صدقات



اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام الناس کے لئے نافع بنائے اور موصوف کے علم و عمل و اخلاص میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور میں بھی امید کرتا ہوں کہ اگر میری سعی قبول ہوگئی اور میں الداعی علی الخیر کفاعلہ کا مصداق بنا دیا گیا تو یہ مکتوب میری اور میرے ساتھ موصوف کے دیگر اساتذہ اور ان کی درسگاہ کے جمیع متعلقین کی بخشش کا سامان ہوگا۔

(ان شاء اللہ ﷻ)

عبدہ و عبدالمصطفیٰ

محمد عطاء اللہ مسی <sup>نعیم غفر لہ و لوالدیہ</sup> ولاساتذہ

فضائل صدقات



## پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء  
والمرسلين سيد المتوكلين على الله والمتصدقين على عباده وعلى آله  
وصحبه أجمعين أما بعد:

چند دوستوں نے اصرار کہ فضائل صدقات اور اس کے متعلقات پر ایک  
مکتوب لکھوں جس میں صدقات کی ادائیگی کی جانب رغبت دلائی جائے، نیز دیگر  
فضائل بیان کئے جائیں اور ساتھ ہی ساتھ نفلی صدقات کی ادائیگی میں بخل کرنے کی  
مذمت اور وعیدوں کا تذکرہ بھی شامل ہو اور بے جا سوال کرنے (مانگنے) والوں  
وغیرہا کے متعلق قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان ہو۔

یہ فقیر خود کو اس تحریر کے قابل تو نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ سے استعانت، سرکارِ دو  
جہاں ﷺ کے کرم کا امیدوار ہو کر، بزرگوں کے علمی ترکہ سے استفادہ کرتے ہوئے اور  
حضرات کے حکم اور حوصلہ افزائی کی بدولت چند صفحات لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔ اللہ  
تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ناچیز کی اس کاوش کو اپنی رحمت کے طفیل قبول فرمائے،  
اخلاص کی دولت عطا کرے اور بروز قیامت بطفیل کرم، اسے میری اور تمام مسلمانوں کی  
معفرت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

فضائل صدقات



میں اپنی اس تحریر کو اپنے مرشدِ کامل

عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، عاشقِ ماہِ نبوت ﷺ، مبلغِ اسلام، سیدی

امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی <sup>مدظلہ العالی</sup>

کی جانب انتساب کی سعادت حاصل کرتا ہوں، کہ جن کے فیضانِ نور سے میرے  
اور مجھ جیسے لاکھوں کے دلوں میں شمعِ ایماں فروزاں ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوالضیاء محمد فرحان قادری رضوی <sup>عفی عنہ</sup>



## صدقہ کے معنی و اقسام

لغت میں صدقہ سے مراد عطیۃ یراد بہا المثوبۃ لا المکرمة (المنجد) یعنی، وہ ادا کیگی ہے جس سے عزت افزائی کے بجائے ثواب کا ارادہ کیا جائے۔ اور علامہ سید شریف جرجانی حنفی نے صدقہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی: ہی العطیۃ تنبغی بہا المَثوبۃ من اللہ تعالیٰ۔<sup>۱</sup> یعنی، صدقہ سے مراد وہ عطیہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب کی امید ہو۔

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں صدقہ کی چند اقسام بیان فرمائیں گئیں ہیں:

حضرت ابو ذر <small>رضی اللہ عنہ</small> سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ <small>ﷺ</small> نے فرمایا، تمہارا اپنے بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے، نیکی کی دعوت دینا بھی صدقہ ہے، بُرائی سے روکنا بھی صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرنا بھی صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی	عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ <small>ﷺ</small> : "تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصْرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ
--	---

۱ (کتاب التعریفات، باب الصاد، ص ۹۳)



مدد کرنا بھی صدقہ ہے، راستے سے پتھر،  
 البَصْرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ  
 کاٹنا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے،  
 وَالشَّوْكَةَ وَالْعُظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ  
 اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول  
 صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ  
 میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔  
 أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ<sup>۱</sup>

نیز قرض دینا بھی صدقہ کی قسم سے ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے  
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ  
 مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "كُلُّ قَرْضٍ  
 نے فرمایا، ہر قرض صدقہ ہے۔  
 صَدَقَةٌ"<sup>۲</sup>

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلۃ، باب (۳۶) ما جاء فی صنائع المعروف، ص ۹۰، الحدیث: ۱۹۵۶)

۲ (شعب الإیمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) فی الزکاة، فصل فی القرض، ص ۲۸۳، الحدیث: ۳۵۶۳)

(المعجم الصغير للطبرانی، ص ۲۳۶، الحدیث: ۴۹۲)

(المعجم الكبير، المجلد الرابع، ص ۴۱۷، الحدیث: ۳۴۹۸)



## فرض زکوٰۃ کا بیان

### زکوٰۃ کی تعریف:

علامہ شیخ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ فرماتے ہیں، ہی تملیک المال من فقیر مسلم غیر ہاشمی، ولا مولاہ بشرط قطع المنفعة عن الملک من کل وجه لله تعالیٰ هذا فی الشرع کذا فی "التبیین"۔<sup>۱</sup>

یعنی، زکوٰۃ شرع میں اللہ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور فقیر نہ ہاشمی ہونہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر لے۔ (بہار شریعت)

### زکوٰۃ کی اقسام:

فرضیت اور وجوبیت کے اعتبار سے زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں، چنانچہ امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کا سانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ فرماتے ہیں،

الزکاة فی الأصل نوعان: فرض، وواجب؛ فالفرض زکاة المال، والواجب زکاة الرأس وهي صدقة الفطر، وزکاة المال نوعان: زکاة الذهب والفضة وأموال التجارة والسوائم، وزکاة الزروع

۱ (الفتاویٰ الہندیۃ المعروف بعالمگیریۃ، المجلد الأول، کتاب الزکاة، الباب الأول فی تفسیرھا إلخ، ص ۱۷۰)



والثمار، وهي العُشر أو نصف العُشر.<sup>۱</sup>

یعنی، زکوٰۃ کی دراصل دو قسمیں ہیں، ایک فرض اور دوسری واجب۔ جہاں تک فرض کا تعلق ہے تو وہ مال کی زکوٰۃ ہے اور رہی بات واجب کی تو وہ افراد کا صدقہ ہے اور وہ صدقہ فطر ہے۔ مال کی زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں: سونے اور چاندی (اور نقد) کی زکوٰۃ، دوسری قسم میں مال تجارت، مویشیوں کی زکوٰۃ شامل ہے۔ نیز زراعت اور پھلوں (باغات) کی زکوٰۃ بھی اسی قسم سے ہے جس میں عُشر اور نصف عُشر فرض ہوتا ہے۔

### زکوٰۃ کی فرضیت:

امام کا سانی فرماتے ہیں،

فالدلیل علی فرضیتها الكتاب، والسنة والإجماع، والمعقول:  
 أما الكتاب فقوله تعالى: ﴿وَأَتُوا الزَّكَاةَ﴾ [البقرة: ۴۳/۲] وقوله  
 ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾  
 [التوبة: ۱۰۳/۹] وقوله ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ مِّنْ  
 لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ [المعارج: ۲۴/۴۰-۲۵] قيل: الحق المعلوم  
 هو الزكاة.

زکوٰۃ کی فرضیت کی دلیل کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ، اجماعِ امت اور عقلی طور پر ثابت ہے۔ جہاں تک کتاب اللہ ﷺ کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور زکوٰۃ دو (کنز الایمان) اور رب تعالیٰ کا فرمان: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ

۱ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، المجلد الثانی، کتاب الزکاة، ص ۲۷۱)

فضائلاً صدقات



تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستر اور پاکیزہ کر دو (کنز الایمان) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:  
 اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ  
 سکے تو محروم رہے (کنز الایمان) کہا گیا کہ حق معلوم (معلوم حق) سے مراد زکوٰۃ ہے۔  
 امام کا سانی مزید فرماتے ہیں،

وَأَمَّا السَّنَةُ: فَمَا وَرَدَ فِي الْمَشَاهِيرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ:  
 "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا  
 رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامَ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ  
 الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"<sup>۱</sup> وروى عنه - عليه الصلاة  
 والسلام - أنه قال عام حجة الوداع: "أَعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا  
 خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَحُجُّوا بَيْتَ رَبِّكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ  
 أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ"<sup>۲</sup> ۳

یعنی، جہاں تک سنتِ رسول ﷺ (سے ثبوت) کا تعلق ہے تو جیسا کہ مشہور  
 کتب/ احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بناء  
 پانچ باتوں پر ہے، گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد [ﷺ] اللہ تعالیٰ  
 کے رسول ہیں، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کی ادائیگی، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج  
 ہر اس پر جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور مروی ہے کہ آپ علیہ الصلاة والسلام نے حجۃ

۱ (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (۱) الزكاة، باب (۲) دعاؤكم إيمانكم، ص ۱۰،  
 الحديث: ۸)

۲ (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند أبي أمامة الباهلي، ص ۳۹۶، الحديث: ۲۲۵۱۳)

۳ (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد الثاني، كتاب الزكاة، ص ۳۷۱-۳۷۳)



الوداع والے سال فرمایا، اپنے رب کی بندگی کرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے رب کے گھر کا حج کرو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دے کر اپنے نفس پاک کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کا فر ہے:

زکوٰۃ کی فرضیت نصِ قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے لہذا اس کی فرضیت قطعی ہے اور اس کی فرضیت کا منکر کا فر نیز ادا ایگی زکوٰۃ کے منکر سے قتال کیا جائے گا۔ علامہ نظام الدین حنفی فرماتے ہیں،

یکفر جاحدها ویقتل مانعها ہکذا فی "محیط السرخسی"۔<sup>۱</sup>

یعنی، زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کا فر قرار دیا جائے گا اور اس کی ادا ایگی کا منکر

قتل کیا جائے گا۔

مختصر مسائل زکوٰۃ:

چونکہ کتاب کا اصل مقصد نفلی صدقات کے فضائل اور متعلقات ہیں لہذا فرض زکوٰۃ کے بیان کو ضمناً، تبرکاً اور اختصاراً ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور زیادہ تر مسائل کا بیان بہار شریعت سے کیا جائے گا تاکہ صدر الشریعہ کا خصوصی فیض بھی حاصل رہے اور اجتناب از تطویل بھی ملحوظ خاطر رہے۔ تفصیل کے لئے بہار شریعت کے پانچویں حصہ کا مطالعہ کریں۔

(۱) زکوٰۃ ۲۔ ھ میں روزوں سے قبل فرض ہوئی علامہ علاء الدین ہکفی فرماتے ہیں، فرضت فی السنة الثانية قبل فرض رمضان۔<sup>۲</sup>

۱ (الفتاویٰ الہندیۃ المعروف بعالمگیریۃ، المجلد الأول، کتاب الزکاۃ، الباب الأول فی

تفسیرھا وصفھا وشرائطھا، ص ۱۷۰)

۲ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، ص ۱۲۶)



(۲) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ جسے دے رہا ہے تمام منافع کا مالک بنادے چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۱۰۷۱ھ فرماتے ہیں،  
 ہی تملیک المال من فقیر مسلم إلخ۔<sup>۱</sup>

(۳) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ بوقت ادائیگی زکوٰۃ کی نیت بھی ہو اور اگر دیتے وقت نیت نہ کی مگر دینے کے بعد نیت کی جبکہ مال فقیر کے ہاتھ میں موجود ہو یا وکیل (برائے ادائیگی زکوٰۃ) کو مال دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لے پھر وکیل فقیر کو بلا نیت ہی مال دیدے تو دونوں صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہوگی۔ چنانچہ علامہ علاؤ الدین ہسکفی فرماتے ہیں، لو دفع بلا نية ثم نوى  
 والمال قائم في يد الفقير، أو نوى عند الدفع للوكيل ثم دفع  
 الوكيل بلا نية، جاز نية الأمر۔<sup>۲</sup> (ملخصاً)

(۴) مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا کھلا دیا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا ہاں اگر کھانا دیدیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یونہی بہ نیت زکوٰۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔<sup>۳</sup>

(۵) فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ مکان رہنے کو دیا، زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔<sup>۴</sup>

(۶) زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں سے عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا، آزاد

۱ (کنز الدقائق علی هامش البحر الرائق، المجلد الثاني، کتاب الزکاة، ص ۳۵۲)

۲ (الدر المختار، کتاب الزکاة، ص ۱۲۷)

۳ (بہار شریعت بحوالہ درمختار، حصہ پنجم، ص ۸)

۴ (بہار شریعت بحوالہ درمختار، حصہ پنجم، ص ۸)



واجب ہے۔<sup>۱</sup>

(۱۳) ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لئے پھر وہی روپے اس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار اپنی ملک کے ہیں تو غاصبِ اول پر زکوٰۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔<sup>۲</sup>

(۱۴) شے مرہون (گروی رکھی گئی چیز) کی زکوٰۃ نہ مرہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر ہے نہ راہن (جس نے رہن رکھوایا ہے) پر۔ مرہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام (مکمل) نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں۔<sup>۳</sup>

(۱۵) جو مال تجارت کے لئے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ سے قبل مشتری (خریدار) پر زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) ہے۔<sup>۴</sup>

(۱۶) نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین (قرض) ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں۔<sup>۵</sup>

(۱۷) جو دین (قرض) میعادی (Long Term) ہو وہ صحیح مذہب میں وجوبِ زکوٰۃ کا مانع نہیں۔ (یعنی زکوٰۃ کا حساب لگاتے وقت میعادی قرضوں کو نصاب سے

۱ (بہار شریعت بحوالہ تنویر الابصار، حصہ پنجم، ص ۹)

۲ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری، حصہ پنجم، ص ۹)

۳ (بہار شریعت بحوالہ دروغیرہ)

۴ (بہار شریعت بحوالہ در و رد)

۵ (بہار شریعت)



منہا نہیں کیا جائے گا)۔<sup>۱</sup>

(۱۸) ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا جیسے چمڑا پکانے کے لئے مازو اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا تو زکوٰۃ واجب ہے۔ یونہی رنگریز نے اجرت پر کپڑا رنگنے کے لئے کسم، زعفران خریدا۔ تو اگر بقدر نصاب ہے اور سال گزر گیا تو زکوٰۃ واجب ہے۔ پڑیا وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کا اثر باقی نہ رہے گا جیسے صابون تو اگرچہ بقدر نصاب ہو اور سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ عطر فروش نے عطر بیچنے کے لئے شیشیاں خریدیں، ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔<sup>۲</sup>

(۱۹) خرچ کے لئے روپے کے پیسے لئے تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ اسی نیت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔<sup>۳</sup>

(۲۰) اہل علم کے لئے کتابیں حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں جب بھی کتابوں کی زکوٰۃ واجب نہیں جب کہ تجارت کے لئے نہ ہو۔ فرق اتنا ہے کہ اہل علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اور غیر اہل کے لئے ناجائز جبکہ دو سو درم قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے

۱ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۰)

۲ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱)

۳ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱)



پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے۔ اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں، اگر دو سو درہم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکوٰۃ لینا ناجائز ہے۔ خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔<sup>۱</sup>

(۲۱) حافظ کے لئے قرآن مجید حاجت اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لئے ایک سے زیادہ حاجت اصلیہ کے علاوہ ہے۔ یعنی اگر مصحف شریف دو سو درم قیمت کا ہو تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔<sup>۲</sup>

(۲۲) کفار و بد مذہبوں کے رد اور اہل سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجت اصلیہ سے ہیں یونہی عالم اگر بد مذہب وغیرہ کی کتابیں اس لئے رکھے کہ ان کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجت اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔<sup>۳</sup>

(۲۳) مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا۔<sup>۴</sup>

(۲۴) موتی اور جواہر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں، ہاں اگر تجارت کی

۱ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱-۱۲)

۲ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۲)

۳ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۲)

۴ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳)



نیت سے لئے تو واجب ہوگئی۔<sup>۱</sup>

(۲۵) مالکِ نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہو اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جدا جدا سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اسے اس کے ساتھ ملائے جس کی زکوٰۃ پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمه (جانور) کی قیمت جس کی زکوٰۃ دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے۔ اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کئے تو ان کا سال تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔<sup>۲</sup>

۱ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳)

۲ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳)



## زکوٰۃ کسے دی جائے؟ (مصارف)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں آٹھ مصارفِ زکوٰۃ بیان فرمائے ہیں:

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ  
الْمَسْكِينِ وَ الْعِيَالِ عَلَيْهَا وَ  
الْمَوْلَّةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ  
الْغُرَمِيِّنَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ ابْنِ  
السَّبِيلِ<sup>۱</sup> (التوبة: ۶۰/۹)

ترجمہ: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے  
ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے  
تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو  
اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں  
چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ

کی راہ میں اور مسافر کو (کنز الایمان)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں، (الأصل  
فيه قوله تعالى: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ﴾ الآية، فهذه ثمانية  
أصناف، وقد سقط منها المؤلف قلوبهم، لأن الله تعالى أعز الإسلام  
وأغنى عنهم) وعلى ذلك انعقد الإجماع (والفقير من له أدنى شيء،  
والمسكين من لا شيء له) وهذا مروى عن أبي حنيفة رحمه الله؛ وقد  
قيل على العكس.<sup>۱</sup>

یعنی، مصارفِ زکوٰۃ میں اصل (دلیل) اللہ تعالیٰ کا فرمان، زکوٰۃ تو انہیں

۱ (الهداية، المجلد الأول، الجزء الأول، كتاب الزكاة، باب يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا  
يجوز، ص ۱۲۰)



لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار (کنز الایمان) ہے، تو یہ آٹھ مصارف ہیں اور ان مصارف سے المؤلفۃ قلوبہم، یعنی، جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، ساقط ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور ان لوگوں سے غنی فرما دیا اور اسی پر اجماع ہے۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس ادنیٰ چیز ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، یہ فرمان امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، جبکہ (فقیر و مسکین کی تعریف میں) اس کے برعکس بھی فرمایا گیا۔

بنی ہاشم ساداتِ کرام کو صدقہ دینا جائز نہیں،

. چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی فرماتے ہیں (ولا تدفع الی

بنی ہاشم) لقوله عليه الصلاة والسلام: "يا بني هاشم إن الله تعالى حرم عليكم غسالة الناس وأوساخهم وعوضكم منها بخمس الخمس"، بخلاف التطوع؛ لأن المال ههنا كالماء يتدنس بإسقاط الفرض. أما التطوع فبمنزلة التبريد بالماء.<sup>۱</sup>

اور صدقات (مفروضہ) بنی ہاشم کو نہ دیئے جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا،

اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کا دھوون، ان کے اوساخ (یعنی میل)

حرام فرمائے ہیں اور تمہارے لئے اس کے بدلے غنیمت کا پانچواں حصہ مقرر فرمایا،

بخلاف نفلی صدقات کے، کیونکہ مال زکوٰۃ کی صورت میں اس پانی کے مثل ہے جو فرض

ساقط ہونے سے میلا ہوتا ہے، جبکہ نفلی صدقہ کا معاملہ پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے

۱ (الہدایۃ، المجلد الأول، الجزء الأول، کتاب الزکاة، باب يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، ص ۱۲۰)



مقام میں ہے۔

اور بنو ہاشم کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ مرغینانی فرماتے ہیں (وہم

آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل حارث بن عبد المطلب  
وموالیہم) أما هؤلاء فلأنہم ینسبون إلی ہاشم بن عبد مناف، ونسبہ  
القبیلۃ إلیہ. وأما موالیہم فلما روی أن مولی لرسول اللہ ﷺ سألہ أتحل  
لی الصدقۃ؟ فقال: "لا، أنت مولانا"۔<sup>۱</sup>

یعنی، بنو ہاشم اولادِ علی، اولادِ عباس، اولادِ جعفر، اولادِ عقیل، اولادِ حارث بن  
عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ جہاں تک تعلق  
بنی ہاشم کا ہے تو وہ ہاشم بن عبد مناف کی جانب منسوب ہیں، اور اس جانب قبیلہ کی  
نسبت ہے۔ اور رہا سوال ان کے آزاد کردہ غلاموں کا تو وہ (یعنی ان کو زکوٰۃ دینا)  
اس لئے ممنوع ہے کہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نے آپ سے  
پوچھا، کہ کیا میرے لئے صدقہ لینا جائز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں تم ہمارے  
آزاد کردہ غلام ہو۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَخَذَ  
حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ تَمْرِ  
الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ،  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں،  
حضرت حسن بن علی نے صدقے کے چھوہاروں  
میں سے ایک چھوہار لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا

۱ (الہدایۃ، المجلد الأول، الجزء الأول، کتاب الزکاة، باب یجوز دفع الصدقۃ إلیہ ومن لا  
یجوز، ص ۱۲۰)



فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "كَيْفَ كَيْفٌ" تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اخ اخ تاکہ وہ  
لَيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ: "أَمَا شَعُرْتُ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟!!"<sup>۱</sup> اسے تھوک دیں پھر فرمایا، کیا تمہیں خبر نہیں  
کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔

”اس حدیث نے فیصلہ فرمادیا کہ حضور انور ﷺ کی اولاد کو زکوٰۃ لینا حرام ہے  
آنا جمع فرما کر قیامت اپنی اولاد کو شامل فرمالیا، یہ ہی حق ہے اسی پر فتویٰ ہے،  
بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ حکم اس زمانہ میں تھا اب سید زکوٰۃ لے سکتے ہیں یا سید کی  
زکوٰۃ سید لے سکتے ہیں، یہ تمام مرجوع قول ہیں، فتویٰ اس پر نہیں خیال رہے کہ بنی  
ہاشم سے مراد آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن مطلب اور آل رسول ہیں  
ابولہب کی مسلمان اولاد اگرچہ بنی ہاشم تو ہیں مگر یہ زکوٰۃ لے سکتے تھے اور دے سکتے  
ہیں، کیونکہ زکوٰۃ کی حرمت کرامت و عزت کے لئے ہے، ابولہب حضور انور ﷺ کی  
ایذاء کی کوشش میں رہا اسی لئے وہ اور اس کی اولاد اس عظمت کی مستحق نہ ہوئی (از  
لمعات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی ناسمجھ اولاد کو بھی ناجائز کام نہ کرنے دے وہ  
دیکھو حضرت حسن اس وقت بہت ہی کم سن اور ناسمجھ تھے جیسا کہ کج کج فرمانے سے  
معلوم ہو رہا ہے مگر حضور انور ﷺ نے انہیں بھی زکوٰۃ کا چھوہارا نہ کھانے دیا“<sup>۲</sup>

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۶۲) ما یذکر فی الصدقة للنبي ﷺ، ص ۳۶۷، الحدیث: ۱۳۹۱)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۴) الزکاة، باب (۵۰) تحريم الزکاة علی رسول الله ﷺ إلخ، ص ۳۷۶، الحدیث: ۱۶۱- (۱۰۶۹))

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص ۳۳۶-۳۳۷، الحدیث: ۱۸۲۲)

۲ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۳۶)



عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ"<sup>۱</sup>

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں، نہ یہ محمد کو حلال ہیں اور نہ محمد کی آل کو۔

میل ”اس طرح کہ زکوٰۃ فطرہ نکل جانے سے لوگوں کے مال اور دل پاک و صاف ہوتے ہیں جیسے میل نکل جانے سے جسم یا کپڑا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ (التوبة: ۱۰۳/۹) ترجمہ: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو (کنز الایمان) لہذا یہ مسلمانوں کا دھوون ہے۔“

”یہ حدیث ایسی واضح اور صاف ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، یعنی مجھے اور میری اولاد کو زکوٰۃ لینا اس لئے حرام ہے کہ یہ مال کا میل ہے لوگ ہمارے میل سے ستھرے ہوں ہم کسی کا میل کیوں لیں۔ اب بعض کا کہنا کہ چونکہ سادات کو خمس نہیں ملتا اس لئے اب وہ زکوٰۃ لے سکتے ہیں غلط ہے کہ نص کے مقابل چونکہ اور کیوں کہ نہیں سنا جاتا“<sup>۲</sup>

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۵۱) ترک استعمال آل النبی ﷺ علی الصدقة، ص ۳۸۷، الحدیث: ۱۶۸- (۱۰۷۲))

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۹۵) استعمال آل النبی ﷺ علی الصدقة، ص ۱۱۱، الحدیث: ۲۶۰۸)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص ۳۳۷، الحدیث: ۱۸۲۳)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، تحت الحدیث المذكور)



ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ "أَهْدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟" فَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ؛ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: "كُلُوا"، وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ فَأَكَلَ مَعَهُمْ.<sup>۱</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی کھانا لایا جاتا تو اس کے متعلق پوچھتے کہ آیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ، اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو صحابہ سے فرماتے کھالو، اور خود نہ کھاتے اور اگر عرض کیا

جاتا کہ ہدیہ ہے تو ہاتھ شریف بڑھاتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔

”غنی صحابہ اپنے واجب و نفلی صدقہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے تاکہ حضور انور ﷺ اپنے ہاتھ سے غربا میں تقسیم فرمادیں کہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے رب تعالیٰ قبول فرمائے حضور انور ﷺ اصحاب صفہ وغیرہ فقراء و صحابہ پر تقسیم فرمادیتے تھے، اور بعض لوگ خود حضور انور ﷺ کے لئے ہدیہ و نذرانہ لاتے تھے، چونکہ دو قسم کے مال حضور انور ﷺ کے پاس آتے تھے، اس لئے اگر لانے والا صاف

۱ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۵۱) الهبة وفضلها والتحریر علیہا، باب (۷) قبول الهدیة، ص ۱۲۹، الحدیث: ۲۵۷۶)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۵۳) قبول النبی ﷺ الهدیة و ردہ الصدقة، ص ۳۸۸، الحدیث: ۱۷۵-۱۰۷۷)

(سنن الترمذی، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۲۵) ما جاء فی کراهیة الصدقة للنبی ﷺ وأهل بیته وموآلیه، ص ۳۷۳، الحدیث: ۶۵۶)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۹۸) الصدقة لا تحل للنبی ﷺ، ص ۱۱۳، الحدیث: ۲۶۱۲)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص ۳۳۷، الحدیث: ۱۸۲۳)

فضائل صدقات



صاف نہ کہتا، تو سرکار خود پوچھ لیتے تھے۔ ہدیہ سے خود بھی کھا لیتے تھے مگر صدقہ خود استعمال نہ فرماتے تھے۔ یہاں صحابہ سے مراد فقراء صحابہ ہیں جو صدقہ واجبہ لے سکتے ہیں حضرت عثمان غنی وغیرہم غنی صحابہ مراد نہیں۔“

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ”ہدیہ و نذرانہ کا کھانا خود بھی کھاتے اور موجود صحابہ کو بھی اپنے ہمراہ کھلاتے تھے۔ خیال رہے کہ غنی اور سید کو صدقہ نفل لینا جائز ہے وہ صدقہ ان کے لئے ہدیہ بن جاتا ہے مگر حضور انور ﷺ صدقہ نفل بھی نہ لیتے تھے کیونکہ اس میں صدقہ دینے والا لینے والے پر رحم و کرم کرتا ہے جس کا ثواب اللہ سے چاہتا ہے سب حضور انور ﷺ کے رحم کے خواستگار ہیں حضور انور ﷺ پر کون انسان رحم کرتا ہے، ہاں صدقہ جاریہ جیسے کنوئیں کا پانی، مسجد و قبرستان کی زمین اس کا حکم دوسرا ہے کہ یہ غنی و فقیر بلکہ خود صدقہ کرنے والے واقف کو بھی اس کا استعمال جائز ہے، یہ حضور انور ﷺ کے لئے بھی مباح تھا (ازمرقات وغیرہ)۔“

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے دو شخصوں نے خبر دی کہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ حجۃ الوداع میں تھے صدقہ تقسیم فرما رہے تھے انہوں نے بھی حضور سے صدقہ مانگا تو حضور نے ہم پر نظر اٹھائی پھر جھکائی	عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْخِيَارِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُوَ يُقَسِّمُ الصَّدَقَةَ، فَسَأَلَاهُ مِنْهَا، فَرَفَعَ فِينَا النَّظَرَ، وَخَفَضَهُ
--	--

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۷۷)

فضائل صدقات



فَرَانَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ: "إِنْ شِئْتُمَا  
أَعْطَيْتُكُمَا، وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيِّ  
وَلَا لِغَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ"۔<sup>۱</sup>

ہم کو تندرست و توانا دیکھا تو فرمایا کہ اگر تم  
چاہو تو تم کو دے دوں مگر اس میں نہ تو غنی کا  
حصہ ہے نہ کمائی کے لائق تندرست کا۔

”ظاہر یہ ہے کہ صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ ہوگا اور حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں  
حجاج نے اپنی زکوٰۃ تقسیم کے لئے پیش کی ہوگی، جیسا کہ صحابہ کا دستور تھا“۔

”اس میں دونوں (جو سرکار ﷺ سے صدقہ طلب کرتے تھے،) کو تقویٰ و  
طہارت کی تعلیم ہے یعنی چونکہ تم دونوں اگرچہ فقیر ہو مگر تندرست اور کمانے کے لائق ہو  
اس لئے اس سے لینا تمہارے لائق نہیں، اگر ان کو یہ صدقہ لینا حرام ہوتا جیسا کہ  
حضرت امام شافعی فرماتے ہیں تو حضور انور ﷺ یہ نہ فرماتے کہ اگر تم چاہو تو تم کو دے  
دوں، اس اختیار دینے سے معلوم ہو رہا ہے کہ دینا جائز تو ہے مگر بہتر نہیں“۔<sup>۲</sup>

۱ (سنن ابی داؤد، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۳) من يعطي من الصدقة وحيد  
الغني، ص ۱۹۵، الحدیث: ۱۶۳۳)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۹۱) مسألة  
القوي المكتسب، ص ۱۰۵، الحدیث: ۲۵۹۷)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له الصدقة، الفصل  
الثاني، ص ۳۳۸، الحدیث: ۱۸۳۲)

۲ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۵۱)



## صلہ رحمی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا  
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ  
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي  
الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ  
بِالْجُنُبِ وَالْإِنْسَانِ السَّيِّئِ ۗ وَمَا  
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿۱۱۰﴾ الْآيَةُ

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا  
شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے  
بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں  
اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور  
دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی  
اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے  
شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے  
والا بڑائی مارنے والا۔ (کنز الایمان)

(النساء: ۳۶/۱۱۰)

”ادب و تعظیم کے ساتھ اور ان (یعنی والدین) کی خدمت میں مستعد رہنا  
اور ان پر خرچ کرنے میں کمی نہ کرو مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم ﷺ نے تین مرتبہ  
فرمایا اسکی ناک خاک آلود ہو حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا کس کی یا رسول اللہ فرمایا  
جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور جلتی نہ ہو گیا۔“  
”حدیث شریف میں ہے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے والوں  
کی عمر دراز اور رزق وسیع ہوتا ہے (بخاری و مسلم)۔“

فضائل صدقات



”حدیث: سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا ایسے قریب ہوں گے جیسے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی (بخاری شریف) حدیث: سید عالم ﷺ نے فرمایا بیوہ اور مسکین کی امداد و خبر گیری کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مثل ہے۔“

”سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کرتے رہے اس حد تک کہ گمان ہوتا تھا کہ انکو وارث قرار دیں (بخاری و مسلم)۔“

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

ترجمہ: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے۔ (کنز الایمان)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ  
وَالْإِيتَامَىٰ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيُنْهَىٰ عَنِ  
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۗ ۝ الْآيَةُ  
(النحل: ۹۰/۱۶)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انصاف تو یہ ہے کہ آدمی لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کی گواہی دے اور نیکی اور فرائض کا ادا کرنا اور آپ ہی سے ایک روایت ہے کہ انصاف شرک کا ترک کرنا اور نیکی اللہ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اگر وہ مومن ہو تو اُس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے انہیں سے ایک اور روایت ہے، اس میں ہے کہ

۱ (خزان العرفان)

فضائل صدقات



انصاف تو حید ہے اور نیکی اخلاص اور ان تمام روایتوں کا طرز بیان اگرچہ جُدا جُدا ہے لیکن مآل و مُدعا ایک ہی ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ  
لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ<sup>تَعَالَى</sup> وَبِالْوَالِدَيْنِ  
إِحْسَانًا الْآيَةَ (البقرة: ۸۳، ۸۴)

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔ (کنز الایمان)

”اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے مسئلہ: اگر والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے مسئلہ: واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جاسکتے والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھنے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں ادب لازم جانے ان کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے انکو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے اپنے نفس مال کو ان سے نہ بچائے ان

! (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



کے مرنے کے بعد اُن کی وصیتیں جاری کرے اُن کے لئے فاتحہ صدقات تلاوت قرآن سے ایصالِ ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے اُن کی مغفرت کی دُعا کرے، ہفتہ وار انکی قبر کی زیارت کرے (فتح العزیز) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بد مذہبی میں گرفتار ہوں تو اُن کو بہ نرمی اصلاح و تقویٰ اور عقیدہ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے (خازن)۔“

”اچھی بات سے مراد نیکیوں کی ترغیب اور بدیوں سے روکنا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ سید عالم ﷺ کی شان میں حق اور سچ بات کہو اگر کوئی دریافت کرے تو حضور کے کمالات و اوصاف سچائی کے ساتھ بیان کر دو آپ کی خوبیاں نہ چھپاؤ“۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ، قَالَ: "أَحْيِ أَبْوَاكَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ".<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جہاد کی اجازت چاہی، تو آپ نے فرمایا، کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی، جی زندہ ہیں، فرمایا، تو انہیں (دونوں) میں جہاد کر۔

(یعنی ان کی خدمت کر یہی جہاد ہے)۔

۱ (خزائن العرفان)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۵۶) الجہاد والسير، باب (۱۳۸) الجہاد یاذن الأہلین، ص ۲۷۱، الحدیث: ۳۰۰۳)



فقیر ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اس حدیث میں والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی جہاد سے افضل ہونے پر دلیل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو جہاد ترک کرنے اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ جب تک والدین اجازت نہ دیں تو جب تک عام نکلنے کا حکم نہ ہو کسی شخص کو جہاد پر جانے کی اجازت نہیں (یعنی جب جہاد فرض عین ہو تو پھر والدین کی اجازت پر موقوف کرنا درست نہیں کیونکہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں)۔<sup>۱</sup>

مزید فرماتے ہیں، اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں والدین کے احترام کا بیان نہ بھی فرماتا اور ان کے متعلق کوئی حکم نہ دیتا تب بھی عقلاً ان کا ادب و احترام معلوم ہوتا، اور ذہن پر لازم ہوتا کہ ان کی تعظیم کو جانے اور ان کے حقوق ادا کرے اور کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتب سماویہ تورات، زبور، انجیل اور فرقان میں والدین کی حرمت کا تذکرہ فرمایا اور تمام صحیفوں میں ان کی تعظیم کا حکم دیا اور تمام انبیاء علیہم السلام کو اس بات کی وحی بھی فرمائی اور انہیں والدین کے احترام اور ان کے حقوق جاننے کا حکم دیا اور اپنی رضا کو ان کی رضا پر موقوف فرمایا، اور ان کی ناراضی کو اپنی ناراضی قرار دیا۔ اور کہا گیا کہ تین آیتیں تین باتوں کے ساتھ نازل ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی عمل کو بغیر اس سے ملے ہوئے حکم کے قبول نہ فرمائے گا، پہلی آیت، اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَأَقِمْوَا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرة: ۴۳] ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو (کنز الایمان)، تو جو نماز پڑھے مگر زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز بھی

۱ (تنبیہ الغافلین، باب حق الوالدین، ص ۶۳)



قبول نہ ہوگی، اور دوسری آیت، ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ [المائدہ: ۹۲/۵] ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا (کنز الایمان)، تو جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کرے تو ایسی اطاعت نا قابل قبول ہے، تیسری آیت، فرمان خداوندی: ﴿أَنْ اشْكُرْ لِي وَ لِيُوالِدَيْكَ﴾ الآية [لقمان: ۱۴/۳۱] (ترجمہ: کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا (کنز الایمان))، لہذا جو اللہ کی شکرگزاری تو کرے مگر والدین کی ناشکری کرے تو ایسے شخص کی شکرگزاری قبول نہیں۔<sup>۱</sup>

والدین کے آداب کے متعلق فرقہ سنی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ اولاد پر لازم ہے والدین کی موجودگی میں ان اجازت کے بغیر بات نہ کرے، اور نہ ان سے آگے چلے اور جب تک وہ بلائیں نہیں تو ان کے دائیں بائیں بھی نہ چلے جب بلائیں تو انہیں جواب دے مگر پیچھے پیچھے چلے جیسے غلام اپنے آقا کے پیچھے چلتا ہے۔<sup>۲</sup>

مذکور ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، یا رسول اللہ میری ماں بہت بوڑھی ہو گئی ہے، اور میں اُسے اپنے ہاتھ سے کھلاتا پلاتا ہوں، وضو کراتا ہوں اُسے اپنے کندھے پر اٹھاتا ہوں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟، فرمایا، نہیں ایک فیصد بھی نہیں مگر تو نے بھلائی تو ضرور کی ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھے تھوڑے پر بھی بہت ثواب دے گا۔<sup>۳</sup>

۱ (تنبیہ الغافلین، باب حق الوالدین، ص ۶۳، ۶۴)

۲ (تنبیہ الغافلین، ص ۶۴)

۳ (تنبیہ الغافلین، ص ۶۴)



ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا، کہ حکمت میں لکھا ہے کہ جو اپنے والد کو لعنت کرے وہ ملعون ہے اور جو اپنی ماں کو لعنت کرے وہ بھی ملعون ہے، جو رستے میں رُکا وٹیس ڈالے وہ بھی ملعون ہے یا نابینا کو راہ بہکا دے وہ بھی ملعون ہے، جو اللہ کا نام لئے بغیر جانور ذبح کر دے وہ بھی ملعون ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت ابان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں علقمہ نامی ایک شخص ہوا کرتا تھا بہت نیک و صدقات دینے والا تھا، بیمار ہو گیا یہاں تک کہ مرض شدید ہو گیا۔ تو اس نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا کہ میرا شوہر نزع کے عالم میں ہے تو میں آپ کو اس کا حال بتانا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال، حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ علقمہ کے پاس جاؤ دیکھو کیا حال ہے اس کا؟، تو وہ اس کے پاس گئے اور کہا پڑھو! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تونہ کہہ سکے، جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ یوں ہی ہلاک ہو جائیں گے تو حضرت بلال کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ان کا حال بتانے کے لئے بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا اس کے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی نہیں اس کے والد تو فوت ہو گئے مگر اس کی ایک بہت بوڑھی ماں ہے تو سرکار ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا، اے بلال علقمہ کی ماں کے پاس جاؤ انہیں میرا سلام کہنا اور کہنا اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے حضور آسکتی ہیں تو آجائیں ورنہ وہیں ٹھہریں تاکہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئیں، تو جب حضرت بلال نے آپ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے کہا، ارے! اُن پر تو میری جان قربان!

۱ (تنبیہ الغافلین، ص ۶۳)



میرا جانا زیادہ مناسب ہے، پھر اپنی لاشی لی اور چل دیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا، آپ نے جواب دیا، پھر وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا، کیا آپ مجھ سے سچ کہیں گی؟ کیونکہ اگر جھوٹ کہا تو اللہ تعالیٰ مجھے وحی فرمادے گا، علقمہ کیساتھ؟ عرض کی یا رسول اللہ وہ نمازوں کا پابند تھا، یوں ہی روزے بھی رکھتا تھا، بے شمار درہم صدوقہ کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آپ کا اور اس کا معاملہ کیسا تھا؟ عرض کی، یا رسول اللہ میں اس پر ناراض ہوں، فرمایا کیوں؟ عرض کی، وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا اس کی مانتا تھا اور میرا نافرمان تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کی ماں ناراض ہے اسی لئے اس کی زبان سے کلمہ شہادت نہیں نکلتا پھر حضرت بلال سے فرمایا، جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں جمع کرو تا کہ میں علقمہ کو جلادوں، تو اس کی ماں (تڑپ کر) بولیں، یا رسول اللہ میرا بیٹا! میرے دل کا ٹکڑا! آپ اُسے میرے سامنے آگ میں جلادیں گے میرے دل پر کیا گزرے گی؟ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا، اے علقمہ کی ماں! اللہ کا عذاب تو بہت شدید اور ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر آپ چاہتی ہیں کہ اللہ اُسے بخش دے تو اُس سے راضی ہو جائیں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک آپ اس سے ناراض ہیں اس کو نماز روزے اور صدقات کچھ نفع نہ دیں گے۔ تو ماں نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ کو اور آپ کو اور جو بھی موجود ہیں سب کو گواہ بناتی ہوں کہ میں علقمہ سے راضی ہوں!! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلال جاؤ دیکھو اب علقمہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے یا نہیں؟ تو جب حضرت بلال علقمہ کے دروازے پر پہنچے تو کلمہ شہادت پڑھتے سنا، جب حضرت بلال ﷺ ان کے گھر میں

فضائل صدقات



داخل ہوئے تو فرمایا، اے لوگو! علقمہ کی ماں ناراض تھی اس وجہ سے ان کی زبان کلمہ شہادت پڑھنے سے رُک گئی تھی اور بے شک اس کے راضی ہو جانے کی وجہ سے ان کی زبان ٹھیک ہو گئی۔ پھر حضرت علقمہ اسی روز وصال فرما گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ کے غسل و تکفین کا حکم دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کے قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا، اے مہاجرین و انصار! جو اپنی بیوی کو ماں پر ترجیح دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کے کوئی فرائض و نوافل قبول نہ ہوں گے۔<sup>۱</sup>

کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، والدین کے لئے دعائے کرنا اولاد کے گزر بسر کی کج حالی کا سبب بن جاتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا، کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد بھی انہیں راضی کر سکے؟ فرمایا کر سکتا ہے بلکہ تین چیزوں سے، ایک یہ کہ وہ خود نیک و پرہیزگار رہے کیونکہ والدین کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی کہ ان کا بیٹا نیک ہو، دوسری چیز یہ کہ وہ والدین کے عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرتا رہے، اور تیسری چیز یہ کہ ان کے لئے استغفار و دعائیں کرتا رہے اور ان کے لئے صدقہ وغیرہ دیکر ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ اور علماء بن عبد الرحمن اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب آدمی مرتا ہے تو تین باتوں کے سوا اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے، ایک صدقہ جاریہ کر گیا ہو، دوسرا، ایسا علم (یعنی علمی کام کر گیا) کہ جس کے ذریعہ اس کے مرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے، اور تیسرا، نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔<sup>۲</sup>

۱ (تنبیہ الغافلین، ص ۶۳، ۶۵)

۲ (تنبیہ الغافلین، ص ۶۶)



ایک اور جگہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا  
 أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّوَالِدَيْنِ وَ  
 الْأَقْرَبِينَ وَ الْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَ  
 ابْنِ السَّبِيلِ ۗ الْآيَةُ (البقرة: ۲۱۵/۲)

ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ  
 کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ  
 کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ  
 داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ  
 گیر کے لئے ہے۔ (کنز الایمان)

اور فرمایا:

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ  
 أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ  
 إِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ  
 إِمْلَاقٍ ۗ نَحْنُ نَنْزِقُكُمْ وَ إِيَّاهُمْ ۗ  
 الْآيَةُ (الأنعام: ۱۵۱/۶)

ترجمہ: تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ  
 سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام  
 کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور  
 ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی  
 اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم  
 تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔  
 (کنز الایمان)

ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، ”کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں انہوں  
 نے تمہاری پرورش کی تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا تمہاری ہر خطرے  
 سے نگہبانی کی ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا ترک کرنا حرام  
 ہے۔“

نیز ”اس میں اولاد کو زندہ درگور کرنے اور مار ڈالنے کی حرمت بیان فرمائی  
 فضائل صدقات



گئی جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ اکثر ناداری کے اندیشہ سے اولاد کو ہلاک کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تمہارا ان کا سب کا اللہ ہے پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جرم کا ارتکاب کرتے ہو؟<sup>۱</sup>

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا، جب پانی لایا تو آپ سوچکی تھیں تو میں آپ کے پاس کھڑا انتظار کرتا رہا، جب آپ بیدار ہوئیں تو فرمایا پانی کہاں ہے تو میں نے انہیں پیالہ دے دیا اسی دوران تھوڑا پانی میری انگلی پر گر گیا جو سردی کی شدت کے باعث انگلی پر جم گیا جب والدہ محترمہ نے پیالہ لیا تو میری انگلی کی کھال (برف کے ساتھ) اتر گئی تو اُس سے خون بہنے لگا، والدہ محترمہ نے دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہوا؟ تو میں نے آپ کو تمام بات بتادی، تو انہوں نے دعا فرمائی، اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا، جب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے تو آپ کی والدہ نے کوئی مشتبہ کھانا نہ کھایا (یعنی صرف حلال پر گزارا کیا)۔<sup>۲</sup>

قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: اور تمہارے سب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا	وَقَصَىٰ رَبُّكَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ
کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک	وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ
کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں	عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا
بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا	فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَ

۱ (خزائن العرفان)

۲ (نزہة المجالس، المجلد (۱)، باب بر الوالدین، ص ۲۶۱)



قُلْ لَّهُمَا قَوْلَا كَرِيمًا ۝۳۱ وَ اخْفِضْ لَهُمَا  
جَنَاحَ الدَّالِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ  
ارْحَمْنِيمَا كَمَا رَأَيْتُنِي صَغِيرًا ۝۳۲  
(بنی اسرائیل: ۲۳، ۱۱)

اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی  
بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو  
بچھانرم دلی سے اور عرض کراے میرے  
رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان  
دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔

(کنز الایمان)

”یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ انکی طبیعت  
پر کچھ گرانی ہے۔“

”اور حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا مسئلہ: ماں باپ کو ان کا  
نام لے کر نہ پکارے یہ خلاف ادب ہے اور اس میں انکی دل آزاری ہے لیکن وہ  
سامنے نہ ہوں تو انکا ذکر نام لیکر کرنا جائز ہے مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام  
کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے۔“

اور ان سے ”بہ نرمی و تواضع پیش آ اور انکے تھکے وقت (یعنی بڑھاپے اور  
بیماری) میں شفقت و محبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت  
سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں درکار ہو وہ ان پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر۔“

”بدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے  
لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا اس لئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہ الہی  
میں ان پر فضل و رحمت فرمانے کی دُعا کرے اور عرض کرے کہ یارب میری خدمتیں  
ان کے احسان کی جزاء نہیں ہو سکتیں تو ان پر کرم کر کہ ان کے احسان کا بدلہ ہو  
فضائل صدقات



مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اُسے فائدہ پہنچانے والی ہے مردوں کو ایصالِ ثواب میں بھی اُن کے لئے دُعاے رحمت ہوتی ہے لہذا اسکے لئے یہ آیت اصل ہے مسئلہ: والدین کافر ہوں تو اُن کے لئے ہدایت، وایمان کی دُعا کرے۔ کہ یہی اُن کے حق میں رحمت ہے حدیث شریف میں ہے والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُن کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے دوسری حدیث میں ہے والدین کافر مانبردارِ جہنمی نہ ہوگا اور اُن کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتار عذاب ہوگا ایک اور حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا نہ قاطع رحم نہ بوڑھا زنا کار نہ تکبر سے اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔<sup>۱</sup>

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب میں بیس برس کا تھا تو ایک رات میری والدہ نے اپنے پاس سونے کے لئے بلایا حالانکہ میرا دل رات کھڑے عبادت میں گزارنے کو چاہ رہا تھا، (چونکہ والدین کی اطاعت کے لئے نوافل چھوڑ دینے کا حکم ہے) لہذا میں حاضر ہو گیا۔ میں نے اپنا ہاتھ تکیہ کے طور پر اپنی والدہ کے سر کے نیچے رکھ دیا اور دوسرا آپ کی پیٹھ پر اور سورۃ اخلاص کا ورد کرنے لگ گیا پھر میرا ہاتھ سُن ہو گیا تو میں نے دل میں کہا کہ ہاتھ میرا ہے مگر والدہ کا حق اللہ کے لئے ہے پس میں نے اس پر صبر کیا یہاں تک کہ فجر ہو گئی اس دوران میں نے دس ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کر لی۔ اُس سن شدہ ہاتھ سے (فالج کے سبب) میں پھر کبھی بھی

۱ (خزائن العرفان)



فائدہ نہ لے سکا۔ جب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا تو کسی دوست نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے اڑ رہے ہیں تو اُس نے حضرت سے پوچھا، کس بات کے سبب آپ کو یہ مقام حاصل ہوا؟ فرمایا، والدین کے ساتھ نیکی کے سبب اور تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، والدین کا فرمانبردار، رب العالمین کا فرمانبردار ہے اُس کا مقام اعلیٰ علیتین میں ہے۔<sup>۱</sup>

خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بار ایک لڑکے اور اس کے والد کو قید خانہ میں ڈالا، والد صاحب نیم گرم پانی سے ہی وضو کے عادی تھے مگر داروغہ (جیلر) نے قید خانے میں آگ جلانے سے منع کر دیا، تو لڑکے نے رات بھر چراغ کے ذریعہ پانی (کابرتن) گرم کیا جب صبح ہوئی تو باپ نے وضو کا پانی کچھ گرم پایا تو بیٹے سے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا میں نے اسے چراغ کی آگ سے گرم کیا ہے، تو یہ بات داروغہ (جیلر) تک پہنچ گئی تو اس نے وہ چراغ بھی اونچا رکھو ادیا پھر بیٹے نے پانی لیا اور برتن کو رات بھر اپنے دل پر رکھ کر گرم کیا یہاں تک کہ پانی میں تھوڑی سی حرارت پیدا ہو گئی تو والد نے پوچھا یہ کہاں سے گرم ہوا؟ تو بیٹے نے معاملہ بیان کیا، تو باپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی، اے اللہ اُسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا۔<sup>۲</sup>

اور فرمایا:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ ترجمہ: اور رشتہ والے ایک دوسرے سے

۱ (نزہۃ المجالس، المجلد الأول، باب بر الوالدین، ص ۲۶۱)

۲ (نزہۃ المجالس، المجلد الأول، باب بر الوالدین، ص ۲۶۲)

فضائل صدقات



فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ الْآيَةُ (الأنفال: ۷۵/۸)

زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔

(کنز الایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ

يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ

سُوءَ الْحِسَابِ ۗ (الرعد: ۲۱/۱۳)

ترجمہ: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس

کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے

رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی

برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔

(کنز الایمان)

”یعنی اللہ کی تمام کتابوں اور اسکے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو

مان کر بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی

رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اسی میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے

ساتھ مودت و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت اور ان کے ساتھ

شفقت اور سلام و دعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں

ہمسایوں سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں

اسکا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں بہ کثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد

ہیں۔“

اور فرمایا:

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



وَابْتَغِ الْوَعْدَ الَّذِي فِي حَقِّهِ وَالْمُسْكِينِ وَابْنِ  
السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرُوا مَتَدِيْرًا ۝۱۱

ترجمہ: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے  
اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا۔

(کنز الایمان)

(بنی اسرائیل: ۲۶۱)

حق دینے سے مراد، ”اُن کے ساتھ صلہ رحمی کر اور محبت اور میل جول اور  
خبر گیری اور موقع پر مدد اور حسن معاشرت مسئلہ: اور اگر وہ محارم میں سے ہوں اور  
محتاج ہو جائیں تو اُن کا خرچ اٹھانا یہ بھی ان کا حق ہے اور صاحب استطاعت رشتہ دار  
پر لازم ہے بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا ہے کہ رشتہ داروں سے  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت رکھنے والے مراد ہیں اور اُن کا حق خمس  
دینا اور اُن کی تعظیم و توقیر بجالانا ہے۔“

فضول نہ اڑا، ”یعنی ناجائز کام میں خرچ نہ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تذریر مال کا ناحق میں خرچ کرنا ہے۔“

اور قرآن میں ہے:

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ  
مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ  
يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۗ  
أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝۱۴ (البقرة: ۲۷۱)

ترجمہ: وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے  
ہیں چکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں  
اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے  
حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے  
ہیں وہی نقصان میں ہیں۔ (کنز الایمان)

”رشتہ و قرابت کے تعلقات مسلمانوں کی دوستی و محبت تمام انبیاء کا ماننا کتاب

۱ (خزان العرفان)

فضائل صدقات



الہی کی تصدیق حق پر جمع ہونا یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ملانے کا حکم فرمایا گیا ان میں قطع کرنا بعض کو بعض سے ناحق جدا کرنا تفرقوں کی بنا ڈالنا ممنوع فرمایا گیا،<sup>۱</sup>  
اللہ تعالیٰ رشتہ داروں کا لحاظ رکھنے کا حکم فرماتا ہے:

وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَ  
الْأَرْحَامَ ۗ الْآيَةَ (النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر  
مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

(کنز الایمان)

یعنی، ”انہیں قطع نہ کرو حدیث شریف میں ہے جو رزق میں کشائش چاہے  
اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے“۔<sup>۲</sup>  
اور فرمایا:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ  
تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَ تَقَطَّعُوا  
أَرْحَامَكُمْ ۗ (محمد: ۲۲/۱۴)

ترجمہ: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز)  
نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو  
زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے

کاٹ دو۔ (کنز الایمان)

یوں ہی بے شمار احادیث میں بھی صلہ رحمی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے،

چنانچہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے  
فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا،

۱ (خزائن العرفان)

۲ (خزائن العرفان)



فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوُوبُوا إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوا، وَصَلُّوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةٍ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوا وَتُنصَرُوا وَتُجَبَّرُوا".<sup>۱</sup> الحديث

فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور فرصت کے لمحات ختم ہونے (یعنی موت) سے پہلے نیک اعمال بجالاؤ، اور اپنے رب کا ذکر کر کے، اور پوشیدہ و ظاہری طور پر خوب صدقہ کر کے اپنے رب سے تعلق کو ملاؤ۔ (جزاء یہ ہوگی کہ) روزی پاؤ

گے، مدد الہی حاصل ہو جائے گی اور تمہارے احوال اچھے کر دیئے جائیں گے۔

ایک اور مقام پر ہے:

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الصَّدَقَةُ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذَوِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ، وَصِلَةٌ".<sup>۲</sup>

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہی صدقہ اپنے قرابت

<sup>۱</sup> (سنن ابن ماجہ، المجلد الثانی، کتاب (۵) إقامة الصلاة والسنة فیہا، باب (۷۸) فی فرض الجمعة، ص ۱۵، الحديث: ۱۰۸۱)

<sup>۲</sup> (سنن الترمذی، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۲۶) ما جاء فی الصدقة علی ذی قرابة، ص ۳۷۳، الحديث: ۲۵۸)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الثانی، کتاب (۸) الزکاة، باب (۲۸) فضل الصدقة، ص ۳۱۳-۳۱۴، الحديث: ۱۸۳۳)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۸۲) الصدقة علی الأقارب، ص ۹۷، الحديث: ۲۵۸۲)

(مشكاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۷) أفضل الصدقة، الفصل الثانی، ص ۳۶۷، الحديث: ۱۹۳۹)

فضائل صدقات



دار پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

”پہلے مسکین سے مراد اجنبی مسکین ہے یعنی اجنبی مسکین کو خیرات دینے میں صرف خیرات کا ثواب ہے اور اپنے عزیز مسکین کو خیرات دینے میں خیرات کا بھی ثواب ہے اور صلہ رحمی کا بھی، صلہ رحمی یعنی اہل قرابت کا حق ادا کرنا بھی عبادت ہے، بہترین عبادت، پھر جس قدر رشتہ قوی اسی قدر اس کے ساتھ سلوک کرنا زیادہ ثواب ہے، اس لئے رب تعالیٰ نے اہل قرابت کا ذکر پہلے فرمایا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَاتِّدَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ﴾<sup>۱</sup>۔ [بنی اسرائیل: ۱۷/۲۶] ترجمہ: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو (کنز الایمان)۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أُمِّ كَلْثُومِ بِنْتِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَفْضَلُ  
الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الرَّحِمِ  
الْكَاشِحُ"<sup>۲</sup>

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا  
سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا، ایسے اہل قرابت پر صدقہ کرنا  
افضل ہے جو پوشیدہ دشمنی رکھتا ہو۔

فقیر ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر کسی شخص کے رشتہ دار قریب ہوں تو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ تحائف و ملاقات کے ذریعہ صلہ رحمی کرے،

<sup>۱</sup> (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۲۲)

<sup>۲</sup> (صحیح ابن خزیمہ، المجلد الرابع، باب فضل الصدقة علی ذی رحم الکاشح، ص ۷۷-۷۸، الحدیث: ۲۳۸۶)

(مسند الشہاب، المجلد الثانی، أفضل الصدقة إصلاح ذات البین، ص ۲۳۳، الحدیث: ۱۲۸۰)

(المعجم الكبير، المجلد الخامس والعشرون، ص ۸۰، الحدیث: ۲۰۳)



اگر مالی طور پر صلہ رحمی پر قادر نہ ہو تو ان سے ملا کرے اور ضرورتاً ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائے۔ اور اگر دور ہوں تو ان سے مراسلہ کرے اور (سفر کر کے) ان کے پاس جانے کی طاقت رکھتا ہو تو (خط لکھنے سے) خود جانا افضل ہے۔<sup>۱</sup>

اہل قرابت پر صدقہ کرنے سے اس کا ثواب دونا ہو جاتا ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى ذِي قَرَابَةٍ يُضَعَّفُ أَجْرُهَا مَرَّتَيْنِ."<sup>۲</sup>

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اہل قرابت پر صدقہ کا ثواب دو مرتبہ دونا ہوتا ہے۔

فقیر ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کہ صلہ رحمی میں دس اچھی خصلتیں ہیں؛ ایک یہ کہ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے کیونکہ صلہ رحمی خود اسی کا حکم ہے۔ دوسری یہ کہ صلہ رحمی سے ان پر دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ افضل اعمال وہ ہیں جو مومن کو مطمئن کریں۔ تیسری اچھی خصلت یہ ہے کہ فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ صلہ رحمی سے شیطان لعین غمناک ہوتا ہے۔ چھٹی یہ کہ عمر میں برکت ہوتی ہے۔ ساتویں اچھی خصلت رزق میں برکت۔ آٹھویں اچھی خصلت اچھی موت۔ نویں، محبت میں زیادتی، کیونکہ جن پر اس نے احسان کئے ہوں گے سب اس کی خوشی و غم میں شریک ہوں گے اور اس پر اس کی مدد بھی کرتے رہیں گے جس کی وجہ سے اس کی محبت

۱ (تنبیہ الغافلین، ص ۷۰)

۲ (المعجم الكبير للطبرانی، المجلد الثامن، ص ۲۰۶، الحدیث: ۷۸۳۳)



لوگوں کے نزدیک اور بڑھے گی۔ اور دسویں اچھی خصلت موت کے بعد زیادتی اجر ہے، کیونکہ لوگ اس کی موت کے بعد اس کے احسانات کو یاد کر کے اس کے لئے ایصالِ ثواب و دعا کریں گے۔<sup>۱</sup>

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلہ رحمی کرنے والوں کے لئے عذاب

قیامت سے بچاؤ کا مشورہ عطا فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيمَ، وَلَا نَلَهُ فِي الْكَلَامِ، وَرَحِمَ يَتَمَّهُ وَضَعْفَهُ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلَى جَارِهِ بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللَّهُ." وَقَالَ: "يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَدَقَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رَجُلٍ، وَلَهُ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُونَ إِلَى صَلَاتِهِ. وَيَصْرِفُهَا إِلَى غَيْرِهِمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْظُرُ

۱ (تنبیہ الغافلین، ص ۷۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہ دے گا جو یتیم پر رحم کھائے اور اس سے نرم گفتگو کرے اور اسکی یتیمی اور کمزوری پر رحم کھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ (مال و متاع) کی وجہ سے اپنے ہمسائے پر نہ اترائے، اور فرمایا اے امتِ محمد اس ذاتِ مقدس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس شخص سے یوں صدقہ قبول نہ فرمائے گا جس کے اہل قرابت محتاجِ رحم ہوں اور وہ غیروں کو بانٹتا بھرنے۔ اس ذاتِ اقدس کی قسم ایسے شخص پر

فضائل صدقات



اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد ﷺ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ کون زیادہ حقدار ہے، فرمایا تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر قریب ترین رشتہ دار اور پھر قریب تر۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی اپنے مولا سے اس کی عطا طلب کرے (جبکہ وہ دینے کی استطاعت بھی رکھتا ہو) مگر مولا دینے سے انکار کر دے تو اُس (مولا) پر بروز قیامت گنجا سانپ مسلط کیا جائے گا۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَوْلَى؟ قَالَ: "أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ". وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِلَّا يَأَهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شَجَاعاً أَقْرَعاً"<sup>۲</sup>

حضرت انس بن مالک ﷺ نے فرمایا، تین طرح کے لوگ بروز قیامت اللہ

تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے؛ ایک صلہ رحمی کرنے والا ہوگا جس کے لئے

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الثامن، ص ۳۳۶، الحدیث: ۸۸۲۸)

۲ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلۃ، باب (۱) ما جاء فی بر الوالدین، ص ۶۱، الحدیث: ۱۸۹۷)

(سنن أبی داود، المجلد الخامس، کتاب (۳۵) الأدب، باب (۱۲۹) فی بر الوالدین، ص ۲۲۰-۲۲۱، الحدیث: ۵۳۱۹)

فضائل صدقات



اس کا رزق اور قبر وسیع کی گئی ہوں گی۔ دوسری وہ عورت جس کا شوہر یتیم بچے چھوڑ کر مر جائے اور وہ ان کے مرنے یا اللہ تعالیٰ کے اُن کو غنی کر دینے تک ان کی پرورش کرتی رہے۔ تیسرا وہ شخص ہوگا جو کھانا بنائے اور یتیموں اور مسکینوں کو کھانے بلوائے۔<sup>۱</sup>

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کی ہمیشگی بندے کی نیکیوں میں اضافے کی سبب ہیں، ہمیشہ کم یا زیادہ صدقہ کرتے رہنا، ہمیشہ تھوڑی یا زیادہ صلہ رحمی کرتے رہنا، ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہنا، پانی کے اسراف کے بغیر ہمیشہ با وضو رہنا، اور ہمیشہ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔<sup>۲</sup>

یوں ہی اہل قرابت رشتہ دار کے ساتھ استطاعت ہوتے ہوئے، بخل

کرنے پر وعید ہے، چنانچہ:

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ ذِي رَحِمٍ يَأْتِي ذَا رَحِمِهِ، فَيَسْأَلُهُ فَضْلاً أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ فَيُبْخَلُ عَلَيْهِ إِلَّا أَخْرَجَ اللَّهُ لَهُ مِنْ جَهَنَّمَ حَيْةً يُقَالُ لَهَا شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَيَطْرُقُ بِهِ"<sup>۳</sup>

حضرت جریر بن عبد اللہ نخعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اپنے اہل قرابت رشتہ دار سے سوال کرے اور وہ کنجوسی (کرتے ہوئے منع) کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم سے ایسا سانپ نکالے گا جسے شجاع کہا جاتا ہے وہ اُسے چبائے گا اور اس کے ذریعہ اُسے اذیت دی جائے گی۔

۱ (تنبیہ الغافلین، ص ۷۱)

۲ (تنبیہ الغافلین، ص ۷۱)

۳ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الثانی، ص ۳۲۲، الحدیث: ۲۳۳۳)



ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شَعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّمَا رَجُلٍ أَتَاهُ ابْنُ عَمِّهِ يَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَمَنَعَهُ، مَنَعَهُ اللَّهُ فَضْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ۱

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص سے اُس کا چچا زاد اس کا فضل طلب کرے اور وہ انکار کر دے تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ اُس شخص کے لئے اپنے فضل کا انکار کر دے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علی صاحبہا ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاذَا يُنْجِي الْعَبْدَ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "الْإِيمَانُ بِاللَّهِ". قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَعَ الْإِيمَانِ عَمَلٌ؟ قَالَ: "أَنْ تَرْضَحَ بِمَا رَزَقَكَ اللَّهُ". قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَإِنْ كَانَ فَقِيرًا لَا يَجِدُ مَا يَرْضَحُ؟ قَالَ: "يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ". قُلْتُ: إِنْ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، بندے کو کونسی چیز آگ سے بچاتی ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ پر ایمان، میں نے عرض کی، اے اللہ کے نبی کیا ایمان کے ساتھ عمل بھی ہے؟ فرمایا، ہاں یہ کہ تو اللہ کے عطا کردہ سے کچھ خرچ کرے، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر کسی فقیر کو نہ پاؤں تو؟ فرمایا، نیکی کی دعوت دو اور برائی سے روکو، میں نے عرض کی، اگر

۱ (المعجم الصغير للطبراني، ص ۷۴، الحديث: ۹۳)

(المعجم الأوسط، المجلد الثاني، ص ۳۵، الحديث: ۱۱۹۵)

فضائل صدقات



كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَأْمُرَ  
بِالْمَعْرُوفِ، وَلَا يَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟  
قَالَ: "فَلْيُعِنِ الْأَحْرَقَ". قُلْتُ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ لَا  
يُحْسِنُ أَنْ يَصْنَعَ؟ قَالَ: "فَلْيُعِنِ  
مَظْلُومًا". قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ  
إِنْ كَانَ ضَعِيفًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُعِينِ  
مَظْلُومًا؟ قَالَ: "مَا تُرِيدُ أَنْ تَتْرَكَ  
لِصَاحِبِكَ مِنْ خَيْرٍ، لِيُمْسِكَ أَذَاهُ  
عَنِ النَّاسِ". قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!  
أَرَأَيْتَ إِنْ فَعَلَ هَذَا يُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ؟  
قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصِيبُ  
خِصْلَةً مِّنْ هَذِهِ الْخِصَالِ إِلَّا  
أَخَذَتْ بِيَدِهِ حَتَّى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ" ۱

کوئی نیکی کی دعوت دینے کی اور برائی سے  
روکنے کی استطاعت نہ رکھے تو؟ فرمایا، تو جلے  
ہوئے کی مدد کرے، میں نے عرض کی یا رسول  
اللہ! اگر یہ کام اچھی طرح نہ کر سکے تو؟ فرمایا، تو  
مظلوم کی مدد کرے، میں نے عرض کی، اے اللہ  
کے نبی آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کمزور ہو  
کہ مظلوم کی مدد نہ کر سکے؟ فرمایا، کیا تو اپنے  
ساتھی کے لئے کوئی بھلائی نہیں چھوڑنا چاہتا  
کہ وہ لوگوں سے تکالیف دور کرے میں نے  
عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ یہ فرماتے ہیں کہ  
اگر وہ ایسا کرے تو جنت میں جائے گا؟ فرمایا،  
جو بندہ مومن ان خصال سے کسی بھی خصلت کو  
اپنائے گا تو وہ خصلت (بروز قیامت) اس کا  
ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گی۔

ایک قریبی رشتہ دار کو کھلانا، ایک درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے،  
اور ایک قریبی رشتہ دار کو ایک درہم صدقہ کرنا، غیر پر سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ  
محبوب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

۱ (الترغیب والترہیب، المجلد الثانی، کتاب الصدقات، الترغیب فی الصدقة والحث علیہا  
إلخ، ص ۱۳، الحدیث: ۳۳-۳۵)



عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَأَنْ أُطْعِمَ أَخَا لِي فِي اللَّهِ لُقْمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى مِسْكِينٍ بِدِرْهَمٍ، وَلَأَنْ أُعْطِيَ أَخَا لِي فِي اللَّهِ دِرْهَمًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلَى مِسْكِينٍ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ" ۱

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، مجھے کسی اجنبی پر ایک درہم خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے بھائی کو ایک لقمہ کھلاؤں اور کسی اجنبی مسکین کو ایک سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے کہ اپنے بھائی کو ایک درہم دوں۔

اسی طرح کا مفہوم ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَأَنْ أُجْمَعَ نَفْرًا مِنْ إِخْوَانِي عَلَى صَاعٍ، أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُدْخَلَ سُوقَكُمْ فَأَشْتَرِيَ رَقَبَةً فَأُعْتِقَهَا. ۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، مجھے تمہارے بازار میں آکر غلام خرید کے آزاد کر دینے سے زیادہ عزیز ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو ایک صاع دوں یا دو صاع کھانا کھلا دوں۔

تین قسم کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا اپنے شایان شان، سایہ رحمت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۱ (تاریخ جرجان، المجلد الأول، ص ۳۵۹، الحدیث: ۶۱۸)

۲ (تہذیب الکمال، المجلد السادس والعشرون، ص ۵۵۲، الحدیث: ۵۶۵۳)



عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ نَشَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ: رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ، وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ، وَإِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوكِ. وَثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ أَظْلَهُ اللَّهُ وَعَجَلَ تَحْتَ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْوُضُوءُ فِي الْمَكَارِهِ، وَالْمَشْيُ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ، وَإِطْعَامُ الْجَائِعِ" ۱

عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا؛ کمزور سے نرمی برتنے والا، والدین پر شفقت کرنے والا، اور غلاموں پر بھلائی کرنے والا۔ اور قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے زیر سایہ رکھے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا؛

جو مکروہ افعال کے بعد وضو کر لیا کریں، اندھیرے میں مسجد کو جانے والے، اور بھوکوں کو کھانا کھلانے والے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عرض کی میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تیرا باپ زندہ ہے؟ عرض کی جی، فرمایا، انہیں دونوں (والدین) میں تیرا جہاد ہے، پس جہاد کر۔

صلہ رحمی کے معاملے میں ایک بنیادی قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے میرے

۱ (الترغیب والترہیب، المجلد الثانی، کتاب الصدقات، الترغیب فی إطعام الطعام وسقی الماء إلخ، ص ۳۷، الحدیث: ۲۲)



آقائے نعمت سیدی امام اہلسنت احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،  
 ”ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو  
 اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی  
 عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد،  
 تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے اصحاب،  
 تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد،  
 جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے  
 قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ،  
 ان کو دودھ سے مکھن کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے  
 نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو نہ ان کی مولویت،  
 مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ۔“

۱ (تمہید الایمان، ص ۸)

فضائل صدقات



## مال جمع کرنا کیسا ہے؟

”مال جمع کرنا بعد وفات چھوڑ جانا حلال ہے جبکہ اس سے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی، حقوق العباد ادا کئے جاتے رہیں ہوں، یہ کنز میں داخل نہیں جس کی قرآن میں برائی آئی ہے۔“<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدِيَ لَهُ ثَلَاثَ طَوَائِرَ فَأَطْعَمَ خَادِمَهُ طَيْرًا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ أَتَاهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَلَمْ أَنْهَكَ أَنْ تُخْبِيءَ شَيْئًا لِغَدٍ، إِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِرِزْقِ كُلِّ غَدٍ"<sup>۲</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں تین پرندے ہدیہ پیش کئے گئے تو آپ نے ایک پرندہ اپنی باندی کو کھانے کے لئے دے دیا، دوسرے روز باندی وہ پرندہ لے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تجھے منع نہ کیا تھا کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھا کر، بے شک اللہ تعالیٰ ہر دوسرے دن کا رزق عطا فرماتا ہے۔

<sup>۱</sup> (مرآة المناجیح، جلد ۳، ص ۸۸)

<sup>۲</sup> (مسند ابی یعلیٰ، المجلد السابع، ص ۲۲۳، الحدیث: ۴۲۲۳)

(شعب الإیمان، المجلد الثانی، باب (۱۳) التوکل والتسلیم، ص ۱۱۹، الحدیث: ۱۳۳۸)



حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم جو شخص درہم (مال) کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل فرماتا ہے، اور کہا گیا کہ سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو شیطان نے ان کو اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو بوسہ دیا اور جس نے ان کو اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو بوسہ دیا اور کہا جس نے تم دونوں سے محبت کی حقیقت میں وہی میرا غلام ہے۔ (العیاذ باللہ) حضرت سبط بن عجلان نے فرمایا درہم اور دینار منافقوں کی لگا میں ہیں وہ ان کے ذریعہ دوزخ کی طرف کھینچے جائیں گے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، درہم بچھو ہیں اگر تو اس کا دم اچھی طرح نہیں جانتا تو اسے نہ پکڑ کیوں کہ اگر اس نے تجھے ڈس لیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کر دے گا۔ کہا گیا کہ اس کا دم کیا ہے؟ فرمایا حلال طریقے سے لو اور اس کا حق ادا کرو۔ حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا میرے سامنے کسی صورت میں آئی تو وہ ہر قسم کی زینت سے مزین تھی۔ میں نے کہا میں تیرے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اس نے کہا اگر تجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مجھ سے بچائے تو درہم اور دینار سے نفرت کر اس لئے کہ درہم اور دینار ہی ساری دنیا ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ آدمی ہر قسم کی دنیا کو حاصل کرتا ہے لہذا جو ان دونوں سے صبر کرے گا وہ دنیا سے بھی صبر کر لے گا اسی سلسلے میں کہا گیا،

إِنِّي وَجَدْتُ فَلَا تَظُنُّوا غَيْرَهُ  
أَنَّ التَّوَرَّعَ عِنْدَ هَذَا الدِّرْهِمِ  
فَإِذَا قَدِرْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكَتَهُ  
فَاعْلَمْ أَنَّ تُفَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ

میں نے (یہ راز) پایا ہے پس تم اس کے علاوہ خیال نہ کرو کہ تقویٰ اس درہم کے پاس ہے (یعنی) جب تم اس پر قادر ہونے کے باوجود اسے چھوڑ دو تو جان لو

فضائل صدقات



کہ تمہارا تقویٰ ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

اسی سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے،

لَا يَغْرُنْكَ مِنَ الْمَرْءِ  
أَوْ إِزَارٌ فَوْقَ عَظِيمِ السَّ  
أَوْ جَبِينٌ لَاحٍ فِيهِ  
أَرَهُ الدِّرْهَمَ تَعْرِفُ  
قَمِيصٌ رُقْعَةٌ  
أَقِ مِنْهُ رُقْعَةٌ  
أَثَرٌ قَدْ خُلِعَتْ  
حُبَّةٌ أَوْ وَرْعَةٌ

کسی آدمی کی قمیص پر لگے ہوئے پیوند یا پنڈلی سے اوپر کی ہوئی ازار یا اس کی چمکتی ہوئی پیشانی جس میں (سجدے کے) نشانات ہوں، کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا یہ دیکھو کہ وہ درہم (روپے پیسے) سے محبت کرتا ہے یا اس سے دور رہتا ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ  
ﷺ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِيَغْدِي.<sup>۲</sup>  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، کہ  
نبی کریم ﷺ کل کے لئے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے۔

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حب المال، ص ۳۱۲-۳۱۳)  
۲ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۳۸) ما جاء في معيشة النبي ﷺ وأهله، ص ۳۱۲، الحديث: ۲۳۶۲)  
(نوادير الأصول في أحاديث الرسول، (۷۶/۳)  
(صحيح ابن حبان، المجلد الرابع العشر، في ذكر العلة التي من أجله كان ﷺ أحوال التي وصفناها، الحديث: ۶۳۵۶)  
(الكامل في ضعفاء الرجال، المجلد الثاني، ص ۱۳۹)  
(تاريخ بغداد، المجلد السابع، ص ۹۷، الحديث: ۳۵۳۸)  
(میزان الاعتدال في نقد الرجال، المجلد الثاني، ص ۱۳۹)  
(الأحاديث المختارة، المجلد الرابع، ص ۴۲۳، الحديث: ۱۶۰۱)  
(موارد الظمان، ص ۶۳۳، الحديث: ۲۵۵۰)  
(لسان الميزان لابن حجر، المجلد الأول، ص ۳۳۲، الحديث: ۱۰۱۲)  
(الجامع الصغير للسيوطي، ص ۲۳۳، الحديث: ۳۱۳)



حضرت مسلمہ بن عبد الملک سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ آپ نے اولاد چھوڑی ہے لیکن ان کے لئے درہم اور دینار نہیں چھوڑے حالانکہ آپ کے تیرہ بچے تھے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے بٹھاؤ چنانچہ انہوں نے آپ کو بٹھایا آپ نے فرمایا تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ان کے لئے درہم اور دینار نہیں چھوڑے تو میں نے ان کا حق نہیں روکا لیکن دوسروں کا حق ان کو نہیں دیا اور میری اولاد کی دو حالتیں ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کو کفایت کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو کفایت کرتا ہے اور اگر وہ نافرمان ہوں گے تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔<sup>۱</sup>

ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سا مال ملا تو ان سے کہا گیا اچھا ہوتا اگر آپ اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے جمع رکھتے انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ میں اسے اپنے لئے اپنے رب کے پاس جمع کروں گا اور اپنے رب کو اپنی اولاد کے لئے چھوڑوں گا۔<sup>۲</sup>

طبرانی میں ایک حدیث:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَلَكَ مَالًا فَلَمْ يَصِلْ بِهِ إِلَى رِبِّهِ، فَهُوَ كَالْمَالِ الْمَلُوكِ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حب المال، ص ۳۱۳)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حبه، ص ۳۱۳)



اللہ ﷻ كَانَ يَقُولُ: "إِنِّي لَأَلِجُ هَذِهِ الْعُرْفَةَ مَا أَلِجُهَا إِلَّا خَشِيَةً أَنْ يَكُونَ فِيهَا مَالٌ فَأَتَوْفَى، وَلَمْ أَنْفِقْهُ"<sup>۱</sup>

ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے، میں اس کمرے میں خوف کے ساتھ ہی داخل ہوتا ہوں کہ کہیں اس میں مال ہو اور میں اسے خرچ کئے بغیر وصال فرما جاؤں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ کیا بات ہے کہ آپ تو پانی پر چل سکتے ہیں مگر ہم نہیں؟ آپ نے فرمایا تمہارے نزدیک درہم اور دینار کا کیا مرتبہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اچھا رتبہ ہے، تو آپ نے فرمایا لیکن میرے نزدیک درہم و دینار اور مٹی کے ڈھیلے برابر ہیں۔<sup>۲</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "مَا أَحَبُّ أَنْ لِي أَحَدًا ذَهَبًا أَبْقَى صُبْحَ ثَالِثَةٍ، وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أُعِدُّهُ لِذَيْنِ"<sup>۳</sup>

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، میں پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے لئے سونے کا ہو اور میں اُسے تیسری صبح تک اس سے سوائے اپنے قرض کی ادائیگی کے کچھ بچا رکھوں۔

رواه البزار.

۱ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد السابع، ص ۲۶۹، الحديث: ۷۱۰۵)

۲ (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكرهه حبه، ص ۳۱۱-۳۱۲)

۳ (مسند البزار، المجلد التاسع، ص ۳۳۲، عبيد الله عن عباس عن أبي ذر، الحديث: ۳۸۹۹) (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الإنفاق في وجوه الخير كرمًا إلخ، ص ۳۰، الحديث: ۲۲)



مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو عبد رب سے کہا اے میرے بھائی ایسا نہ ہو کہ تم دنیا سے برائی کے ساتھ جاؤ اور مال اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جاؤ یہ سن کر ابو عبد رب نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم خیرات کر دیئے۔<sup>۱</sup>

ایک دوسری حدیث شریف:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلِيَّ عُمَانَ، فَأَذِنَ لَهُ وَبِيَدِهِ عَصَاهُ، فَقَالَ عُمَانُ: يَا كَعْبُ! إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ تُوْفِي وَتَرَكَ مَالًا، فَمَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَصِلُ فِيهِ حَقُّ اللَّهِ، فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ. فَرَفَعَ أَبُو ذَرٍّ عَصَاهُ فَضْرَبَ كَعْبًا، وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا أَحَبُّ لَوْ أَنَّ لِي هَذَا الْجَبَلَ ذَهَبًا أَنْفَقَهُ وَيَتَقَبَّلُ مِنِّي أَدْرُ خَلْفِي مِنْهُ سِتُّ أَوْاقِيَّ"، أَنْشُدَكَ بِاللَّهِ يَا عُمَانُ!

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی، مل گئی ابو ذر کے ہاتھ میں ان کی لاٹھی تھی، حضرت عثمان نے فرمایا، اے کعب عبد الرحمن کی وفات ہوئی انہوں نے بہت مال چھوڑا اس بارے میں تمہاری رائے کیا ہے، فرمایا کہ اگر اس میں اللہ کا حق ادا کرتے ہوں تو کوئی حرج نہیں، تب ابو ذر نے لاٹھی اٹھا کر کعب کو ماری اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس اس پہاڑ برابر سونا ہو جسے میں خیرات کروں اور وہ قبول ہو جائے کہ اس سے چھ اوقیہ اپنے پیچھے چھوڑ دوں، اے عثمان تمہیں اللہ کی قسم

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حبه، ص ۳۱۳)

فضائل صدقات



أَسْمِعْتَهُ؟! ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: کیا تم نے حضور کو یہ کہتے سنا؟ تین بار فرمایا، نَعَمْ! آپ نے کہا ہاں۔

وہ لاشی ”کندھوں تک دراز تھی جو ان کے ساتھ رہتی تھی، لاشی ساتھ رکھنا سُنّت ہے اور اس کے بہت فوائد ہیں۔“

”عثمان غنی نے ابوذر غفاری کی موجودگی میں کعب احبار سے مسئلہ پوچھا کہ عبد الرحمن بن عوف بہت مال چھوڑ کر وفات پا گئے ہیں تمہارا کیا خیال ہے، آیا مال جمع کرنا اور بال بچوں کے لئے چھوڑ جانا جائز ہے یا نہیں، مرقات میں ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف نے دو لاکھ دینار چھوڑے تھے، خیال رہے کہ حضرت ابوذر غفاری زاہد ترین صحابی تھے ان کا خیال تھا کہ: شعر

تَجْذُلُ مَالٌ وَدَهْنٌ كَوْ كَوْزِي نَهْ رَكْهَ كَفْنٍ كَوْ ۞ جس نے دیا ہے تن کو، دے گا وہی کفن کو زہد و ترک دنیا کی احادیث پر سختی سے عامل تھے اس لئے ان کی موجودگی میں یہ سوال و جواب ہوئے، تاکہ وہ حکم شرعی اور زہد میں نیز تقویٰ و فتویٰ میں فرق کر لیں۔“

”مال جمع رکھنا، بعد وفات چھوڑ جانا حلال ہے جبکہ اس سے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی، حقوق العباد ادا کئے جاتے رہے ہوں، یہ کنز میں داخل نہیں جس کی قرآن کریم میں بُرائی آئی ہے۔“

اور ابوذر کا لاشی ”مارنا بحالت جذب تھا، آپ اپنے نفس پر قابو نہ پاسکے،

۱۔ (المسند للإمام أحمد، المجلد الأول، مسند عثمان بن عفان، ص ۲۱۳، الحدیث: ۴۵۳) (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق و كراهية الإمساك، الحدیث: ۱۸۸۲)



چونکہ ابوذر بزرگ ترین صحابی تھے، تمام صحابہ آپ کا بہت احترام کرتے ان کی ناراضی یا مار پر ناراض نہ ہوتے تھے، جیسے آج بھی سعادت مند جوان محلہ کے بزرگوں کی سختی پر ناراض نہیں ہوتے اس لئے خلیفۃ المومنین نے ان سے قصاص کے لئے نہ کہا نہ حضرت کعب نے کچھ بُرا منایا ہو سکتا ہے کہ آپ کی یہ مارتا دیب و سرزنش کے لئے ہو کہ تم تو کہہ رہے ہو مال جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ امیرِ خلیفہ بھی مسکینوں سے پانچ سو برس بعد جنت میں جائیں گے، حساب میں دیر لگے گی، یہاں مرقات میں ہے کہ بعد میں حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے مقام ربزہ میں بھیج دیا تھا آپ تا وفات وہاں ہی رہے، کیونکہ آپ کی طبیعت بہت جلالی تھی۔

”خلاصہ جواب یہ ہے اے کعب تم تو کہتے ہو مال جمع کرنے میں حرج نہیں جبکہ اُس سے فرائض ادا کر دیئے جائیں، مگر میں نے اپنے محبوب ﷺ کو یہ فرماتے سنا، مال سارے کا سارا خیرات کر دینا کچھ باقی نہ رکھنا سنت ہے اور جمع کرنا خلاف سنت کیا خلاف سنت میں حرج نہیں ہوتا، مگر یہ جو وہ سنی حضور انور ﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ خود حضور انور ﷺ اور آپ کے سب گھروالے سید المتوکلین تھے۔“<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسالت ﷺ میں کوئی شخص مر گیا تو اس کے لئے کفن نہ ملا، نبی کریم ﷺ تشریف لائے، فرمایا اسکی ازار میں دیکھو،

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا تُوْفِيَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ كَفَنٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: "انظروا إلى دَاحِلَةِ إِزَارِهِ"،

۱ (مرآة المناجیح شرح معاکاة المصابیح، ج ۳، ص ۸۸-۸۹)



فَأَصِيبَ دِينَارًا، أَوْ دِينَارَانِ، فَقَالَ: "كَيْتَانِ" <sup>۱</sup> وَاللَّفْظُ لِلطَّبْرَانِيِّ.

تو ایک یا دو دینار ملے تو آپ نے فرمایا، یہ دو داغ (لگنے کے اسباب) چھوڑ گیا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَانِي بِجَنَازَةٍ، ثُمَّ أُتِيَ بِأُخْرَى، فَقَالَ: "هَلْ تَرَكَ مِنْ دَيْنٍ؟" قَالُوا: لَا. قَالَ: "فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟" قَالُوا: نَعَمْ ثَلَاثَةَ دَنَانِيرٍ، فَقَالَ: بِأَصَابِعِهِ: "ثَلَاثُ كَيْاتٍ" <sup>۲</sup>

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں بارگاہِ نبوی ﷺ میں بیٹھا تھا، ایک جنازہ لایا گیا پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی قرض چھوڑا ہے؟ عرض کی نہیں، فرمایا تو کیا کوئی اور چیز چھوڑ گیا؟ عرض کی، جی تین دینار تو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، تین داغ۔

<sup>۱</sup> (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، أبو أمامة الباهلي، ص ۴۱۰، الحديث: ۲۲۵۷۴)

(الزهد لهناد، المجلد الأول، ص ۳۴۱، الحديث: ۶۳۱۳)

(مسند أبي يعلى، المجلد الثامن، ص ۴۱۵، الحديث: ۴۹۹۷)

(مسند الشاميين للطبراني، المجلد الأول، ص ۳۹۷، الحديث: ۶۸۹)

(المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن، ص ۱۰۵، الحديث: ۷۵۰۶)

<sup>۲</sup> (المسند للإمام أحمد، المجلد الخامس، مسند سلمة بن الأكوع، ص ۶۳۳، الحديث: ۱۶۶۲۳)

(صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (۳۸) الحوالات، باب (۳) إن أحال دين الميت

على رجل جاز، ص ۶۳، الحديث: ۲۲۸۹)

(مسند الروياني، الجزء الثاني، مسند سلمة بن الأكوع، ص ۱۵۹، الحديث: ۱۱۲۷)

(صحيح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۵۳، الحديث: ۳۲۶۳)

(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد السادس، كتاب الضمان، باب (۱) وجوب الحق

بالضمان، ص ۱۲۰، الحديث: ۱۱۳۹۶)

(شعب الإيمان، المجلد الرابع، باب (۳۸) في قبض اليد عن الأموال المحرمة، فصل في

التسديد في الدين، ص ۳۹۹، الحديث: ۵۵۳۸)

(موارد الظمان، المجلد الأول، ص ۶۱۵، الحديث: ۲۳۸۲)



حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی مثل پہلے اور پچھلے لوگوں نے نہیں سنا اور وہ بندے کے لئے اس کے مال میں موت کے وقت ہوتی ہیں پوچھا گیا وہ کیا مصیبتیں ہیں؟ فرمایا ایک یہ کہ اس سے تمام مال چھین لیا جاتا ہے اور دوسری یہ کہ تمام مال کا حساب دینا پڑتا ہے۔<sup>۱</sup>

راہِ خدا ﷻ میں خرچ کئے بغیر (یعنی زکوٰۃ، فطرہ و حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر) جمع کیا گیا مال بروز قیامت انکارے ثابت ہوگا جس سے اس شخص کو داغا جائے گا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ  
أَوْسَى عَلَى ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ،  
وَلَمْ يُنْفِقْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ  
جَمْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُكْوَى بِهِ"<sup>۲</sup>  
حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے  
ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، جو  
سونا چاندی راہِ خدا ﷻ میں خرچ کئے بغیر جمع  
کرے گا تو وہ اس پر آگ بن کر بر سے گا  
جس سے اُسے داغا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اے میرے  
بھائی! اتنا مال جمع کرنے سے بچنا کہ اس کا شکر ادا نہ کر سکو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو  
فرماتے سنا ہے کہ (بروز قیامت) ایک دنیا دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا کے بارے  
میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانا ہوگا اور اس کا مال اس کے سامنے ہوگا جب وہ پل صراط پر

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم النخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حبه، ص ۳۱۳)

۲ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الخامس، ص ۳۳۳، الحدیث: ۵۳۷۰)  
(المعجم الكبير للطبرانی، المجلد الثاني، ص ۱۵۳، الحدیث: ۱۶۴۱)



ڈولنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا چلو چلو تم نے مجھ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا ہے پھر ایک اور دنیا دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا سے متعلق اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا ہوگا اس کا مال اس کے کاندھوں کے درمیان ہوگا جب پل صراط اسے ادھر ادھر جھکائے گا تو اس کا مال کہے گا تجھے خرابی ہو تو نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کا حق کیوں ادا نہیں کیا، وہ اسی حالت پر رہے گا حتیٰ کہ آوازیں دے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔<sup>۱</sup>

لہذا عقلاً و نقلاً مال کا جمع کرنا بے سود ہے کیونکہ انسان کا اصل مال تو وہی ہے جو

اس نے کھاپی لیا یا راہِ خدا ﷻ میں خرچ کر دیا باقی جو چھوڑ گیا وہ تو ورثاء کا ہوگا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِذَا  
مَاتَ الْمَيِّتُ، قَالَتِ  
الْمَلَائِكَةُ: مَا قَدَّمَ، وَقَالَ  
النَّاسُ: مَا خَلَّفَ.<sup>۲</sup>  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب  
کوئی بندہ مر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس  
نے آگے کیا بھیجا ہے، جبکہ لوگ کہتے ہیں  
پیچھے کیا چھوڑ گیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی تھیلی میں ایک درہم رکھا پھر فرمایا تو جب  
تک تو مجھ سے جدا نہیں ہوگا مجھے فائدہ نہیں پہنچائے گا۔<sup>۳</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حب المال، ص ۳۱۲)

۲ (المصنف لابن أبي شيبة، المجلد السابع، کتاب (۳۳) الزهد، کلام (۲۲) أبي هريرة رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۲، الحدیث: ۳۳۶۹۵)

(شعب الإيمان، المجلد السابع، باب (۷۱) في الزهد وقصر الأمل، ص ۳۲۸، الحدیث: ۱۰۳۷۵)

(الفردوس بمأثور الخطاب، المجلد الأول، ص ۲۸۳، الحدیث: ۱۱۱۱)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراهة حب المال، ص ۳۱۲)



مال کی آفات اور فوائد:

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مال سانپ کی طرح ہے جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی، اس کے فوائد اس کے تریاق ہیں اور اس کی آفات زہر ہیں تو جو شخص اس کے فوائد اور آفات کی پہچان حاصل کر لے تو اس کے لئے اس کے شر سے بچنا اور اس کی بھلائی حاصل کرنا ممکن ہے۔<sup>۱</sup>

مال کے فوائد:

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مال کے فوائد دو طرح ہوتے ہیں (۱) دنیوی فوائد (۲) دینی فوائد، دنیوی فوائد ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی معرفت مشہور ہے اور مخلوق کی تمام اقسام میں مشترک ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اس کی طلب میں ہلاک نہ ہوتے۔ لیکن اس کے دینی فائدے تین قسموں میں بند ہیں۔  
پہلی قسم: اپنے آپ پر خرچ کرے عبادت پر خرچ کرے یا عبادت پر مدد حاصل کرنے کے لئے خرچ کرے عبادت پر خرچ کرنے کی مثال حج اور جہاد پر مال خرچ کرنا ہے کیونکہ یہ دونوں کام مال کے بغیر نہیں ہوتے اور یہ دونوں کام تمام عبادتوں کی اصل ہیں۔

اور فقیر آدمی ان دونوں کی فضیلت سے محروم ہوتا ہے اور جو کام عبادت پر قوت دیتا ہے وہ کھانا، لباس، رہائش، نکاح اور دیگر ضروریات زندگی ہیں کیونکہ جب تک حاجات حاصل نہ ہوں تو دل ان کی تدبیر میں

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان تفصیل آفات المال و فوائدہ، ص ۳۱۳)



مصروف ہوتا ہے اور دین کے لئے فارغ نہیں ہوتا۔ اور جس چیز کے بغیر آدمی عبادت تک نہ پہنچ سکے اس کی تکمیل بھی عبادت ہوتی ہے۔

لہذا دین پر مدد حاصل کرنے کے لئے دنیا سے حسب ضرورت لینا دینی فوائد میں سے ہے لیکن ضرورت سے زیادہ لینا اور عیاشی اس میں داخل نہیں ہے کیونکہ وہ محض دنیوی حصہ ہے۔

دوسری قسم: وہ مال جو لوگوں پر صرف کیا جائے اس کی چار قسمیں ہیں (۱) صدقہ کرنا

(۲) مروت کے طور پر دینا (۳) عزت کی حفاظت کے لئے دینا اور

(۴) خدمت لینے کی اجرت دینا۔ صدقہ کا ثواب پوشیدہ نہیں ہے یہ اللہ

تعالیٰ کے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اس سے پہلے ہم صدقہ کی فضیلت ذکر

کر چکے ہیں مروت سے ہماری (یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی) مراد یہ

ہے کہ مالدار اور معزز لوگوں کی مہمان نوازی پر مال خرچ کیا جائے یا تحفہ دیا

جائے یا مدد کی جائے اس کو صدقہ نہیں کہتے بلکہ صدقہ وہ ہوتا ہے جو ضرورت

مند لوگوں کو دیا جائے لیکن یہ دینی فوائد میں سے ہے کیوں کہ اس طرح

انسان کو دوست اور بھائی مل جاتے ہیں نیز اس طرح سخاوت کی صفت

حاصل ہوتی ہے اور وہ نئی لوگوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

کیونکہ وہی شخص سخاوت کی صفت سے موصوف ہوتا ہے جو لوگوں

کے ساتھ احسان اور مروت کا سلوک کرتا ہے اس عمل کا بھی بہت بڑا ثواب

ہے تحائف، مہمان نوازی اور محتاجی اور فقر کے بغیر کھانا کھلانا کے سلسلے میں

بے شمار احادیث آئی ہیں۔

فضائل صدقات



عزت بچانے سے ہماری (یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی) مراد یہ ہے کہ آدمی اس لئے مال خرچ کرے تاکہ شعراء اور بے وقوف لوگ اس کے خلاف برا کلام استعمال نہ کریں اس طرح وہ ان کی زبانیں بند کرتا اور ان کے شر کو دور کرتا ہے اس کا فائدہ اگرچہ دنیا میں فوری حاصل ہوتا ہے لیکن اس کا دینی فائدہ بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا وَفَى بِهِ الْمَرْءُ عِرْضَهُ كُتِبَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ. (السنن الكبرى للبيهقي)

جس مال کے ذریعہ آدمی اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے وہ صدقہ لکھا جاتا ہے۔

یہ خرچ دینی کیوں نہ ہوگا جب کہ اس کے ذریعہ غیبت کرنے والے کو غیبت کے گناہ سے روکا جاتا ہے اور وہ حسد اور عداوت کی وجہ سے جو باتیں منہ سے نکالتا ہے اور اس طرح وہ انتقام اور بدلہ لینے کی خاطر شرعی حدود سے تجاوز کرنے سے بھی بچ جائے گا۔

جہاں تک خدمت لینے کی خاطر پیسہ خرچ کرنے کا معاملہ ہے تو آدمی اپنے اسباب کی تیاری میں جن کاموں کو محتاج ہوتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں اگر وہ خود ہی تمام کام کرنے لگے تو وقت ہو جائے اور آخرت کے راستے پر چلنا مشکل ہو جائے اور ذکر و فکر جو سالکین کے بلند مقامات ہیں ان کی بجا آوری نہ ہو سکے۔

اور جس آدمی کے پاس مال نہیں ہوتا وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرنے کا محتاج ہوتا ہے وہ غلہ خریدتا اور پیتا ہے، گھر کی صفائی خود کرتا

فضائل صدقات



ہے حتیٰ کہ جو کتاب (یعنی جس خط) کی ضرورت ہو اسے بھی خود لکھنا پڑھتا ہے تو جو کام دوسروں کے ذریعہ ہو سکتا ہے اور اس سے تمہاری غرض پوری ہو جاتی ہے جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو تو تمہیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیوں کہ علم حاصل کرنا، عمل کرنا اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا چاہئے کیونکہ یہ کام دوسروں کے ذریعہ نہیں ہو سکتے لہذا ان کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہونا نقصان کا باعث ہے۔

تیسری قسم: کسی خاص آدمی پر مال خرچ کرے لیکن اس سے عام لوگوں کو فائدہ حاصل ہو۔ جیسے مساجد، پل، سرائے اور بیماروں کے لئے ہسپتال وغیرہ بنانا، راستے میں پانی کی سبیلیں لگانا اور اس کے علاوہ اچھے مقاصد کے لئے زمین وقف کرنا یہ دائمی خیرات ہے جس کا فائدہ مرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور نیک لوگ مدتوں اس فوت شدہ کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان دعاؤں کی برکات اسے حاصل ہوتی ہیں اس سے بڑھ کر کیا بہتری ہو سکتی ہے۔

تو یہ دین کے اعتبار سے مالی فائدے ہیں اس کے علاوہ دنیوی فوائد بھی ہیں مثلاً وہ مانگنے کی ذلت اور فقر کی حقارت سے محفوظ رہتا ہے اور مخلوق کے درمیان اسے عزت اور بزرگی حاصل ہوتی ہے دوست اور احباب زیادہ ہوتے ہیں اور دلوں میں اس کی عزت اور وقار بڑھتا ہے یہ سب مال کے دنیوی فوائد ہیں۔<sup>۱</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان تفصیل آفات المال و فوائده، أما الفوائد، ص ۳۱۵-۳۱۷)



مال کی آفات:

مال کی آفات دینی بھی ہیں اور دنیوی بھی، مال کے دینی نقصانات تین قسم

کے ہیں:

پہلی قسم: مال گناہ کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ خواہشات کا تقاضا ہمیشہ جاری رہتا

ہے اور مال سے عجز بعض اوقات آدمی اور گناہ کے درمیان حائل ہوتا ہے اور

قادر نہ ہونا بھی بچنے کا ایک ذریعہ ہے اور جب تک انسان کسی گناہ سے

مایوس رہتا ہے اس وقت تک اس کا شوق حرکت میں نہیں آتا اور جوں ہی

اس پر قدرت پاتا ہے تو شوق ابھرتا ہے اور مال بھی ایک قسم کی (گناہ پر)

طاقت ہے جو گناہوں کے شوق کو حرکت دیتا ہے اور فسق و فجور میں مبتلا کرتا

ہے اگر وہ اپنی خواہش پر عمل پیرا ہوتا ہے تو ہلاک ہوتا ہے اور اگر صبر کرتا ہے

تو شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ قدرت اور طاقت کے باوجود صبر کرنا

مشکل ہوتا ہے اور فراخی کی حالت میں جو آزمائش ہوتی ہے وہ تنگی کی حالت

کی آزمائش سے زیادہ بڑی ہوتی ہے۔

دوسری قسم: مال مباح کاموں میں عیش و عشرت تک پہنچاتا ہے اور یہ سب سے پہلا

درجہ ہے تو مالدار آدمی سے ایسا کب ہو سکتا ہے کہ وہ جو کی روٹی کھائے،

سخت کھر درے کپڑے پہنے اور لذیذ کھانے چھوڑ دے جیسا کہ حضرت

سلیمان علیہ السلام نے اپنی سلطنت میں ایسا کیا تھا۔ ایسا آدمی تو دنیا کی نعمتوں

سے نفع اٹھاتا ہے اور اس کا نفس اس بات کا عادی ہو جاتا ہے یوں اس کو

فضائل صدقات



عیاشی سے الفت ہوتی ہے اور وہ اس کا ایسا محبوب بن جاتا ہے جس سے وہ صبر نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح ایک سے دوسری عیاشی تک جاتا ہے اور جب اس سے اُنس پکا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات وہ حلال کمائی سے اس تک نہیں پہنچ سکتا تو شبہات میں پڑتا ہے اور وہ ریا کاری، منافقت، جھوٹ اور تمام بری عادات میں غور و خوض کرتا ہے تاکہ اس کا دنیوی معاملہ منظم ہو اور عیاشی کے لئے آسانی ہو کیونکہ جس کا مال زیادہ ہوگا لوگوں کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

اگر آدمی پہلی آفت سے بچ بھی جائے تو بھی اس سے (لوگوں کی طرف حاجت سے) نہیں بچ سکتا اور جب مخلوق کی طرف حاجت ہو تو دوستی اور دشمنی بھی پیدا ہوتی ہے اور اس سے حسد، کینہ، ریا، تکبر، جھوٹ، چغلی، غیبت اور ایسے تمام گناہ پیدا ہوتے ہیں جو دل اور زبان کے ساتھ خاص ہیں اور پھر یہ تمام اعضاء کی طرف متعدی ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ مال کی نحوست اور اس کی حفاظت اور اصلاح کی حاجت کے باعث ہوتا ہے۔

تیسری قسم: یہ وہ آفت ہے جس سے کوئی بھی نہیں بچتا وہ یہ کہ مال کی اصلاح اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے اور جو کام بندے کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے وہ نقصان کا باعث ہے۔

اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا،

”مال میں تین آفات ہیں ایک یہ کہ حرام طریقے سے حاصل

فضائل صدقات



کرے، عرض کی گئی اگر حلال طریقے سے حاصل کرے تو؟ فرمایا اسے ناحق استعمال کرتا ہے پوچھا گیا اگر صحیح مقام پر خرچ کرے تو؟ فرمایا اس کی اصلاح اسے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے۔

اور یہ لاعلاج مرض ہے کیونکہ عبادت کا اصل، اس کا مغز اور راز اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے جلال میں تفکر ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ دل فارغ ہو جب کہ مال اور ساز و سامان والا صبح و شام کسانوں سے الجھاؤ میں رہتا ہے یا اس سے حساب و کتاب ہوگا اسی طرح شرکاء کے ساتھ پانی اور زمین کی حدود کا جھگڑا ہوتا ہے خراج کے سلسلے میں حکومتی کارندوں سے اور تعمیر میں کوتاہی کے سلسلے میں مزدوروں سے اختلاف نیز کاشتکاروں سے خیانت اور چوری کے حوالے سے جھگڑا رہتا ہے۔

تاجر کو اپنے شریک کی طرف سے خیانت کی فکر رہتی ہے نیز یہ کہ وہ نفع زیادہ لیتا ہے اور کام میں کوتاہی کرتا ہے علاوہ ازیں مال کو ضائع کرتا ہے اسی طرح جانوروں کا مالک بھی اس قسم کے مسائل سے دوچار ہوتا ہے بلکہ مال کی کوئی بھی صورت ہو یہی پریشانی رہتی ہے لیکن جو خزانہ زمین میں دفن کیا گیا ہو اس میں مشغولیت کم ہوتی ہے گرچہ یہاں بھی دل کا تردد باقی ہوتا ہے کہ کہاں خرچ کرے اس کی حفاظت کیسے کرے اس پر لوگ مطلع نہ ہو جائیں۔

غرضیکہ دنیوی افکار کی وادیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے اور جس آدمی کے پاس ایک دن کا کھانا ہو وہ ان تمام باتوں سے محفوظ ہے۔

فضائل صدقات



تو یہ دنیوی آفات ہیں اس کے علاوہ بھی دنیا داروں کو پریشانی، غم، خوف، حاسدوں کے حسد کو دور کرنے کی مشقت مال کی حفاظت اور کمائی کے سلسلے میں سخت خطرات ہیں لہذا مال کا تریاق (علاج) یہ ہے کہ اس سے گزر اوقات کے لئے لینے کے بعد باقی اچھے کاموں پر خرچ کر دے کیوں کہ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زہر اور آفات ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور اچھی مدد کا سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے نواز دے بے شک وہ اس پر قادر ہے۔<sup>۱</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان تفصیل آفات المال و فوائده، أما الآفات، ص ۳۱۷-۳۱۸)



## بُخْلِ كِي مَذْمَت

اللہ تعالیٰ بخل کی مذمت فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا  
فَخُورًا ۝ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ  
النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَكَتُمُونَ مَا آتَاهُمُ  
اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ

ترجمہ: بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی  
اترانے والا بڑائی مارنے والا جو آپ بخل  
کریں اور اوروں سے بخل کے لئے  
کہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل

الآیة (النساء: ۳۶، ۳۷-۳۷) سے دیا ہے اسے چھپائیں۔ (کنز الایمان)

”بخل یہ ہے کہ خود کھائے دوسرے کو نہ دے، شح یہ ہے کہ نہ کھائے نہ  
کھلائے سخا یہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے جو دینا ہے کہ آپ نہ  
کھائے دوسروں کو کھلائے، شان نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید  
عالم ﷺ کی صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے مسئلہ: اس سے معلوم ہوا  
کہ علم کو چھپانا مذموم ہے۔“

”حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کو پسند ہے کہ بندے پر اس کی نعمت ظاہر  
ہو۔ مسئلہ: اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کیساتھ ہو تو یہ بھی شکر ہے اور اس لئے آدمی  
کو اپنی حیثیت کے لائق جائز لباسوں میں بہتر پہننا مستحب ہے۔“

۱ (نزائے العرقان)

فضائل صدقات



بخیل شخص دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور درحقیقت وہ اپنی ذات کے فائدے کے حصول میں بخل کر رہا ہوتا ہے کیونکہ راہِ خدا ﷻ میں خرچ کیا ہو مال بلاشبہ دنیا میں برکت اور آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں نفع بخش ہوتا ہے جبکہ بخیل دونوں برکت و رحمت سے محروم رہ جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ متنبہ فرماتا ہے:

ترجمہ: ہاں ہاں یہ جو تم بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ

هَآئِنتُمْ هَؤُلَاءِ تَدْعُونَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ فَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝ (محمد: ۳۸/۴)

تم جیسے نہ ہوں گے۔ (کنز الایمان)

انسان کے پاس خرچ کرنے کے لئے سانس بد ہونے تک کی مہلت ہے

بعد از موت فقط پچھتاوا اور ندامت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت

وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ لَّفَاصَّدَاقٍ وَ أَكُنْ مِنَ الصَّٰلِحِينَ ۝ (المنفقون: ۱۰/۲۳)

تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ

دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ (کنز الایمان)

فضائل صدقات



قرآن کریم میں مال و اولاد کو فتنہ فرمایا گیا ہے:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ  
عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہارے بچے  
جانچ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب  
ہے۔ (کنز الایمان)

(التغابن: ۱۵/۶۳)

”تو لحاظ رکھو ایسا نہ ہو کہ اموال و اولاد میں مشغول ہو کر ثوابِ عظیم کھو بیٹھو“۔  
شیطان شب و روز و سو سے دلاتا رہتا ہے کہ خرچ کرو گے تو ختم ہو جائے گا،  
سب کھلا دو گے تو کھاؤ گے کیا؟ قرآن کریم میں اس قسم کے وہم کی تردید فرمائی گئی  
ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ  
مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ  
الْأَرْضِ وَلَا تَيَسَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ  
تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخِيذِيهِ إِلَّا أَنْ  
تُغِيضُوا فِيهِ ۗ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَنِ  
حَيْدِئِهِ ۖ الشَّيْطَانُ يَعِدُّكُمْ  
وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۗ وَاللَّهُ يَعِدُّكُمْ  
مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ  
عَلِيمٌ ﴿۲۶۸﴾ (البقرة: ۲۶۷، ۲۶۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں  
میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے  
تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص  
ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور  
تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں  
چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ  
سراہا گیا ہے شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا  
ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور  
اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا  
اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنز الایمان)

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



شیطان بے حیائی کا حکم دیتا ہے، یعنی ”بخل کا اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے کا اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کر سکتا اس لئے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے آجکل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مصر ہیں وہ بھی اسی حیلہ سے کام لیتے ہیں“۔

اور راہِ خدا ﷻ میں خرچ کرنے سے بخل کا اور بغیر ادائیگی صدقات مال جمع کرتے رہنے کا دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ ۗ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تُفْسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ (التوبة: ۳۴، ۳۵)

ترجمہ: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جوڑ رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے

کا۔ (کنز الایمان)

”بخل کرتے ہیں اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے زکوٰۃ نہیں دیتے، شان نزول: سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ (یعنی زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں) کے حق میں نازل ہوئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے احبار اور رہبان کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذر دلایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ کنز نہیں خواہ دینہ ہی ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا رسول کریم ﷺ سے اصحاب نے عرض کیا کہ سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا پھر کون سا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اسکے ایمان پر مدد کرے یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت و عبادت کا شوق بڑھے (رواہ الترمذی)

مسئلہ: مال کا جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں جبکہ اسکے حقوق ادا کئے جائیں حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحاب مالدار تھے اور جو اصحاب کہ جمع مال سے نفرت رکھتے تھے وہ ان پر اعتراض نہ کرتے تھے۔

۱ (خزان العرقان)

یونہی خرچ کرنے میں اعتدال بھی لازم ہے نہ بخل کیا جائے کہ باعث عذاب ہو اور نہ اتنا خرچ کرے جس کی وجہ سے اُس کے شب و روز مفلوج ہو جائیں اور خود حالت فقر کو پہنچ جائے، قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ عَوَّ يَعْدِمُ ۝

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا بیشک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا

اور کستا ہے۔ (کنز الایمان)

الآیة (بنی اسرائیل ۲۹: ۱-۳۰)

فضائل صدقات



تھکا ہوا، ”یہ تمثیل ہے جس سے انفاق یعنی خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گیا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتا ایسا کرنا تو سببِ ملامت ہوگا کہ بخیل کنجوس کو سب بُرا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لئے بھی کچھ باقی نہ رہے۔ شانِ نزول: ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سید عالم ﷺ پر ترجیح دیدی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنے ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی انکے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گذری اور انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحبِ فضل و کمال ہیں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے جود و نوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و کرم کی آزمائش کرادی جائے چنانچہ انہوں نے اپنی چھوٹی بچی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیب تن تھی وہی اتار کر عطا فرمادی اور اپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا اذان ہوئی صحابہ نے انتظار کیا حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ۱۔

۱۔ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے والوں اور اسے ہمیشہ کا سبب روزگار جاننے والوں اور اپنی آخرت کو بھلا بیٹھنے والوں کی سخت توبیخ فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَلِّ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةً ۝۱۰۳ الَّذِي جَمَعَ  
مَالًا وَ عَدَدَهُ ۝۱۰۴ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ  
أَخْلَدَهُ ۝۱۰۵ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝۱۰۶  
وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۱۰۷ نَارُ اللَّهِ  
الْمُوقَدَةُ ۝۱۰۸ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِدَةِ ۝۱۰۹  
إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝۱۱۰ فِي عَمَدٍ  
مُمَدَّدَةٍ ۝۱۱۱ (الہمزہ: ۱۰۳-۱۱۱-۹)

ترجمہ: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں  
کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی  
کرے جس نے مال جوڑا اور گن گن  
کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے  
دنیا میں ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں ضرور وہ  
روندنے والی میں پھینکا جائے گا اور تو  
نے کیا جانا کیا روندنے والی اللہ کی آگ  
کہ بھڑک رہی ہے وہ جو دلوں پر چڑھ  
جائے گی بیشک وہ ان پر بند کردی جائے  
گی لمبے لمبے ستونوں میں۔ (کنز الایمان)

حُطَمَه سے مراد ”یعنی جہنم کے اس در کہ میں جہاں آگ ہڈیاں پسلیاں توڑ  
ڈالے گی۔“

”حدیث شریف میں ہے جہنم کی آگ ہزار برس دھونکی گئی یہاں تک کہ  
سرخ ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تا آنکہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی حتیٰ کہ سیاہ  
ہوگئی تو وہ سیاہ ہے اندھیری (ترمذی)۔“

وہ روندنے والی آگ دلوں پر چڑھ جائے گی، ”یعنی ظاہر جسم کو بھی جلانے  
فضائل صدقات



گی اور جسم کے اندر بھی جلائے گی اور دلوں کو بھی جلائے گی دل ایسی چیز ہیں جن کو ذرا سی بھی گرمی کی تاب نہیں تو جب آتشِ جہنم کا ان پر استیلا ہوگا اور موت آئے گی نہیں تو کیا حال ہوگا دلوں کو جلانا اس لئے ہے کہ وہ مقام ہیں کفر اور عقائد باطلہ نیت فاسدہ کے۔

”آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔“

”دروازے کی بندش آتشیں لوہے کے ستونوں سے مضبوط کر دی جائے گی کہ کبھی دروازہ نہ کھلے بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ دروازے بند کر کے آتشیں ستونوں سے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں گے۔“

اسی طرح مسکینوں یتیموں کو دھتکارنے والے، اُن سے بُرے رویہ اور بداخلاقی سے پیش آنے والے، اور استطاعت کے باوجود کنجوسی کرتے ہوئے مستحقین کو کھلانے پلانے کے تارکین کے لئے سخت وعید ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے  
پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور  
مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا تو  
ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز  
سے بھولے ہوئے ہیں وہ جو دکھاوا  
کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے  
نہیں دیتے۔ (کنز الایمان)

أَسَاءَتِ الْبِغْيِ يُكْذِبُ بِالذِّينِ ۝  
فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا  
يُحِصُّ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ ۝ فَوَيْلٌ  
لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ  
سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرْءَاوُونَ ۝ وَ  
يَسْتَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

(الماعون: ۴-۱۱۰-۷)

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



دھکے دیتا ہے ”اور اس پر ہدایت و سختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا“۔  
 مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا، ”یعنی نہ خود دیتا ہے نہ دوسرے سے  
 دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے“۔<sup>۱</sup>

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ  
 کے ہمراہ سفر پر تھے جبکہ آپ کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے جو خیبر سے لوٹ کر آئے  
 تھے کہ چند دیہاتی آپ کے گرد جمع ہو کر مانگنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو ببول کے  
 درخت کی طرف مجبور کر دیا جس کے باعث آپ کی چادر مبارک لٹک گئی تو آپ ﷺ  
 ٹھہرے اور فرمایا، میری چادر مجھے دو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری  
 جان ہے اگر میرے پاس ان کانٹوں کے برابر جانور ہوتے تو میں تمہارے درمیان  
 تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔<sup>۲</sup>

ہر روز دو فرشتے خرچ کرنے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں جبکہ بخیل لوگوں  
 کی بربادی کے لئے بد دعا کرتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا، وَحَسْرَةً لِمَنْ بَخِلَ، وَالْآخَرُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مَنِّمًا خَلْفًا، وَحَسْرَةً لِمَنْ مَنَّنَ."

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے  
 ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایسا کوئی دن  
 نہیں جس میں بندے سویرا کریں اور دو  
 فرشتے نہ اتریں جن میں سے ایک تو  
 کہتا ہے الہی سخی کو زیادہ اچھا عوض دے

۱ (خزائن العرفان)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۳۹)



وَيَقُولُ الْآخِرُ: اللَّهُمَّ اعْطِ اور دوسرا کہتا ہے الہی بخیل کو بربادی دے۔  
مُمْسِكًا تَلْفًا<sup>۱</sup>۔

”یعنی سخی کے لئے دعا اور کنجوس کے لئے بددعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقیناً قبول ہے، خیال رہے کہ خلف مطلقاً عوض کو کہتے ہیں دنیاوی ہو یا اخروی، حسی ہو یا معنوی مگر تلف دنیوی اور حسی بربادی کو کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ (السبا: ۳۳/۳۹) ترجمہ: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا (کنز الایمان) کا تجربہ رات دن ہو رہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے۔“<sup>۲</sup>

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سخاوت اللہ تعالیٰ کی سخاوت سے ہے تو سخاوت کیا کرو اللہ تعالیٰ بھی تم پر سخاوت فرمائے گا، سنو! اللہ تعالیٰ نے سخاوت کو پیدا فرما کر ایک مرد کی صورت عطا فرمائی اور اس کے سر کو طوبی درخت کی جڑ میں مضبوط کر دیا اور اس کی ٹہنیوں کو سدرۃ المنتہیٰ کی ٹہنیوں سے باندھ دیا اور اس کی بعض شاخوں کو دنیا کی طرف جھکا دیا تو جو شخص اس کی ایک ٹہنی پر بھی لٹکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے، سنو!

۱ ممسکا: بخیلا، تلفاً: خراب وعدم برکة.

(صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۲۹) قول اللہ تعالیٰ: ﴿فَأَمَّا مَنْ

أَعْطَى﴾ إلخ، ص ۳۵۳، الحدیث: ۲۳۸۹)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۱۷) فی المنفق والممسک، ص ۳۶۳،

الحدیث: ۵۷- (۱۰۱۰))

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک،

الفصل الأول، ص ۳۵۳، الحدیث: ۱۸۶۰)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۶۹-۷۰)



پیشک سخاوت ایمان ہی سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا فرمایا اور اس کا سرزقوم (تھوہڑ) کے درخت کی جڑ میں مضبوط فرمادیا اس کی بعض شاخیں زمین کی جانب مائل فرمادیں تو جو شخص اس کی کسی بھی ٹہنی کو تھامتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمادیتا ہے، سنو! بخل کفر (ناشکری) ہے اور ناشکری جہنم میں (داخل ہونے کا سبب) ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کے وفد سے پوچھا، اے بنولحیان تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جد بن قیس، مگر وہ بخیل ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، بخل سے بڑی بیماری کوئی ہے، تو پھر تمہارے سردار حضرت عمرو بن جموح ہیں۔ ایک روایت میں ہے انہوں نے عرض کی کہ جد بن قیس ہمارے سردار ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، تم نے اُسے سردار کیوں بنایا ہے؟ انہوں نے عرض کی، اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ مال دار ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان میں بخل پاتے ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، بھلا بخل سے بڑھ کر بھی کوئی بیماری ہے؟ وہ تمہارا سردار نہیں، تو عرض کی یا رسول اللہ! پھر ہمارا سردار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے سردار بشر بن براء ہیں۔<sup>۱</sup>

خرچ کرنا فضیلت اور روکنا شرارت ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا ابْنَ آدَمَ  
 حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رب تعالیٰ فرماتا ہے، اے انسان

<sup>۱</sup> (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۳۹-۳۴۰)



اگر تو بچا مال خرچ کر دے تیرے لئے اچھا  
ہے اور اگر تو اسے روک رکھے تو تیرے لئے  
بُرا ہے اور بقدر ضرورت پر ملامت نہیں اور  
اپنے عیال سے ابتدا کر، اور اوپر والا ہاتھ  
نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

إِنَّكَ إِنْ تَبَدَّلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ  
لَّكَ، وَإِنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ،  
وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَابْتَدَأْ  
بِمَنْ تَعُولُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ  
مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى<sup>۱</sup>۔

”یعنی اپنی ضروریات سے بچا ہوا مال خیرات کر دینا خود تیرے لئے ہی  
مفید ہے کہ اس سے تیرا کوئی کام نہ رُکے اور تجھے دنیا و آخرت میں عوض مل جائے گا،  
اور اسے روک رکھنا خود تیرے لئے ہی بُرا ہے کیونکہ وہ چیز سُرگُل یا اور طرح سے ضائع  
ہو جائے گی اور تو ثواب سے محروم ہو جائیگا، اسی لئے حکم ہے کہ نیا کپڑا پاؤ تو پُرانا بیکار  
کپڑا خیرات کر دو نیا جوتا رب تعالیٰ دے تو پُرانا جوتا جو تمہاری ضرورت سے بچا ہے  
کسی فقیر کو دے دو کہ تمہارے گھر کا کوڑا نکل جائے گا اور اُس کا بھلا ہو جائے گا۔“

اپنے اہل و عیال سے ابتداء کر، ”اس میں دو حکم بیان ہو گئے ایک یہ کہ جو  
مال اس وقت تو زائد ہے کل ضرورت پیش آئے گی اسے جمع رکھ لو آج نفلی صدقہ دے  
کر کل خود بھیک نہ مانگو، دوسرے یہ کہ خیرات پہلے اپنے عزیز غریبوں کو دو پھر اجنبیوں  
کو، کیونکہ عزیزوں کو دینے میں صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔“<sup>۲</sup>

۱ الكفاف: بفتح الكاف: ما كف عن الحاجة إلى الناس مع القناعة لا يزيد على قدر الحاجة.  
والفضل: ما زاد على قدر الحاجة.

(صحيح مسلم: كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۳۳) النهي عن المسألة، ص ۳۷۱، الحديث:  
۹۷- (۱۰۳۶))

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق وكرهية الإمساك،  
ص ۳۵۳، الحديث: ۱۸۶۳)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۳، ص ۷۰-۷۱)



کہا گیا ہے کہ نوشیروان کے پاس ایک ہندوستانی حکیم اور ایک رومی دانا آئے۔ نوشیروان نے ہندوستانی حکیم سے کہا کچھ کہو، اس نے کہا بہترین آدمی وہ ہے جو سخاوت کے ساتھ ملاقات کرے اور غصے کی حالت میں باوقار رہے، گفتگو میں ٹھہراؤ ہو اور رقت کی حالت میں بھی تواضع کرنے والا ہو۔ نیز تمام رشتہ داروں پر شفقت کرنے والا ہو۔

رومی حکیم کھڑا ہوا، اس نے کہا بخیل آدمی کا دشمن اس کے مال کا وارث ہوتا ہے جو آدمی شکر کم ادا کرتا ہے وہ کامیابی نہیں پاسکتا جھوٹے لوگ قابلِ مذمت ہیں اور چغل خور حالتِ فقر میں مرتے ہیں اور جو آدمی رحم نہیں کرتا اس پر بے رحم شخص مسلط ہوتا ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَا مِنْ يَوْمٍ طَلَعَتْ شَمْسُهُ إِلَّا وَكَانَ بِجَنبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ نِدَاءً يَسْمَعُهُ مَا خَلَقَ اللَّهُ كُفْلَهُمْ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَيَّ رَبِّكُمْ، إِنَّ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاللَّهِ، وَلَا آتِي

حضرت ابو درداء رضي الله عنه سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، روزانہ سورج یوں ہی طلوع ہوتا ہے کہ دو فرشتے پکارتے ہیں اور ان کی یہ پکار جن و انس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف آؤ بے شک جو (رزق) اگرچہ کم ہو اور کفایت کرے تو وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر (یا اللہ سے) غافل کر دے، اور ہر روز

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۳۲)



سورج یوں ہی ڈوبتا ہے کہ اس کے اطراف  
دو فرشتے پکارتے ہیں جس پکار کو جن و انس  
کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے اے اللہ خرچ  
کرنے والے کو اجر دے اور کنجوس کو برباد  
فرما اور فرشتوں کے قول کہ اے لوگو! اللہ کی  
طرف آؤ کے حق میں سورہ یونس کی آیت  
نازل فرمائی: اور اللہ سلامتی کے گھر کی  
طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ  
چلاتا ہے (کنز الایمان) اور فرشتوں کے  
فرمان، اے اللہ خرچ کرنے والے کو اجر  
دے اور بخیل کو برباد فرما، کے حق میں نازل  
فرمایا: اور رات کی قسم جب چھائے، اور دن  
کی جب چمکے، اور اس کی جس نے نرو مادہ  
بنائے (کنز الایمان) سے فرمان: دشواری مہیا  
کر دیں گے (کنز الایمان) تک۔

السَّمْسُ إِلَّا وَكَانَ بِجَنبَتَيْهَا  
مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ نِدَاءً يَسْمَعُهُ خَلْقُ  
اللَّهِ كُلُّهُمْ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اللَّهُمَّ أَعْطِ  
مُنْفِقًا خَلْفًا وَأَعْطِ مُمْسِكًا تَلْفًا،  
وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ قُرْآنًا فِي قَوْلِ  
الْمَلَائِكِينَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّوا إِلَى  
رَبِّكُمْ، فِي سُورَةِ يُونُسَ: ﴿وَإِلِلَّهِ  
يَدْعُوا إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ  
يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾  
[يونس: ۱۰، ۲۵] وَأَنْزَلَ فِي قَوْلِهِمَا:  
اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا، وَأَعْطِ  
مُمْسِكًا تَلْفًا: ﴿وَإِلَّيْلٍ إِذَا يَغْشَى ۝  
وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى ۝ وَ مَا خَلَقَ  
الدَّكْرَ وَالْأُنثَى ۝﴾ إِلَى قَوْلِهِ  
﴿لِلْعُسْرَى﴾ [الليل: ۱، ۹۲-۱۰].

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک کسی بخیل کو عادل  
قرار دینا درست نہیں کیونکہ بخل اسے لالچ پر ابھارتا ہے نتیجہ وہ نقصان کے خوف سے

۱ (شعب الایمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) الزکاة، فصل فی کراهیة رد السائل، ص ۲۳۳،  
الحديث: ۳۳۱۲)



اپنے حق سے زیادہ لے لیتا ہے۔ لہذا جس شخص میں بخل کی صفت پائی جاتی ہے اس کے پاس امانت محفوظ نہیں ہو سکتی۔<sup>۱</sup>

اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے نہ کہ کمی،

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَلْعِ الْأَنْصَارِيِّ  
 ﷺ أَنَّ إِخْوَتَهُ شَكَوَهُ إِلَى  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّهُ  
 يُبَدِّرُ مَالَهُ، وَيَنْبَسِطُ فِيهِ. فَقَالَ  
 لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا قَيْسُ مَا  
 شَأْنُ إِخْوَتِكَ يَشْكُونَكَ  
 يَزْعَمُونَ أَنَّكَ تُبَدِّرُ مَالَكَ،  
 وَتَنْبَسِطُ فِيهِ"، قُلْتُ: يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ إِنِّي أَخَذُ نَصِيبِي مِنَ  
 الثَّمَرَةِ فَأَنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،  
 وَعَلَى مَنْ صَحِبْتَنِي، فَضَرَبَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدْرَهُ وَقَالَ:  
 "أَنْفِقْ يُنْفِقِ اللَّهُ بِعَلَيْكَ"،  
 ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ

حضرت قیس بن سلع انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے بھائیوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شکایت کی کہ وہ فضول خرچی کرتے ہیں اور اس معاملے میں بہت کھلا ہاتھ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، تمہارے بھائیوں کا کیا مسئلہ ہے، وہ اس گمان پر تمہاری شکایت کر رہے ہیں کہ تم اپنے مال میں بہت فضول خرچی کرتے ہو اور تمہارا ہاتھ بہت کھلا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آمدنی سے اپنا حصہ لے کر اللہ کی راہ میں اور اپنے دوستوں میں خرچ کر دیتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سینہ پر (شفقت کے ساتھ) دستِ اقدس مارا اور تین مرتبہ فرمایا، خرچ کر اللہ تجھ پر ثمرت کرے گا۔ (راوی فرماتے ہیں) تو کچھ عرصے بعد

۱ (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل و ذم حب المال، بيان ذم البخل، ص ۳۳۲)



ذَلِكَ خَرَجْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَعِيَ رَاحِلَةٌ، وَأَنَا أَكْثَرُ أَهْلِ بَيْتِي الْيَوْمَ وَأَيْسَرُهُ.<sup>۱</sup> جب میں راہِ خدا میں اپنی سواری سمیت نکلا تو اُس دن اپنے گھر والوں میں، میں سب سے زیادہ مالدار اور تو نگر تھا۔

جاہظ نے کہا کہ لذتوں سے صرف تین چیزیں باقی رہ گئی ہیں بخیل لوگوں کی مذمت، بھنا ہوا گوشت کھانا اور خارش کھلانا۔

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخیل کی غیبت، غیبت شمار نہیں ہوتی رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، تو تم بخیل ہو۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک عورت کی تعریف کی گئی صحابہ کرام نے عرض کی کہ وہ بہت روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہے لیکن اس میں بخیل کی عادت بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ حضرت بشر نے فرمایا، بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کرتا ہے، اور بخیل سے ملنا مومنوں کے دلوں پر شاق ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں، سخی لوگ چاہے فاجر ہوں، ان کے لئے دلوں میں محبت ہی ہوتی ہے اور بخیل چاہے کتنے بھلے کیوں نہ ہوں، دلوں میں ان کے لئے نفرت ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت ابن معمر فرماتے ہیں، مال میں کنجوس عزت میں سخی ہیں (یعنی مال بچا کر عزت گنواتے ہیں، کیونکہ بخیل لوگوں کی ان کے بخیل کی بناء پر عزت جاتی رہتی ہے)

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الثامن، ص ۲۳۷، الحدیث: ۸۵۳۶)



(نبی اللہ بن النبی) حضرت یحییٰ بن زکریا (علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام)

کی ایک مرتبہ شیطان سے اس کی اصل صورت میں ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا اے ابلیس! مجھے یہ بتا کہ تجھے لوگوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت اور سب سے زیادہ کس سے نفرت ہے؟ شیطان نے جواب دیا کہ مجھے بخیل مومن سے زیادہ محبت ہے اور فاسق سخی سے سب سے زیادہ بغض۔ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) نے فرمایا، وہ کیوں؟ جواب دیا، کیوں کہ بخیل کا بخل میرے لئے کافی ہے جب کہ فاسق سخی کے بارے میں مجھے خوف رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کو قبول کر لے، پھر شیطان نے واپس جاتے ہوئے کہا اگر آپ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) سے ہوتے تو میں یہ بات نہ بتاتا۔<sup>۱</sup>

دوست تین قسم کے ہوتے ہیں، حدیث شریف میں ہے:

حضرت انس <small>رضی اللہ عنہ</small> سے مروی ہے فرماتے ہیں،	عَنْ أَنَسٍ <small>رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ</small> قَالَ قَالَ رَسُولُ
رسول اللہ <small>ﷺ</small> نے فرمایا، دوست تین قسم کے	اللَّهِ <small>ﷺ</small> : "الْأَخِلَاءُ ثَلَاثَةٌ: فَمَا مَا
ہیں ایک وہ دوست جو کہے تیرا وہ ہے جو تو	خَلِيلٌ فَيَقُولُ: لَكَ مَا
نے خرچ کیا اور جو تو نے روکا وہ تیرا نہیں یہ	أَعْطَيْتَ وَمَا أُمْسَكْتَ فَلَيْسَ
تیرا مال ہے، ایک وہ دوست جو کہتا ہے میں	لَكَ فَذَلِكَ مَالُكَ، وَأَمَّا
تیرے مرنے تک تیرے ساتھ ہوں پھر میں	خَلِيلٌ فَيَقُولُ: أَنَا مَعَكَ حَتَّى
لوٹ جاؤں گا اور تجھے چھوڑ دوں گا، یہ تیرے	تَأْتِي بَابَ الْمَلِكِ ثُمَّ أَرْجِعُ
اہل خانہ، بیوی بچے ہیں جو تیرے	وَأَتْرُكُكَ فَذَلِكَ أَهْلُكَ
ساتھ زندگی گزارتے ہیں یہاں تک کہ	وَعَشِيرَتُكَ يَشِيْعُونَكَ حَتَّى

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۳۲)



تو اپنی قبر میں پہنچ جاتا ہے اور وہ تجھے چھوڑ  
جاتے ہیں، اور ایک دوست وہ ہے جو کہے گا  
میں تیرے آنے میں بھی تیرے ساتھ ہوں  
اور جانے میں بھی، وہ تیرا عمل ہے، تو انسان  
کہے گا اللہ کی قسم (دنیا میں) تو میرے نزدیک  
تینوں (دوستوں) میں (سب) سے زیادہ  
ذلیل تھا۔

ثَلَاثَةٌ عَلَيَّ<sup>۱</sup>۔

کہا گیا کہ بصرہ میں ایک فراخ دست بخیل شخص رہتا تھا اس کے ایک پڑوسی  
نے اس کی دعوت کی اور اس کے سامنے ہانڈی میں بھنا ہوا گوشت رکھا اس نے اس  
میں سے بہت زیادہ کھالیا اور پھر پانی پینے لگا چنانچہ اس کا پیٹ پھول گیا اور وہ سخت  
تکلیف اور موت کی حالت میں مبتلا ہو گیا اور تڑپنے لگا جب معاملہ بگڑتا گیا تو طبیب کو  
اس کی حالت بتائی گئی اس نے کہا کوئی حرج نہیں جو کچھ کھایا ہے اسے قے کر دو اس  
نے کہا، ہرگز نہیں، ایسے عمدہ بھنے ہوئے گوشت کو کیسے قے کر دوں موت قبول کر لوں  
گا ایسا نہیں کروں گا۔<sup>۲</sup>

مال جمع نہ کرنے میں تقویٰ ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ  
صلی اللہ علیہ وسلم عَادَ بِلَالًا، فَأَخْرَجَ لَهُ  
حَضْرَتُ ابُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَ مَرُوِيٌّ هِيَ، فَرَمَاتِي هِي،  
كَه نَبِيٌّ صلی اللہ علیہ وسلم نَزَلَ حَضْرَتُ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ كِي عِيَادَتِي فَرَمَالِي،

۱۔ (المستدرک علی الصحیحین، المجلد الأول، ص ۱۳۵، الحدیث: ۲۳۸)

۲۔ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، حکایات البخلاء، ص ۳۳۲)



صَبْرًا مِنْ تَمْرِ، فَقَالَ: "مَا هَذَا  
يَا بِلَالُ؟" قَالَ: ادَّخَرْتُهُ لَكَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "أَمَا  
تَخْشَى أَنْ يُجْعَلَ لَكَ بُخَارٌ  
فِي نَارِ جَهَنَّمَ، أَنْفَقَ يَا بِلَالُ،  
وَلَا تَخْشَى مِنْ ذِي الْعَرْشِ  
إِقْلَالًا" ۱

تو آپ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر پایا، فرمایا،  
اے بلال یہ کیا؟، عرض کی کہ اسے میں نے  
آپ کے لئے جمع کیا ہے، فرمایا کیا تمہیں اس  
سے خوف نہیں کہ تمہارے لئے (اس جمع  
کرنے کے سبب) بروز قیامت جہنم کی آگ  
کی بھاپ مقرر کر دی جائے؟، اے بلال خرچ  
کر و اور عرش والے سے کمی کا خوف نہ کرو۔

”اس میں حضرت بلال کو انتہائی تقویٰ اور ترک دنیا کی تعلیم ہے اور توکل  
سے اعلیٰ توکل کی طرف ترقی دینا ہے یعنی اے بلال میں جس درجہ پر تمہیں پہنچانا چاہتا  
ہوں وہ جب ہی حاصل ہوگا جب کہ تم اپنے پاس اتنا بھی نہ رکھو تا کہ تمہیں قیامت کے  
دن اس کا حساب دینے میں کچھ بھی نہ ٹھہرنا پڑے، یہی مطلب ہے دوزخ کے بخار  
دیکھنے کا، حضرت بلال اس وقت تنہا تھے، اہل و عیال نہ رکھتے تھے، آپ کے ذمہ کسی  
کے حقوق نہ تھے، فرمایا اکیلے دم کے لئے جمع کرنے کی فکر کیوں لگاتے ہیں رب  
ہمارے آستانے سے تمہیں دیئے جائے تم کھائے جاؤ، صوفیائے کرام اپنے بعض  
مریدین کو کبھی چلوں سے مجاہدہ کراتے ہیں، اس زمانہ میں ترک دنیا ترک حیوانات  
کامل کراتے ہیں، ان کی اصل یہ حدیث ہے، یہ حدیث جمع دنیا کے خلاف نہیں، اگر  
مال جمع کرنا حرام ہوتا تو اسلام کا ایک رکن یعنی زکوٰۃ ہی فوت ہو جاتی کہ زکوٰۃ واجب

۱ (شعب الإيمان، المجلد الثانی، باب (۱۳) التوکل والتسليم، ص ۱۱۸، الحدیث: ۱۳۳۶)  
(مشكاة المصابيح، المجلد الاول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق و كراهية الإمساك،  
الفصل الثالث، ص ۳۵۸، الحدیث: ۱۸۸۵)



ہی جب ہوتی ہے جب مسلمان کے پاس ایک سال تک بقدر نصاب مال جمع رہے۔<sup>۱</sup>

منقول ہے کہ محمد بن یحییٰ بن خالد برمک بہت زیادہ بخیل تھا اس کے کسی رشتہ دار، جو اس کو اچھی طرح جانتا تھا، سے پوچھا گیا کہ اس کے دسترخوان کا حال بیان کرو، اس نے کہا وہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان والی جگہ ہے یعنی تنگ ہے اور گویا اس کے پیالے خشخاش کے دانوں کو کھرچ کر بنائے گئے ہوں پوچھا گیا اس کے پاس کون آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کرانا کاتبین (فرشتے)۔ اس نے کہا اس کے ساتھ کوئی بھی کھاتا نہیں ہوگا؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں کھیاں کھاتی ہیں۔ اس نے کہا تم اس کے خاص آدمی ہو اگر تمہارا ستر ننگا ہو جائے اور کپڑے پھٹ جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا وہ کہے گا اللہ کی قسم میرے پاس تو سوئی نہیں جس کے ساتھ میں اس کی سلائی کروں۔ اور اگر محمد بن یحییٰ بغداد سے نوبہ مقام تک (اتنے بڑے) گھر کا مالک ہو اور وہ سویوں سے بھرا ہوا ہو، اور پھر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تشریف لائیں اور ان کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی ہوں اور وہ اس سے ایک سوئی مانگیں تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی سلائی کریں جو پیچھے سے پھٹ گئی تھی تو تب بھی وہ سوئی نہیں دے گا۔<sup>۲</sup>

روکومت کہ روکا جائے!:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا      حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

۱ (مرآة المناجیح شرح معکاة المصابیح، ج ۳، ص ۹۰-۹۱)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، حکایات البخلاء، ص ۳۴۳)







فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے دو کو (دنیا میں) بھیجا اور انہیں زیادتی مال و اولاد سے نوازا تو ایک سے فرمائے گا، اے فلاں بن فلاں عرض کرے گا میں حاضر میرے رب قربان، پوچھے گا، کیا میں نے تجھے مال و اولاد کی کثرت سے نہ نوازا؟ عرض کرے گا بلاشبہ اے میرے رب! تو رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے میری عطا کردہ نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ عرض کرے گا وہ مال تو میں فقر کے خوف سے اپنی اولاد کے لئے چھوڑا تو رب تعالیٰ فرمائے گا، سنو! اگر تم حقیقت جان لیتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ سنو! کہ جن پر تم نے خوف کیا ان کے رزق کا انتظام تو میں کر چکا ہوں۔ اور دوسرے شخص سے فرمائے گا اے فلاں بن فلاں! تو عرض کرے گا، حاضر میرے رب میں قربان! رب تعالیٰ فرمائے گا، کیا میں نے تجھ پر مال و اولاد کی کثرت نہ فرمائی؟ عرض کرے گا بے شک میرے رب۔ فرمائے گا، تو نے میرے عطا کردہ (مال و اولاد) سے کیا

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَشَرَ اللَّهُ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِهِ أَكْثَرَ لَهُمَا الْمَالِ وَالْوَلَدَ، فَقَالَ لِأَحَدِهِمَا: أَيُّ فَلَانِ ابْنِ فَلَانٍ! قَالَ: لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: أَلَمْ أَكْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟ قَالَ: بَلَىٰ أَيُّ رَبِّ. قَالَ: كَيْفَ صَنَعْتَ فِيمَا آتَيْتَكَ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ لِيَوْلَادِي مَخَافَةَ الْعَيْلَةِ عَلَيْهِمْ. قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لَضَحِكْتَ قَلِيلًا، وَلَبَكَيْتَ كَثِيرًا، أَمَا إِنَّ الَّذِي تَخَوَّفْتَ عَلَيْهِمْ قَدْ أَنْزَلْتُ بِهِمْ، وَيَقُولُ لِلْآخِرِ: أَيُّ فَلَانِ ابْنِ فَلَانٍ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ أَيُّ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ؟ قَالَ لَهُ: أَلَمْ أَكْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟ قَالَ: بَلَىٰ. أَيُّ رَبِّ. قَالَ: فَكَيْفَ

فضائل صدقات



صَنَعْتَ فِيمَا آتَيْتَكَ؟ فَقَالَ: أَنفَقْتُ فِي طَاعَتِكَ، وَوَيْثَقْتُ لَوْلَدِي مِنْ بَعْدِي بِحُسْنِ طَوْلِكَ. قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لَضَحِكْتَ كَثِيرًا، وَلَبَكَيْتَ قَلِيلًا، أَمَا إِنَّ الَّذِي قَدْ وَثَقْتَ بِهِ أَنْزَلْتُ بِهِمْ<sup>۱</sup>.

معاملہ کیا؟ عرض کرے گا میں نے (اس مال کو) تیری اطاعت و فرمانبرداری میں خرچ کیا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے تیری پیاری قدرت پر بھروسہ کیا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا، سنو! اگر حقیقت جان لو تو زیادہ ہنسو گے رونا کم کر دو گے۔ سنو! جن کے حق میں تو نے مجھ پر بھروسہ کیا میں نے ان کی حاجت روائی فرمائی۔

معلوم ہوا کہ بخیل بظاہر تو مال جمع کرتا ہے مگر حقیقت میں اپنا ہی نقصان کرتا ہے نیز اس مال کے سبب جن نعمتوں کا حصول اُسے ممکن ہو سکتا ہے اپنی کنجوسی کی وجہ سے اُن آسائشوں سے بھی محروم رہتا ہے، چنانچہ:

کہا جاتا ہے کہ مروان بن ابی حفصہ بخل کی وجہ سے گوشت نہیں کھاتا تھا اور جب اس کا جی چاہتا تو وہ غلام کو بھیج کر بازار سے سری منگوا لیتا اور اسے کھاتا اس سے کہا گیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ گرمیوں سردیوں میں سریاں ہی کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اس کے نرخ کا علم ہے لہذا میں غلام کی خیانت سے محفوظ رہتا ہوں اور وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا اور یہ ایسا گوشت ہے کہ غلام اسے پکاتے وقت اس میں سے کھا نہیں سکتا اگر وہ اس کی آنکھ،

<sup>۱</sup> العيلة: بفتح العين المهملة، وسكون الياء: هو الفقر.

(المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الرابع، ص ۳۳۲، الحديث: ۳۳۸۳)



کان یا چہرے سے کھاتا ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے پھر یہ کہ اس میں سے مجھے مختلف ذائقے حاصل ہوتے ہیں آنکھ کا ذائقہ الگ ہے، کان کا ذائقہ جدا ہے، زبان کا ذائقہ مختلف ہے اور اس کی گدی اور دماغ کے ذائقے بھی منفرد ہیں اور اس کے پکانے کی مشقت سے بھی محفوظ رہتا ہوں تو اس میں میرے لئے کئی آسانیاں جمع ہوتی ہیں۔

یہی شخص خلیفہ مہدی کے پاس جانے لگا تو اس کے گھر والوں میں سے ایک عورت نے کہا اگر خلیفہ نے تجھے انعام دیا تو اس میں میرا حصہ کتنا ہوگا؟ اس نے کہا اگر مجھے ایک لاکھ ملے تو تجھے ایک درہم دوں گا چنانچہ اسے ساٹھ ہزار درہم ملے تو اس نے اسے چار دانق دیئے (ایک دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اس طرح چار دانق درہم کا دو تہائی حصہ ہوا)۔

ایک مرتبہ اس نے ایک درہم کا گوشت خریدا ادھر اس کے دوست نے اسے دعوت دی تو اس نے گوشت قصاب کو واپس کر دیا اور ایک دانق کا نقصان اٹھایا اور کہنے لگا مجھے فضول خرچی پسند نہیں ہے۔<sup>۱</sup>

سرکار ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم، ایثار و محبت اور راہِ خدا ﷻ میں خرچ کرنے کے

نیک جذبہ سے سرشار تھے، چنانچہ:

عَنْ مَالِكِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ  
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ  
فَجَعَلَهَا فِي صُرَّةٍ، فَقَالَ لِغُلَامٍ:  
حضرت مالک دار سے مروی ہے کہ عمر بن  
خطاب رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار لئے اور تھیلی  
میں ڈال کر اپنے ایک غلام سے فرمایا،

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، حکایات البخلاء، ص ۳۳۳)



یہ ابو عبیدہ کے پاس لے جاؤ پھر کچھ دیر گھر میں ہی مشغول رہنا یہاں تک کہ دیکھو کہ وہ ان کا کیا کرتے ہیں، تو غلام وہ دینار لے کر چلا اور عرض کی، امیر المؤمنین نے آپ کے لئے کہا ہے کہ یہ (دینار) لے لیجئے، تو انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان سے اچھا برتاؤ اور ان پر اپنی رحمت فرمائے۔ پھر (ابو عبیدہ) نے فرمایا اے باندی یہاں آؤ، یہ لو اور فلاں کو سات دینار دے آؤ، اور یہ پانچ فلاں کو، یہاں تک کہ سب دیدیئے، پھر غلام حضرت عمر کے پاس واپس لوٹ آیا اور تمام معاملہ بیان کیا، تو ان کے پاس اسی طرح چار سو دینار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے پائے۔ اور اسی طرح حضرت معاذ کے پاس بھیجا، (پھر وہ غلام ان دیناروں کو لے چلا اور حضرت معاذ کی خدمت میں پیش کئے) تو حضرت معاذ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ نرم رویہ سے پیش آئے، اے باندی! جاؤ اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ اتنے فلاں کے گھر، تو حضرت معاذ کی زوجہ محترمہ نے بتایا اور کہا کہ خدا کی قسم ہم خود بھی مسکین ہیں تو ہمیں بھی دیجئے تو جب اس تھیلی میں دو دینار کے سوا کچھ نہ بچا

فضائل صدقات

اذْهَبْ بِهَا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ، ثُمَّ تَلَّ فِي الْبَيْتِ سَاعَةً حَتَّى تَنْظُرَ مَا يَصْنَعُ، قَالَ: فَذَهَبَ بِهَا الْغُلَامُ، فَقَالَ: يَقُولُ لَكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ خُذْ هَذِهِ، فَقَالَ: وَصَلَهُ اللَّهُ وَرَحِمَهُ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالَى يَا جَارِيَةُ اذْهَبِي بِهَذِهِ السَّبْعَةَ إِلَى فُلَانٍ، وَبِهَذِهِ الْخَمْسَةَ إِلَى فُلَانٍ، حَتَّى أَنْفِذَهَا، فَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَوَجَدَهُ قَدْ أَعَدَّ مِثْلَهَا لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، فَأَرْسَلَهُ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ مُعَاذٌ: وَصَلَهُ اللَّهُ، يَا جَارِيَةُ اذْهَبِي إِلَى بَيْتِ فُلَانٍ بِكَذَا، وَلِبَيْتِ فُلَانٍ بِكَذَا، فَاطَّلَعَتِ امْرَأَةُ مُعَاذٍ وَقَالَتْ: نَحْنُ وَاللَّهِ مَسَاكِينُ فَأَعْطِنَا فَلَمْ يَبْقَ فِي الْخِرْقَةِ إِلَّا دِينَارَانِ



تو انہوں نے وہ دو دینار زوجہ محترمہ کی طرف پھینکے اور غلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مدعا بیان کیا، تو آپ نے فرمایا، بے شک یہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

فَدَخَىٰ بِهِمَا إِلَيْهَا، وَرَجَعَ  
الْغُلَامُ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ، وَقَالَ:  
إِنَّهُمْ إِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ.<sup>۱</sup>

ظلم قیامت کے اندھیرے کا موجب ہے، جبکہ بخل ناحق خونریزی کا

باعث، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں ہوگا اور کنجوسی سے بچو کیونکہ کنجوسی نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کر دیا کنجوسی نے انہیں رغبت دی کہ انہوں نے خون ریزی کی حرمت کو حلال جانا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ  
ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا  
الشُّحَّ؛ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ  
كَانَ قَبْلُكُمْ: حَمَلَهُمْ عَلَىٰ أَنْ  
سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا  
مَحَارِمَهُمْ."<sup>۲</sup>

”ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا، اسکی بہت قسمیں ہیں گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق

<sup>۱</sup> نلۃ: ہو بفتح التاء المثناة فوق واللام أيضاً وتشديد الهاء: أي تشاغل.

فدخی بہما: بالحاء المهملة: أي رمی بہما.

(سیر أعلام النبلاء، المجلد الأول، ص ۳۵۶)

<sup>۲</sup> (صحیح مسلم، کتاب (۳۵) البر والصلة والآداب، باب (۱۵) تحريم الظلم، ص ۱۰۰۰، الحدیث: ۵۶- (۲۵۷۸))

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهية الإمساك،

ص ۳۵۳، الحدیث: ۱۸۶۵)



نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذا دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے یعنی ظالم پل صراط پر اندھیروں میں گھبرایا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا، جیسے کہ مومن کا ایمان اور اس کے نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ﴾ (الحديد: ۱۲/۵۷) ترجمہ: (دیکھو گے کہ) ان کا نور ان کے آگے (دوڑتا ہے) (کنز الایمان) چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کر سکا اس لئے اندھیرے میں

”عربی میں شُخَّ بخل سے بدتر ہے، بخل اپنا مال کسی کو نہ دینا ہے اور شُخَّ اپنا مال نہ دینا اور دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے غرض کہ شُخَّ بخل حرص اور ظلم کا مجموعہ ہے، اسی لئے یہ فتنوں فسادخوں ریزی و قطع رحمی کی جڑ ہے، جب کوئی دوسروں کا حق ادا نہ کرے بلکہ ان کے حق اور چھیننا چاہے تو خواہ مخواہ فساد ہوگا“۔<sup>۱</sup>

ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ جب صدقہ لینے والا کوئی نہ ہوگا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ حَارِثِ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ:	حضرت حارث بن وہب سے مروی ہے،
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَصَدَّقُوا	فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ
فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي	کرے کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی
الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ	شخص اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو کوئی اس کا
يَقْبَلُهَا، يَقُولُ الرَّجُلُ: لَوْ	قبول کرنے والا نہ ملے گا آدمی کہیں
جِئْتُ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا،	گے کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۷۲)



فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا“<sup>۱</sup> آج مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

”مراد ساری امت رسول اللہ ﷺ ہے نہ کہ صحابہ کیونکہ مال کی فراوانی قریب قیامت حضرت امام مہدی کے زمانہ میں ہوگی، اور ہو سکتا ہے کہ صحابہ ہی سے خطاب ہو، اور سیدنا خضر علیہ السلام اس میں داخل ہوں کہ وہ بھی حضور انور ﷺ کے صحابی ہیں اور وہ یہ زمانہ پائیں گے کہ ان کی وفات بالکل قیامت سے متصل ہوگی۔“

”ظاہر یہ ہے کہ یہ قبول نہ کرنا غنّی کی وجہ سے ہوگا کہ سارے لوگ اتنے مالدار ہو جائیں گے کہ آسانی سے کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملے گا اس حدیث کی روش سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس وقت بھی فقیر ملیں گے تو مگر بہت تلاش اور دشواری سے ورنہ مالداروں پر زکوٰۃ فرض نہ رہتی، جیسے جس کے اعضائے وضو ایسے زخمی ہوں جن پر نہ پانی پہنچ سکے نہ تیمم کا ہاتھ پھر سکے، تو اس پر وضو اور تیمم دونوں معاف ہو جاتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء کا ہونا بھی اللہ کی رحمت ہے کہ ان کے ذریعہ ہم بہت سے فرائض سے سبکدوش ہوتے ہیں: یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس زمانہ کے لوگ زاہد، صابر اور تارک الدنیا ہو جائیں گے جو زکوٰۃ لینا پسند کریں گے ہی نہیں۔“<sup>۲</sup>

۱ (صحیح البخاری، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۹) فضل الصدقة من کسب، باب (۱۰) الصدقة قبل الرد، ص ۳۴۶، الحدیث: ۱۴۱۱)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۱۸) الترغیب فی الصدقة إلخ، ص ۳۶۳، الحدیث: ۵۸- (۱۰۱۱))

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۶۴) التحریض

علی الصدقة، ص ۸۱، الحدیث: ۲۵۵۴)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک،

الفصل الأول، ص ۳۵۴، الحدیث: ۱۸۶۶)

۲ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۴۲-۴۳)

۳ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۴۲-۴۳)



سخی اللہ، جنت اور لوگوں سے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے، جبکہ بخیل اس

کے برعکس، حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سخی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے، آگ سے دور ہے، اور کنجوس اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے آگ کے قریب ہے اور یقیناً جاہل سخی کنجوس عابد سے افضل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللَّهِ، قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ، وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ، بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ. وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ" <sup>۱</sup>

”یہاں مرقات نے فرمایا کہ حقیقی سخی وہ ہے جو غنمی پر رب تعالیٰ کی رضا کو

ترجیح دے، اس کے تین قرب بیان ہوئے اور ایک دوری، اللہ تعالیٰ تو ہر ایک سے قریب ہے لیکن اس سے قریب کوئی کوئی ہے، شعر:

یار نزدیک ترا ز من بمعنی است ❁ دیں عجب ہیں کہ من ازوے دُورم

اس حدیث سے اشارہ فرمایا گیا کہ سخاوت مال حسن مال یعنی انجام بخیر کا ذریعہ ہے، سخی سے مخلوق خود بخود راضی رہتی ہے۔

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلۃ، باب (۴۰) ما جاء في السخاء، ص ۹۲، الحدیث: ۱۹۶۱)  
(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک، الفصل الثانی، ص ۳۵۵، الحدیث: ۱۸۶۹)



حکایت: کسی عالم سے پوچھا گیا کہ سخاوت بہتر ہے یا شجاعت، فرمایا خدا تعالیٰ جسے سخاوت دے، اُسے شجاعت کی ضرورت ہی نہیں، لوگ خود بخود اُس کے سامنے چت ہو جائیں گے، چونکہ صدقہ غضب کی آگ بجھاتا ہے اس لئے سخی دوزخ سے دور ہے۔

”یہاں عابد سے مراد عالم عابد ہے جیسا کہ جاہل کے مقابلے سے معلوم ہو رہا ہے، یعنی جو شخص عالم بھی ہو عابد بھی، مگر کنجوس کہ نہ زکوٰۃ دے نہ صدقات واجبہ ادا کرے وہ یقیناً سخی جاہل سے بدتر ہوگا کیونکہ وہ عالم حقیقتاً بے عمل ہے بخل بہت سے فسق پیدا کر دیتا ہے اور سخاوت بہت خوبیوں کا تخم ہے، بلکہ وہ عابد بھی کامل نہیں، کیونکہ عبادت مالی یعنی زکوٰۃ وغیرہ ادا نہیں کرتا، صرف جسمانی عبادت ذکر و فکر پر قناعت کرتا ہے جس میں کچھ خرچ نہ ہو۔“

مومن میں بداخلاقی اور کنجوسی کی خصلتیں ایک ساتھ نہیں پائی جاتیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ، وَسُوءُ الْخُلُقِ".  
 حضرت ابو سعید سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن میں دو خصلتیں کبھی جمع نہیں ہوتیں کنجوسی اور بد خلقی۔

”یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی کامل مومن بھی ہو اور ہمیشہ کا بخیل اور بد خلق

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۴۴-۴۵)

۲ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلۃ، باب (۴۱) ما جاء فی البخیل، ص ۹۳، الحدیث: ۱۹۶۲)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک، الفصل الثانی، ص ۳۵۵، الحدیث: ۱۸۷۲)



بھی، اگر اتفاقاً کبھی اس سے بخل یا بد خلقی صادر ہو جائے تو فوراً وہ پشیمان بھی ہو جاتا ہے اس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مومن نہ بخیل ہوتا ہے نہ بد خلق، جس دل میں ایمان کامل جاگزیں ہو تو اس دل سے یہ دونوں عیب نکل جاتے ہیں (لمعات) خیال رہے کہ بد خلقی اور ہے غصہ کچھ اور، اللہ تعالیٰ کے لئے غصہ کرنا عبادت ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۸/۲۹]

ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (کنز الایمان) ہماری اس شرح سے حدیث پر نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ بعض مومن بخیل بھی ہوتے ہیں اور بد خلق بھی، کیونکہ وہ یا تو مومن کامل نہیں ہوتے یا ان کے یہ عیب عارضی ہوتے ہیں، اور نہ یہ اعتراض رہا کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔<sup>۱</sup>

جنت میں فریبی، کنجوس اور احسان جتانے والوں کا داخلہ ممنوع ہے، حدیث

شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَّانٌ"<sup>۲</sup>  
فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں نہ تو فریبی آدمی جائے گا نہ کنجوس نہ احسان جتانے والا۔

”یعنی جو ان عیبوں پر مر جائے وہ جنتی نہیں کیونکہ وہ منافق ہے، مومن میں

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۷۵-۷۶)

۲ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلۃ، باب (۴۱) ما جاء فی البخیل،

ص ۹۳، الحدیث: ۱۹۶۳)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک،

الفصل الثانی، ص ۳۵۵، الحدیث: ۱۸۷۳)

فضائل صدقات



اولاً تو یہ عیب ہوتے نہیں، اور اگر ہوں تو رب تعالیٰ مرنے سے پہلے توبہ نصیب کر دیتا ہے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی جنت میں پہلے نہ جائیگا، احسان جتانے سے طعنہ دینا مراد ہے ورنہ بعض صورتوں میں احسان جتنا عبادت ہے جبکہ اس سے سامنے والے کی اصلاح مقصود ہو، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿بَلِ اللّٰهُ يُمْسِكُ عَلَيْكُمْ اَنْ هَذَا كُمْ لِلْاِيْمَانِ﴾ [الحجرات: ۲۶/۱۷] ترجمہ: بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی (کنز الایمان)۔<sup>۱</sup>

حضرت اعمش کا ایک پڑوسی تھا جو ان کو مسلسل اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا اور کہتا اگر آپ آئیں تو میں آپ کو روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کروں گا اعمش انکار کرتے اس نے ایک دن آپ کو پھر پیشکش کی اتفاق سے اس وقت آپ کو بھوک بھی لگی ہوئی تھی فرمایا اچھا ہمیں لے چلئے آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کیا اتنے میں ایک سائل آیا تو گھر کے مالک نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، اس نے پھر سوال کیا تو اس نے وہی جواب دیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو اس نے کہا جاتے ہو یا ڈنڈا لے کر آؤں، حضرت اعمش نے سائل کو آواز دی بھائی چلے جاؤ میں نے اس شخص سے زیادہ سچا کسی کو نہیں دیکھا یہ وعدے کا پابند ہے یہ ایک مدت سے مجھے روٹی کے ٹکڑے اور نمک کی دعوت دیتا رہا خدا کی قسم! اس نے اس میں کچھ بھی اضافہ نہیں کیا۔<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۷۶-۷۷)

<sup>۲</sup> (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، حکایات البخلاء، ص ۳۳۳)



بخل کا علاج:

امام ابو حامد غزالی فرماتے ہیں، جان لے کہ بخل کا سبب مال کی محبت ہے، اور مال کی محبت کے دو سبب ہیں:

ایک ایسی خواہشات کی محبت جن کا حصول بغیر مال اور لمبی زندگی کے ممکن نہیں، اگر انسان کو علم ہو جائے کہ ایک دن بعد مر جائے گا تو بسا اوقات وہ بخل نہیں کرے گا۔ کیونکہ ایک دن، ایک مہینہ یا ایک سال کے لئے جس مقدار کی اس کو ضرورت ہوگی، وہ قریب ہے۔ لیکن اگر زندگی کی امید تو کم ہو مگر اس کی اولاد ہو تو زندگی کی امید کی جگہ اولاد لے لیگی کیونکہ وہ اولاد کی بقاء کو اپنی بقاء جانتا ہے لہذا ان کے لئے مال جمع کرتا پھرتا ہے، اسی لئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اولاد بخل، بزدلی اور جہالت کا سبب ہوتی ہے۔ (امام غزالی مزید فرماتے ہیں) پھر جب اسے فقر کا خوف لاحق ہو اور مزید رزق کی امید بھی کم ہو تو لامحالہ بخل بڑھے گا۔

مال کی محبت کا دوسرا سبب محض مال کی محبت ہے، کیونکہ بخیل کا حال یہ ہے کہ مال بقدر حاجت بقیہ عمر کے لئے کفایت کر سکتا ہے، اگر وہ اپنی عادت کے مطابق خرچ کرتا رہے تو بھی ہزاروں بچ جائیں، ساتھ ہی ساتھ وہ بوڑھا بھی ہوتا ہے نیز اولاد بھی نہیں ہوتی۔ مال کی بے پناہ فروانی کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا آخر کار بیمار ہو جاتا ہے پھر بھی علاج نہیں کرواتا بلکہ (اپنی جان کی بنسبت) دیناروں سے محبت کرتا ہے۔ یہ مال کی محبت کے اسباب ہیں اور ہر بیماری کا علاج اس کی ضد سے ہوتا ہے، زیادہ مال کی محبت کا علاج تھوڑے مال پر قناعت اور صبر کے ذریعے ممکن ہے، لمبی

فضائل صدقات



عمر کی امید کا علاج تذکرہ موت سے ہے، ساتھ ہی ساتھ ہم زمانہ لوگوں کی موت سے بھی درسِ عبرت حاصل کیا جائے۔

اولاد کے لئے جو مال جمع کرتا ہے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انہیں اچھے حال میں چھوڑ مرے، لیکن بسا اوقات اولاد برائی کی طرف گامزن ہو جاتی ہے۔ اگر اولاد نیک ہو تو اللہ تعالیٰ کفایت فرماتا ہے اور فاسق ہو تو اس (جمع شدہ) مال کے ذریعہ گناہ پر مدد ہی ملے گی اور اس کا وبال جمع کر کے چھوڑ جانے والے پر ہی ہوگا۔

دل کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ جو احادیث بخل کی مذمت اور سخاوت کی مدحت میں وارد ہیں ان میں غور کرے اور کنجوسی کرنے پر جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے اسے بھی یاد رکھے۔ (ملخصاً)۔

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان علاج البخل، ص ۳۳۹-۳۵۱)

فضائل صدقات



## فضائل صدقات

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اپنی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے والوں کو ہدایت یافتہ ہونے کا مشردہ سنایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝  
 ترجمہ: اس میں ہدایت ہے ڈروالوں کو جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔  
 (البقرة: ۱۷۷-۱۷۸)

(کنز الایمان)

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ میں مِمَّا، مِنْ اور مَا سے ملکر بنا ہے جس کے معنی ہیں ”میں سے“ مراد یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے جو کہ حلال ہے، اسی سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی حرام مال سے صدقہ خیرات کرنے والے اس سے خارج ہیں۔

ساتھ ہی ان اوصاف محمودہ کے حامل مومنوں کے لئے ایک اور بشارت عطا

فرمائی:

أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۗ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝  
 ترجمہ: وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد

کو پہنچنے والے۔ (کنز الایمان)

”راہِ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے، جیسا دوسری جگہ فرمایا:

فضائل صدقات



يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ يَأْتُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ  
 نذراپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ اور اموات کا ایصال  
 ثواب، مسئلہ: گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب  
 صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک و کلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کیساتھ اور نیکی ملا کر اجر  
 و ثواب بڑھاتا ہے، مسئلہ: مِمَّا مِنْ تَبَعِيَّيْهِ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق  
 میں اسراف ممنوع ہے یعنی انفاق خواہ اپنے نفس پر ہو یا اپنے اہل پر یا کسی اور پر اعتدال  
 کے ساتھ اسراف نہ ہونے پائے رَزَقْنَهُمْ کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت  
 فرما کر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے اسکو اگر ہمارے حکم  
 سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو اور یہ بخل نہایت قبیح ہے۔<sup>۱</sup>

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صدقات کی مدد میں اپنا عزیز مال خرچ کرنے کو

بھلائی فرمایا:

ترجمہ: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ	لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تَتْلُوا وَجُوهَكُمْ قَبْلَ
مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل	الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ
نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت	بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ
اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور	الْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى
اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے	

۱ (خزائن العرفان، بحوالہ تفسیر نسلی، وکبیر وغیرہ)



رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور  
 راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں  
 چھڑانے میں۔ (کنز الایمان)

حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ  
 وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَالسَّائِلِينَ وَفِي  
 الرِّقَابِ ۗ آيَةٌ (البقرة: ۱۷۷)

راہِ خِدايِكَ میں خرچ نہ کرنے کو قرآن مجید نے ہلاکت کا سبب فرمایا:

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو  
 اور اپنے باتنوں ہلاکت میں نہ پڑو اور  
 بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی

وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا  
 بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۗ وَأَحْسِنُوا ۗ إِنَّ  
 اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

والے اللہ کے محبوب ہیں (کنز الایمان)

(البقرة: ۱۹۵)

”راہِ خِدا میں انفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی اور اس

طرح اور چیز بھی جو خطرہ و ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے۔“

اسی طرح راہِ خِدايِكَ میں صدقہ کرنے والوں کی ایک اور انداز میں تعریف

فرمائی گئی:

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی  
 راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح  
 جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں  
 سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے  
 جس کے لئے چاہے۔ (کنز الایمان)

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي  
 سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ  
 سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ ۗ  
 وَاللَّهُ يُضَعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ آيَةٌ  
 (البقرة: ۲۶۱)

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



”خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے“۔<sup>۱</sup>

”اگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے مسئلہ: اس سے معلوم ہوا اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لئے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا عالم نے گمراہی سے بچایا بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمانوں کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب سائل“۔<sup>۲</sup>

اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خیرات کرنے والوں کا مرتبہ قرآن مجید یوں

بیان فرماتا ہے:

ترجمہ: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال  
اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں  
اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی  
ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو  
دو نے میوے لایا پھر اگر زور کا مینہ اسے  
نہ پہنچے تو اس کافی ہے۔ (کنز الایمان)

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ  
مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ  
كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ  
فَاتَتْ أَكْطَافَهَا ضَعْفَيْنِ ۗ فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا  
وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ (البقرة: ۲۶۵، ۲)

۱۔ (خزائن العرفان)

۲۔ (خزائن العرفان)



”یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی با اخلاص مومن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے“۔<sup>۱</sup>

اور فرمایا:

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَتَابًا وَلَا  
أَدَىٰ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا  
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۱﴾  
(البقرة: ۲۶۲، ۲۶۳)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ  
میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ  
احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیک  
ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ  
کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

”شان نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رکھ لئے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے“۔<sup>۲</sup>

۱ (خزائن العرفان)

۲ (خزائن العرفان)



”احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور ان کو مکدر (یعنی شرمندہ) کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اسکو عار دلائیں کہ تو نادار تھا مفلس تھا مجبور تھا نکماتا تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں یہ ممنوع فرمایا گیا“۔<sup>۱</sup>

ایک اور مقام پر فرمایا:

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ  
وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ  
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ  
يَحْزَنُونَ ﴿۲۷﴾ (البقرة: ۲۷۳، ۲۷۴)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیگ ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

”یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے تھے دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا اور آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا۔ ایک رات میں ایک دن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر، فائدہ: آیت کریمہ میں نفقہ

۱۔ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



لیل (رات) کو نفقہ نہار (دن) پر اور نفقہ سمر (پوشیدہ) کو نفقہ علانیہ (ظاہر) پر مقدم فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے۔<sup>۱</sup>  
یوں ہی خیرات کرنے والے کے اجر و ثواب میں برکت کی بھی بشارت فرمائی گئی ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَاقَاتِ ۗ  
ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور  
بڑھاتا ہے خیرات کو۔ (کنز الایمان)

بڑھاتا ہے خیرات کو، یعنی ”اس کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔“<sup>۲</sup>

نیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی راہ میں صدقہ کرنے والوں کے لئے

اجر و ثواب کا مشردہ ہے:

وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
يُؤَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تظَلَمُونَ ۝  
ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جو خرچ  
کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی  
طرح گھانٹے میں نہ رہو گے۔  
(کنز الایمان)

یعنی، ”اس کی جزا وافر ملے گی۔“<sup>۳</sup>

اسی طرح رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ظاہر و باطن اپنی راہ میں خرچ کرنے

۱۔ (خزائن العرفان)

۲۔ (خزائن العرفان)

۳۔ (خزائن العرفان)



کے لئے فرمایا ہے:

ترجمہ: میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا  
الصَّلَاةَ وَ يُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَ  
عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ  
فِيهِ وَلَا خِلَافٍ ۝۳۱

میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ۔ (کنز الایمان)

(ابراہیم: ۳۱/۱۳)

اور خیرات کرنے والوں کو خوشخبری ہے:

ترجمہ: اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تو اضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝۳۲ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ  
اللَّهُ وَ جِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَ الصَّابِرِينَ عَلَى  
مَا أَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَ مِمَّا  
رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝۳۳

(الحج: ۳۲، ۳۳-۳۵)

یعنی، ”صدقہ دیتے ہیں“۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

ترجمہ: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے

وَ الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا اتَّوُوا وَ قُلُوبُهُمْ  
وَ جِلَّةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاغِبُونَ ۝۳۴

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



أُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا  
سَابِقُونَ ①

یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں  
اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے۔

(المؤمنون: ۲۳-۲۱) (کنز الایمان)

جو کچھ دیں، یعنی ”زکوٰۃ و صدقات یا یہ معنی ہیں کہ اعمالِ صالحہ بجالاتے  
ہیں۔“

”ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا اس آیت میں ان  
لوگوں کا بیان ہے جو شراہیں پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں فرمایا اے صدیق کی  
نور دیدہ ایسا نہیں یہ اُن لوگوں کا بیان ہے جو روزے رکھتے ہیں صدقے دیتے ہیں اور  
ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ہو جائیں۔“

بھلائیوں پر جلدی کرتے ہیں یعنی، ”نیکیوں میں اور اُمتوں پر سبقت کرتے  
ہیں۔“

اور فرمایا:

قُلْ إِنْ رَأَيْتَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ  
يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ  
مِمَّا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ  
يُخْلِفُهُ ② وَهُوَ خَيْرُ الرَّزُقِينَ ③

ترجمہ: تم فرماؤ بیشک میرا رب رزق وسیع فرماتا  
ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی  
فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی  
راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ  
سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (کنز الایمان)

(سبا: ۳۳، ۳۹)

② (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



اور دے گا یعنی، ”دنیا میں اور آخرت میں بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے تواضع سے مرتبے بلند ہوتے ہیں“۔<sup>۱</sup>

ایک اور مقام پر ظاہر و مخفی اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والوں کی مدحت فرمائی گئی ہے:

ترجمہ: بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں تاکہ ان کے ثواب انہیں بھر پور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا قدر

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورًا ۗ لِيُؤْفِقَهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۰﴾

(فاطر: ۲۹، ۳۰-۳۱)

فرمانے والا ہے۔ (کنز الایمان)

نیز خیرات کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے:

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں

مِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ ۗ فَالَّذِينَ

۱ (خزائن العرفان)



ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا  
اور ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔  
(کنز الایمان)

أَمْنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝

(الحديد: ۷۵)

یعنی، ”جو تم سے پہلے تھے اور تمہارا جانشین کرے گا تمہارے بعد والوں کو  
معنی یہ ہیں جو مال تمہارے قبضے میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اس نے تمہیں نفع  
اٹھانے کے لئے دے دیئے ہیں تم حقیقتہً ان کے مالک نہیں ہو بمنزلہ نایب و وکیل  
کے ہو، انہیں راہِ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح نایب اور وکیل کو مالک کے حکم سے  
خرچ کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تامل و تردد نہ ہو۔“  
اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ تنبیہ فرماتا ہے:

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ  
میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور  
زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے۔  
(کنز الایمان)

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ لِلَّهِ

مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

الآیة (الحديد: ۱۰۵)

”تم ہلاک ہو جاؤ گے اور مال اسی کی ملک میں رہ جائیں گے اور تمہیں خرچ  
کرنے کا ثواب بھی نہ ملے گا اور اگر تم خدا کی راہ میں خرچ کرو تو ثواب بھی پاؤ۔“  
اور راہِ خدا میں خیرات کرنے والوں کو قرضِ حسن دینے والا فرمایا اور انہیں  
معزز ثواب کی خبر سے نوازا:

۱ (خزائن العرفان)

۲ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



ترجمہ: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔ (کنز الایمان)

إِنَّ الْمُصَدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا  
اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعْفَ لَهُمْ وَلَهُمْ  
أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾  
(الحديد: ۱۸/۵۷)

”یعنی خوشدلی اور نیت صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا“۔<sup>۱</sup>

ان کے لئے عزت کا ثواب ہے، ”اور وہ پخت ہے“۔<sup>۲</sup>

ایک اور مقام پر فرمایا:

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور اپنے لئے جو بھلائی آئے گی بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔ (کنز الایمان)

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرَضُوا  
اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تَقَدَّمُوا  
لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ  
هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا  
الآية (المزمل: ۲۰/۷۳)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس قرض سے مراد زکوٰۃ کے سوا راہِ خدا میں خرچ کرنا اور صلہ رحمی میں اور مہمانداری میں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح مال حلال سے خوشدلی کے ساتھ راہِ خدا

۱ (خزائن العرفان)

۲ (خزائن العرفان)



میں خرچ کیا جائے۔<sup>۱</sup>

خیرات کرتے وقت رضائے الہی مقصود ہونے کہ دنیوی دکھاوا، مخلص متصدق جو فقط اللہ کی خوشنودی کی غرض سے خیرات کرے اس کے لئے بڑا اجر ہے:

لا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجُوْلِهِمْ اِلَّا مَن  
 اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ  
 بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَ مَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ  
 اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ  
 اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: ان کے اکثر مشوروں میں  
 کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا  
 اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور  
 جو اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے  
 عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔  
 (کنز الایمان)

اسی طرح فضائل صدقات میں اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ کے  
 مبارک فرمودات بھی بے شمار وارد ہیں، چنانچہ صدقہ کرنے والے کی روحانی طاقت کا  
 کیا خوب بیان فرمایا:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
 اللّٰهِ ﷺ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ  
 جَعَلَتْ تَمِيْدٌ وَتَكْفًا فَاَرْسَاَهَا  
 بِالْجِبَالِ فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ  
 الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ،  
 فَقَالَتْ: يَا رَبَّنَا! هَلْ خَلَقْتَ  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے  
 ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ  
 تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین ہلنے لگی  
 تو پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین میں  
 گاڑ دیا تو زمین ٹھہر گئی، فرشتوں نے  
 پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب کیا بولے، الہی

۱ (خزان العرفان)

فضائل صدقات



خَلْقًا أَشَدَّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ الْحَدِيدَ، قَالُوا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقًا أَشَدَّ مِنَ الْحَدِيدِ؟ قَالَ: النَّارَ. قَالُوا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقًا أَشَدَّ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: الْمَاءَ. قَالُوا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقًا أَشَدَّ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: الرِّيحَ، قَالُوا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقًا أَشَدَّ مِنَ الرِّيحِ؟ قَالَ: ابْنَ آدَمَ إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ فَأَخْفَاهَا مِنْ شِمَالِهِ“<sup>۱</sup>

کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ پختہ ہے، فرمایا ہاں لوہا ہے، عرض کی الہی کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہے، فرمایا ہاں آگ ہے، عرض کیا مولیٰ کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ قوی ہے؟ فرمایا، ہاں پانی ہے، بولے، اے رب کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا، ہاں ہوا ہے، عرض کی، اے پروردگار کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا، ہاں وہ

انسان جو داہنے ہاتھ سے خیرات کرے جسے بائیں ہاتھ سے چھپالے۔

”جیسے ہلکی کشتی و جہاز پانی پر ہلتا ہے اسی طرح زمین ہلتی تھی فرشتوں نے گمان کیا کہ اس سے لوگ نفع نہ اٹھا سکیں گے۔“<sup>۲</sup>

”مرقات نے فرمایا کہ پہلے بوقبیس پہاڑ پیدا ہوا پھر دوسرے پہاڑ، ان پہاڑوں سے زمین ایسی ٹھہر گئی جیسے جہاز میں وزن لا دینے سے دریا پر ٹھہر جاتا ہے

۱۔ سنن الترمذی، المجلد الرابع کتاب (۴۸) تفسیر القرآن، باب (۹۵)، ص ۲۹۳، الحدیث: (۳۳۶۹)  
 (مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۶) فضل الصدقة، ص ۳۶۵، الحدیث: (۱۹۲۳)  
 ۲۔ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۳-۱۱۴)



جنش نہیں کرتا، پہاڑ زمین میں ایسے گڑھے ہیں جیسے زمین میں مضبوط درخت، کہ پہاڑوں کی جڑیں دور تک پھیلی ہوتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالْتَقَىٰ فِي الْأَرْضِ مَوَاسِيٰٓ أَنْ تَبْيُذَّ بِكُمْ﴾ [النحل: ۱۶/۱۵] ترجمہ: اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے (کنز الایمان) (مخلص)

”فرشتوں کو حیرت یہ ہوئی کہ پہاڑوں نے اتنی بڑی زمین کو اس طرح دبوچ لیا کہ اسے ملنے نہیں دیتے، تو ان سے سخت تر مخلوق کون سی ہوگی، خیال رہے کہ پہاڑ زمین سے زیادہ وزنی نہیں، مگر جیسے جہاز کا سامان جہاز کے وزن سے کہیں ہلکا ہوتا ہے مگر جہاز کو ملنے نہیں دیتا، اسی طرح پہاڑ کا معاملہ ہے۔“

لوہا پہاڑ سے زیادہ مضبوط اس لئے فرمایا، ”کیونکہ لوہا پہاڑ کو توڑ دیتا ہے، پہاڑ لوہے کو نہیں توڑتا۔“

اور ”آگ لوہے کو پگھلا دیتی ہے، بلکہ زیادہ تیز ہو تو لوہے کو گلا کر پانی بنا دیتی ہے۔“

اور ”پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اگرچہ آگ پانی کو گرم بھی کر دیتی ہے اور جلا بھی دیتی ہے مگر کسی برتن کی مدد سے جبکہ پانی اس میں بند ہو، اگر آڑ ہٹا دی جائے تو پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے، لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں پانی قید میں رہ کر جلتا ہے۔“

نیز ”ہوا پانی سے لدے بادلوں کو اڑائے پھرتی ہے اور سمندر میں طلائم پیدا کر دیتی ہے جس سے وہاں طوفان برپا ہو جاتا ہے۔“

اور سخی شخص کو ان سب سے سخت اس لئے فرمایا، ”کیونکہ ایسا سخی اس سرکش

۱۔ (مرآة المناجیح شرح مشكاة الصانع، ج ۳، ص ۱۱۳-۱۱۴)



نفس کو تابعدار کر لیتا ہے جو پہاڑ سے زیادہ سخت سمندر و ہوا سے زیادہ طوفانی ہے، نفس اولاً تو بخل سکھاتا ہے جب سخاوت کی جائے تو دکھلاوے کو پسند کرتا ہے، یہ خفیہ سخاوت کرنے والا نفس کی دونوں خواہشوں کو کچل دیتا ہے اور نفس کی آگ کو بجھا دیتا ہے لہذا بڑا بہادر ہے، نیز خفیہ صدقہ سے غضبِ الہی کی آگ بجھتی ہے، رضائے الہی حاصل ہوتی ہے، یہ نعمتیں پہاڑ، لوہے، آگ، پانی، ہوا سے حاصل نہیں ہو سکتیں، لہذا یہ صدقہ ان سب سے بہتر صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ سخاوتِ مال سے سخاوتِ حال افضل ہے، اور سخاوتِ حال سے سخاوتِ کمال بہتر، کہ سخاوتِ مال میں فقیر کی اسی زندگی کے دو ایک دن سنبھل جاتے ہیں، مگر حال و کمال کی سخاوت سے ہم جیسے مسکینوں کے دونوں جہان درست ہو جاتے ہیں، حضور انور ﷺ نے تاقیامت لوگوں کے دین و دنیا سنبھال دیئے، حضور انور ﷺ بڑے داتا ہیں، جیسے زمین پہاڑوں سے ٹھہری، ایسے ہی ہمارے دل کسی کی نگاہِ کرم سے ٹھہر سکتے ہیں ورنہ دل کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔<sup>۱</sup>

جو مال صدقہ کر دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بقاء پا جاتا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی محافظت میں داخل ہو جاتا ہے اور ان شاء اللہ بروز قیامت وہ اجر و ثواب کی صورت میں انسان کو نفع پہنچائے گا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا  
ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَا  
بَقِيَ مِنْهَا؟" قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (فرماتی ہیں) کہ اہل بیت نے بکری ذبح کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس میں

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۳-۱۱۴)



كَيْفَهَا. قَالَ: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ" سے کیا بچا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے  
جواب دیا کہ کندھے کے سوا کچھ نہیں  
كَيْفَهَا"۔<sup>۱</sup>

بچا، آپ ﷺ نے فرمایا: کندھے کے سوا سب بچ گیا۔

”یعنی سارا گوشت خیرات کر دیا گیا صرف شانہ بچا ہے غالباً یہ گھر کے خرچ  
کے لئے رکھا گیا ہوگا اور یہ بکری صدقہ کے لئے ذبح نہ کی گئی ہوگی، کہ صدقہ کا گوشت  
گھر کے خرچ کے لئے نہیں رکھا جاتا“۔<sup>۲</sup>

ملا علی قاری فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جو  
تمہارے پاس باقی ہے وہ بقاء میں نہیں اس فرمان میں قرآن پاک کی اس آیت کی  
طرف اشارہ ہے: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْقَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ﴾ [النحل: ۱۶/۹۶]  
ترجمہ: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا  
ہے۔ (کنز الایمان)<sup>۳</sup>

ایک حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
فَرَمَاتُ هِيَ، رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نِي فرمایا،  
حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۸) صفة القيامة والدقائق والورع، باب (۳۳)،  
ص ۳۶۸، الحدیث: ۴۴۷۰)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزكاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الثاني،  
ص ۳۶۳، الحدیث: ۱۹۱۹)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۰)

۳ (مرقاة المفاتیح، تحت الحدیث: ۱۹۱۹)



مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ  
 لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيَّمَنَ  
 مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، فَيَنْظُرُ أَشْأَمَ  
 مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، فَيَنْظُرُ بَيْنَ  
 يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ،  
 فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ“<sup>۱</sup>

تم میں سے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کلام  
 فرمائے گا جبکہ اس کے اور اس کے رب  
 کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا اور نہ  
 کوئی پردہ، جو اس کے لئے رُکاوٹ کا  
 سبب بنے، جب اپنے دائیں دیکھے گا تو  
 صرف ان (اعمال) کو دیکھے گا جو آگے

بھیجے، اور جب بائیں دیکھے گا تو صرف وہ (اعمال) دیکھے گا جو آگے بھیجے اور اپنے  
 سامنے آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا، تو آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کی قاش ہی سے۔

”اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک کو رب کا دیدار بھی  
 ہوگا اور ہر ایک رب کا کلام بھی سنے گا مگر صالحین کو رحمت کا دیدار و کلام ہوگا بدکاروں  
 سے غضب قہر کا قرآن مجید میں جو ارشاد باری ہے کہ ہم سے کلام نہ کریں گے ہم ان کو  
 دیکھیں گے نہیں، وہاں رحمت و کرم کا دیدار و کلام مراد ہے۔“<sup>۲</sup>

۱ (صحیح البخاری، المجلد الرابع، کتاب (۸۱) الرقاق، باب (۴۸) القصاص يوم القيامة،  
 ص ۲۱۸، الحدیث: ۶۵۳۹)

صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۲۰) الحث علی الصدقة إلخ، ص ۳۱۴،  
 الحدیث: ۶۷- (۱۰۱۶)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۸) صفة القيامة، ص ۴۳۰، الحدیث: ۲۴۱۵)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الأول، المقدمة، ص ۱۱۶، الحدیث: ۱۸۵)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۶۳) القليل في  
 الصدقة، ص ۷۸، الحدیث: ۲۵۵۲)

(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، کتاب أحوال القيامة و بدء الخلق، باب (۳) الحساب  
 والقصاص والميزان، الحدیث: ۵۵۵۰)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۷، ص ۳۸۳)



”ہر چہار طرف اعمال ہوں گے بیچ میں عامل ہوگا اپنے ہر عمل کا نظارہ کرے گا“، ”یعنی حساب یہاں ہو رہا ہوگا اور دوزخ کی آگ سامنے سے نظر آرہی ہوگی کیسا بھیا تک نظارہ ہوگا خدا کی پناہ“۔

”دوزخ سے بچنے کا اعلیٰ ذریعہ صدقہ و خیرات ہے صدقہ اگرچہ معمولی ہو اخلاص سے وہ بھی آگ سے بچالے گا وہاں صدقہ کی مقدار نہیں دیکھی جاتی وہاں صدقہ والے کی نیت پر نظر ہوتی ہے کھجور کی قاش کی ہی خیرات کر دو شاید وہ ہی دوزخ سے بچالے یا یہ مطلب ہے کہ کسی کا معمولی حق بھی نہ مارو کہ وہ بھی دوزخ میں بھیج دے گا کسی کی کھجور کی قاش اس کی بغیر اجازت نہ لو“۔<sup>۱</sup>

علامہ بدرالدین عینی اور ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ انسان جب پریشان ہو جاتا ہے تو دائیں بائیں نظریں دوڑاتا ہے تاکہ مدد حاصل کر سکے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، اس کا دائیں بائیں پھرنا اس لئے بھی ہو سکتا ہے کہ آگ سے بچنے کی کوئی صورت پالے مگر وہ ہر طرف آگ کے سوا کچھ نہیں پاتا۔

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی قاش کے ذریعہ، یعنی جب تم بندے کی بروز قیامت اس حالت کو جان چکے تو اس سے بچنے کی سبیل کرو اور کسی پر ظلم نہ کرو اور صدقہ دیا کرو چاہے کھجور کی قاش کے ذریعہ ہو، آدھی کھجور کے ذریعہ یا تھوڑی ہی پر اکتفاء کرو، معنی یہ ہیں کہ جو بھی چیز (اگرچہ خفیف ہو) میسر آجائے اسی سے صدقہ کرو کیونکہ

۱ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۷، ص ۳۸۳)



یہ تمہارے اور آگ کے درمیان حائل ہونے والا پردہ ہوگی، (جامع صغیر کی حدیث شریف ہے) بے شک صدقہ جنت ہے اور جنت کی طرف وسیلہ ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا عَائِشَةُ اسْتَتِرِي مِنَ النَّارِ، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّهَا تُسَدُّ مِنَ الْجَائِعِ مَسَدَهَا مِنَ الشُّبْعَانِ."<sup>۲</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی ایک قاش کے ذریعہ، بے شک وہ کھجور بھوکے سے اس کی شکم سیری کی رکاوٹ کا خاتمہ کرتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک باندی خریدی تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کی اے محمد ﷺ اس باندی کو اپنے گھر سے نکال دیجئے یہ جہنمی ہے، تو سیدہ عائشہ نے اسے کھجور دے کر گھر سے روانہ کر دیا اس نے رستے میں آدھی کھجور کھالی اور آدھی صدقہ کر دی تو جبریل علیہ السلام پھر حاضر ہوئے اور عرض کی، اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ اس باندی کو واپس اپنے گھر لوٹالیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اُسے جہنم سے آزاد کر دیا ہے کیونکہ اس نے آدھی کھجور خیرات کی ہے۔<sup>۳</sup>

۱ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: ۵۵۵۰)

(عمدة لقاری شرح صحیح البخاری تحت الحدیث: ۶۵۳۹)

۲ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الثامن، عائشة رضی اللہ عنہا، ص ۱۲۰، الحدیث: ۲۵۰۰۶)

۳ (نزہة المجالس، المجلد (۲)، باب فی فضل الصدقة، ص ۳)



حدیث شریف میں ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ: الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ النِّحْطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ" (الحدیث)<sup>۱</sup>

حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز (ایمان کی) دلیل ہے، اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور صدقہ کوتاہیوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ کو پانی۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ"<sup>۲</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

”یعنی خیرات کرنے والے سخی کی زندگی بھی اچھی ہوتی ہے کہ اولاً تو اس پر دنیوی مصیبتیں آتی نہیں، اور اگر امتحانا آ بھی جائیں، تو رب تعالیٰ کی طرف سے اسے

۱ (سنن الترمذی، المجلد الأول، أبواب السفر، باب (۴۳۳) ما ذکر فی فضل الصلاة، ص ۴۴۷، الحدیث: ۴۱۶)

۲ (سنن الترمذی، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۲۸) ما جاء فی فضل الصدقة، ص ۴۷۸، الحدیث: ۶۶۳)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثاني، الحدیث: ۱۹۰۹)



سکون قلبی نصیب ہوتا ہے جس سے وہ صبر کر کے ثواب کما لیتا ہے غرض کہ اس کے لئے مصیبت معصیت لے کر نہیں آتی مغفرت لے کر آتی ہے، معصیت والی مصیبت خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور مغفرت والی مصیبت اللہ کی رحمت لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سخیوں پر مصیبتیں آجاتی ہیں، عثمان غنی جیسے سخی بڑی بے دردی سے شہید کئے گئے۔

”بری موت سے مراد خرابیِ خاتمہ ہے یا غفلت کی اچانک موت یا موت کے وقت ایسی علامت کا ظہور ہے جو بعد موت بدنامی کا باعث ہو، اور ایسی سخت بیماری ہے جو میت کے دل میں گھبراہٹ پیدا کر کے ذکر اللہ سے غافل کر دے، غرض کہ سخی بندہ ان تمام برائیوں سے محفوظ رہے گا، میرے پاک نبی سچے، اُن کا رب سچا، اللہ تعالیٰ اُنکے طفیل ہم سب کو سخاوت کی توفیق دے اور یہ نعمتیں عطا فرمائے۔“

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،  
 کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، کہ  
 تین باتیں ایسی ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں  
 اور ایک بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں، اسے یاد  
 رکھو وہ تین باتیں جن پر میں قسم فرماتا ہوں وہ  
 یہ ہیں کہ کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے  
 کم نہیں ہوتا، اور ہر وہ ظلم جو اس پر کیا جائے

عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ رضی اللہ عنہ  
 أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 يَقُولُ: "ثَلَاثٌ أَقْسِمُ عَلَيْنَّ،  
 وَأَحَدُهُنَّكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ"  
 قَالَ: "مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ  
 صَدَقَةٍ، وَلَا ظَلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً  
 صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا

۱ (مرآة المناجیح شرح معکاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۰۳)



زَادَ اللَّهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ  
 بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ  
 عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، أَوْ كَلِمَةً  
 نَحْوَهَا، وَأَحْلَيْتُكُمْ حَدِيثًا  
 فَاحْفَظُوهُ“ قَالَ: ”إِنَّمَا  
 الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٌ رَزَقَهُ  
 اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي  
 فِيهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيهِ رَحْمَتُهُ،  
 وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا  
 بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ  
 اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا  
 فَهُوَ صَادِقُ النَّيَّةِ يَقُولُ: لَوْ  
 أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ  
 فُلَانٍ فَهُوَ بَيْنَتِهِ فَأَجْرُهُمَا  
 سَوَاءٌ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا  
 وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا يَخْبِطُ فِي  
 مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَلَا يَتَّقِي فِيهِ  
 رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحْمَتُهُ،  
 وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا

اللہ تعالیٰ اس ظلم کی وجہ سے اس کی عزت  
 بڑھاتا ہے، اور جو کوئی (اپنے لئے) مانگنے کا  
 دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا درکھول  
 دیتا ہے۔ اور تمہیں ایک اور بات بتا رہا ہوں  
 اُسے یاد رکھو، فرمایا، دنیا چار قسم کے بندوں کی  
 ہے، ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال اور علم دیئے  
 تو وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، رشتہ  
 داروں سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے، اور  
 اس مال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان کے  
 حق کے مطابق عمل کرتا ہے، تو یہ بہترین درجوں  
 میں ہے، اور ایک وہ بندہ جسے اللہ نے علم دیا  
 مال نہ دیا، لیکن وہ سچی نیت والا ہے، کہتا ہے کہ  
 اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کے لئے  
 کام کرتا، ان دونوں کا ثواب برابر ہے، اور  
 ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور علم  
 نہ دیا، تو وہ اپنے مال میں بغیر علم کے خلط ملط ہی  
 کرتا ہے، اس میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا،  
 اپنے رشتہ داروں سے سلوک نہیں کرتا اور نہ  
 اس میں حق کے مطابق عمل کرتا ہے، تو یہ

فضائل صدقات



بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ  
اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ  
أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ  
فَهُوَ بِنَيْتِهِ، فَوَزَّرَهُمَا سَوَاءً<sup>۱</sup>۔

خبیث ترین درجہ والا ہے، اور ایک وہ  
بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا اور نہ  
علم، تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال  
ہوتا تو میں اس میں فلاں کی طرح کام

کرتا تو وہ اپنی نیت پر ہے، اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔

”یعنی تین خبریں قسم سے بیان کرتا ہوں اور ایک خبر بغیر قسم کے خیال رہے  
کہ حضور انور کی خبر خواہ قسم سے ہو یا بغیر قسم بالکل حق اور درست ہے حضور کی خبر کا  
درست ہونا ایسا ہی لازم و ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی خبر کا حق ہونا لازم ہے کہ رب  
تعالیٰ کا جھوٹ بھی ناممکن ہے اور نبی کا جھوٹ بھی ناممکن اگرچہ وہ بالذات ہے۔ یہ  
محال یا بغیر جیسے رب تعالیٰ کی قسمیں تاکید کے لئے ہوتی ہیں ایسے ہی حضور انور کی  
قسمیں تاکید کلام کے لئے ہیں“۔<sup>۲</sup>

”یہاں صرف اُقْسِمُ فرما کر قسم کھائی گئی وَاللّٰهِ يَا اللّٰهُ نہیں فرمایا یہ بھی قسم کا  
ایک طریقہ ہے۔ صدقہ سے مراد ہر خیرات ہے فرضی ہو یا نفلی تجربہ شاہد ہے کہ خیرات  
سے مال بڑھتا ہے گھٹتا نہیں آزما کر دیکھ لو میرا رب سچا اور اس کے رسول سچے ﷺ  
صدقہ سے دنیا میں برکت آخرت میں ثواب ہے (حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۱۷) ما جاء مثل الدنيا إلخ، ص ۲۹۵، الحدیث: ۲۳۲۵)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الرابع، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۲۶) النية، ص ۵۲۳، الحدیث: ۴۲۲۸)

(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، کتاب الرقاق، باب (۳) استحباب المال والعمر للطاعة، الحدیث: ۵۲۸۷)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۷، ص ۱۰۱۳۹۹)



رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) فقیر کا تجربہ تو یہ ہے کہ صدقہ والے مال کو عموماً حاکم، حکیم، وکیل، چور، نہیں کھاتے دنیاوی نقصانات بھی بہت کم ہوتے ہیں۔

”یہاں صبر سے مراد اخلاقی صبر ہے نہ کہ مجبوری کا صبر، صبر معانی، تحمل کی

جو بات منسوخ ہیں ان میں مجبوری کا صبر ہی مراد ہے رب فرماتا ہے: ﴿فَاعْفُوا

وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِ ؕ﴾ [البقرة: ۱۰۹/۲] ترجمہ: تو تم چھوڑو اور درگزر کرو

یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے (کنز الایمان) چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے دربار میں

آئے ہوئے اپنے بھائیوں کو معافی دی۔ حضور انور ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر تمام

اہل مکہ کو معافی دے دی جن سے عمر بھر ظلم و ستم دیکھے تھے دیکھ لو آج تک ان حضرات کی

واہ واہ ہو رہی ہے۔ یہ ہے عزت بڑھنا،

صدقہ اس انعام کے قربان اس احسان کے

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ“

”تجربہ شاہد ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کے پاس اولاً تو مال جمع ہوتا ہی نہیں

اگر ہو جاوے تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے جمع کر کے چھوڑ جاتے ہیں ان کے مال

میں برکت نہیں ہوتی۔ مرقات میں ان کی مثال اس کتے سے دی ہے جو منہ میں ٹکڑا

لئے شفاف و صاف نہر پر گزرے اس میں اپنے عکس کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ دوسرا کتا ہے

اس سے ٹکڑا چھین لینے کے لئے اس پر منہ پھاڑ کر حملہ کرے اپنا ٹکڑا بھی کھو بیٹھے۔“

حدیث شریف میں ”علم سے مراد علم دین ہے معلوم ہوا علم دین بھی اللہ

تعالیٰ کی دنیاوی نعمتوں سے ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مال سانپ ہے علم

دین تریاق۔ ہمیشہ تریاق کے ساتھ زہر مفید ہوتا ہے بغیر تریاق ہلاک کر دیتا ہے۔“

فضائل صدقات



اور حدیث شریف میں بِحَقِّهِ ”ان کے حق کے مطابق عمل کرتا ہے“ کے بارے میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ”اگرچہ بِحَقِّهِ میں سارے سلوک صدقات داخل ہیں مگر چونکہ عزیزوں قرابت داروں کے حقوق ادا کرنا بہترین عبادت ہے، اور تمام صدقات میں اعلیٰ و افضل اس لئے اس کا ذکر علیحدہ فرمایا گیا۔“

پہلے شخص کے متعلق حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ وہ بہترین درجوں میں ہے تو وہ ”اس لئے کہ یہ شخص دین و دنیا دونوں جگہ سرخرو شاد آباد رہے گا کیوں کہ وہ مال کمائے گا حکم الہی کے مطابق خرچ کرے گا اسی کے مطابق جمع کرے گا۔ اسی فرمان کے ماتحت مال کی آمد۔ جمع خرچ سب شریعت کے مطابق چاہئے۔“

اور بغیر علم کے خلط ملط کرنے سے مراد، ”یعنی حرام و حلال طریقے سے مال کماتا ہے اور ہر حلال حرام جگہ خرچ کرتا رہتا ہے نہ خود عالم ہے نہ علماء کی بات مانتا ہے جیسا کہ آج کل عام امیروں کا حال ہے۔“

اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا کہ ”ایسے لوگ اگر کبھی اچھی جگہ خرچ بھی کرتے ہیں تو اپنی ناموری کے لئے خرچ کرتے ہیں مگر بے فائدہ بلکہ مضر۔“

اور رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے والے کو خبیث ترین درجہ والا فرمایا، ”کیونکہ اس کا مال اس کے لئے وبال ہے مال کی وجہ سے اس پر گناہوں کے دروازے بہت کھل جاتے ہیں وہ مال کے نشہ میں نہ کرنے والے کام کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ عثمانی مال دے ابو جہلی مال سے بچائے۔“ (آمین)

تیسرے اور چوتھے شخص کے بارے میں فرمایا کہ، ان دونوں کا گناہ برابر ہے کیونکہ چوتھا، ”بد نصیب بغیر کچھ کئے سب کچھ کر رہا ہے کرنے والوں کے ساتھ

فضائل صدقات



دوزخ میں جا رہا ہے۔<sup>۱</sup>

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
مِسْكِينًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ، وَلَيْسَ  
فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ، فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ  
لَهَا: أُعْطِيهَا إِيَّاهُ، فَقَالَتْ: لَيْسَ لَكَ  
مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: أُعْطِيهَا  
إِيَّاهُ. قَالَتْ: فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أَمْسَيْنَا  
أَهْدَى لَهَا أَهْلُ بَيْتٍ، أَوْ إِنْسَانٌ مَا  
كَانَ يَهْدِي لَهَا شَاءَ وَكَفَّنَهَا  
فَدَفَعْتُهَا عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: كُلي مِن  
هَذَا خَيْرٌ مِّنْ قُرْصِكَ.<sup>۲</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے  
کہ ایک مسکین نے آپ سے سوال کیا  
جبکہ آپ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں  
اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا  
تو آپ نے اپنی باندی سے فرمایا اسے وہ  
روٹی دے دو، تو باندی نے کہا آپ کے  
لئے کیا بچے گا کہ افطار فرما سکیں؟ مگر سیدہ  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ فرمایا،  
اسے وہ روٹی دے دو، باندی نے کہا تو  
پھر میں نے ایسا ہی کیا، جب شام ہوئی تو

گھر والوں میں سے یا کسی اور نے آپ کے لئے ایک بکری تحفہ بھیجی تو آپ نے وہ مجھے  
دی اور فرمایا کھاؤ یہ تمہارے اس روٹی کے ٹکڑے سے بہتر ہے۔

یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ سائل کو تہی دست نہیں لوٹاتے اگرچہ دینے کے  
بعد کچھ بھی نہ بچے اسی کو جو د کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے توکل کے سبب اللہ تعالیٰ  
انہیں بہتر سے بہتر عطا کرتا ہے۔

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۷، ص ۱۰۱ تا ۹۹)

۲ (شُعَبُ الْإِيمَانِ، المجلد الثالث، باب (۱۴) فِي الزَّكَاةِ، فصل فيما جاء في الإيثار، ص ۲۶۰،

الحديث: ۳۳۸۲)



حضرت یافعی کسی کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ سائل کو دے تو اس عورت نے سائل کو چار انڈے دے دیئے۔ جب وہ واپس لوٹا تو انڈوں کا ٹوکرا لیتا آیا، اس نے اپنی بیوی سے کہا، تو نے کتنے انڈے صدقہ کئے تو اس نے کہا چار پھر شوہر نے پوچھا تیرے پاس کتنے آئے کہنے لگی تیس، تو اس شخص کو حیرت ہوئی کہا، تو نے چار صدقہ کئے اور ہمارے پاس تیس آئے حساب نہیں مل پارہا؟ کیونکہ ہر بھلائی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے، تو بیوی نے کہا، اس میں دس ٹوٹے ہوئے بھی تو ہیں کیونکہ میں نے جو چار انڈے صدقہ کئے تھے ان میں ایک انڈہ ٹوٹا ہوا تھا۔<sup>۱</sup>

عَنْ عُقَبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "كُلُّ امْرِي فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ". قَالَ يَزِيدُ: فَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ مَرْتَدًّا لَا يُخْطِئُهُ يَوْمٌ إِلَّا تَصَدَّقَ فِيهِ بِشَيْءٍ، وَلَوْ بِكَعْكَةٍ أَوْ بَصَلَةٍ.<sup>۲</sup>

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلہ فرما دیا جائے، یزید نے کہا: ابوالخیر مرثد کا معمول تھا کہ روزانہ بلا ناغہ کچھ نہ کچھ صدقہ فرماتے اگرچہ راستہ کی زکاوت ہٹا کر یا پیاز صدقہ کر کے۔

۱ (نزہۃ المجالس، المجلد الثانی، باب فی فضل الصدقہ، ص ۱۱)

۲ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الخامس، مسند عقبہ بن عامر، ص ۸۹۵، الحدیث: ۱۷۴۶۶)

(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، جماع أبواب صدقة التطوع، باب (۱۲۰) التحريض على الصدقة وإن قلت، ص ۲۹۷، الحدیث: ۷۷۵۱)  
(شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، ص ۲۱۲، الحدیث: ۳۳۳۸)



حضرت مرشد بن ابی عبداللہ یزنی سے مروی ہے کہ وہ پہلے مصری تھے جو مسجد میں جایا کرتے تھے راوی فرماتے ہیں کہ میں آپ کو جب بھی مسجد جاتے دیکھتا، یا تو آپ کی آستین میں صدقہ ہوتا یا پیسے یا روٹی یا گیہوں ہوتا۔ راوی فرماتے ہیں، تو آپ فرماتے اے ام حبیب کے بیٹے میں اپنے گھر میں اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں پاتا کہ جو صدقہ کروں بے شک مجھے ایک صحابی رسول ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہے۔<sup>۱</sup>

صدقہ دینے والوں کے لئے قبر و حشر میں آگ سے حفاظت کی خوشخبری

سنائی گئی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے، اور بلاشبہ ہر مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُورِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ."<sup>۲</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے

رَوَى عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّهَا

۱ (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الصدقة والحث عليها إلخ، ص ۱۱، الحديث: ۲۸)

۲ (شُعَبُ الْإِيمَانِ، المجلد الثالث، باب (۲۲) الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، ص ۲۱۲، الحديث: ۳۳۷۷)



قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتِنَا عَنِ  
الْصَّدَقَةِ؟ فَقَالَ: "إِنَّهَا حِجَابٌ مِنَ  
النَّارِ لِمَنْ احْتَسَبَهَا يَبْتَغِي بِهَا  
وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ" ۱

مروی ہے، فرماتی ہیں، کہ آپ نے عرض کی یا  
رسول اللہ صدقہ کے بارے میں ہماری راہ  
نمائے فرمائیے! فرمایا، جو کوئی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا  
کی خاطر صدقہ کرے تو وہ (صدقہ) اس

کے اور آگ کے درمیان پردہ بن جاتا ہے۔

ایک شخص خراساں سے بصرہ کو گیا تو اس نے حبیب عجمی کے پاس دس ہزار  
درہم بطور امانت رکھے اور کہا کہ جب میں مکہ سے واپس آؤں تو ان درہم سے بصرہ  
میں ایک گھر لے لینا اسی دوران لوگوں کو آٹے کی مہنگائی کا سامنا کرنا پڑا تو حبیب عجمی  
نے ان پیسوں سے آٹا خرید کر صدقہ کر دیا، ان سے پوچھا گیا کہ اُس نے تو آپ سے  
گھر خریدنے کے لئے کہا تھا؟ تو جواب دیا کہ میں نے اُس کے لئے جنت میں گھر  
لے لیا ہے! اگر وہ اس پر راضی ہوگا تو ٹھیک ورنہ میں اُسے دس ہزار درہم واپس دے  
دوں گا۔ پھر جب وہ لوٹا تو پوچھا، اے ابو محمد کیا آپ نے گھر خریدا؟ جواب دیا ہاں،  
محلّات، نہروں اور درختوں کے ساتھ تو وہ شخص بہت خوش ہوا پھر حبیب نے پوچھا،  
اُس میں رہنا چاہتے ہو؟ میں نے تو وہ گھر اللہ تعالیٰ سے جنت میں خریدا ہے! تو اُس  
شخص کی خوشی مزید بڑھ گئی، اس کی بیوی بولی، اس سے ضمانت لکھوا لو (کہ جنت میں  
گھر پکا ہے) تو حبیب عجمی نے لکھا، بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ جو گھر حبیب عجمی نے دس  
ہزار درہم میں اللہ تعالیٰ سے فلاں بن فلاں کے لئے جنت میں خریدا ہے اس کی ادائیگی

۱ (مجمع الزوائد، باب فضل الصدقة، ۱۱۱/۳)



اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شخص فوت ہو گیا اور وصیت کر گیا تھا کہ میرے کفن میں یہ رقعہ ڈال دینا (تدفین کے بعد) جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص کی قبر پر ایک رقعہ ہے جس پر حبیب عجمی کے لئے جنت میں خریدے ہوئے گھر سے برأت نامہ ہے تو اس مکتوب کو حبیب عجمی نے لیا اور بہت روئے اور فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے لئے خلاصی نامہ ہے۔<sup>۱</sup>

اسی طرح راہِ خدا ﷻ میں خیرات کرنے والے شیطان کے شر سے بھی محفوظ رہتے ہیں:

وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُخْرِجُ رَجُلٌ شَيْئًا مِنَ الصَّدَقَةِ حَتَّى يَفُكَّ عَنْهَا لَحْيِي سَبْعِينَ شَيْطَانًا."<sup>۲</sup>

حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کوئی چیز صدقہ کرتا ہے تو اس صدقہ کی برکت سے اس سے ستر

شیاطین کے جڑے (یعنی حربے) روک دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص کپڑے دھوتا تھا، اور لوگوں کے کپڑے آپس میں تبدیل کر دیتا، لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے متعلق بتایا، تو آپ نے دعا کی اے اللہ اسے ہلاک فرمادے، ایک روز وہ شخص اپنے معمول

<sup>۱</sup> (نزہۃ المجالس، المجلد الثانی، باب فی فضل الصدقہ، ص ۶)

<sup>۲</sup> (مسند الرویانی، المجلد الأول، ص ۶۸، الحدیث: ۱۸)

(السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد الرابع، کتاب الزکاة، باب (۱۳۴) کراہیۃ البخل والشح والافتار، ص ۳۱۳-۳۱۵، الحدیث: ۷۸۱۹)

(المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الأول، ص ۳۰۸، الحدیث: ۱۰۳۳)



کے مطابق نکلا جبکہ اس کے پاس تین روٹیاں تھیں ایک سائل آیا تو اس نے ایک روٹی اُسے دے دی، تو اس سائل نے دعا دی، اللہ تعالیٰ تجھ سے مصائب سماویہ کا شر دور فرمائے، دھو بی اس دعا سے حیران ہوا تو ایک اور روٹی دے دی، اس پر سائل نے دعا دی اللہ تعالیٰ تجھے آفتوں سے بچائے تو اُس نے تیسری روٹی بھی دے دی، اس پر دعا دی، اللہ تعالیٰ تجھے اچھی توبہ کی نصیحت فرمائے۔

پھر ایک دفعہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کے سبب) ایک سانپ اسے مارنے کے لئے اس کے کپڑوں میں داخل ہو گیا، اچانک ایک فرشتے نے آکر لوہے کی چابک سے سانپ کو نکال پھینکا تو دھو بی دوبارہ درست ہو گیا۔ پھر لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جا کر ماجرا بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے اسے بلایا اور فرمایا، تو نے کونسی بھلائی کی ہے؟ تو اُس نے عرض کی میں نے تین روٹیاں صدقہ کی ہیں پھر آپ علیہ السلام نے سانپ سے پوچھا تو نے اسے قتل کیوں نہ کیا؟ سانپ نے عرض کی، اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مجھے اسے مار ڈالنے کا حکم فرما دیا مگر جب اس نے سائل پر صدقہ کیا تو میرے پاس ایک فرشتے نے آکر اس چابک سے نکال پھینکا لوگ اس بات سے بہت متعجب ہوئے اور دھو بی نے توبہ کر لی۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

(نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص ۸)

فضائل صدقات



میں نے عرض کی، یا رسول اللہ نماز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟، جواب ارشاد فرمایا، تمام عمل ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے نفس میں افضل یا بہتر عمل کو چھوڑ دیا ہے، فرمایا، وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی روزہ، فرمایا، بہتر ہے اور وہاں نہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ کون سا صدقہ اور ایک کلمہ ذکر کیا میں نے عرض کی اگر میں اس کی طاقت نہ رکھتا ہوں تو؟ فرمایا، اپنا بچا ہوا کھانا صدقہ کرو، میں نے عرض کی اگر یہ بھی نہ کروں تو؟ فرمایا، کھجور کی ایک قاش صدقہ کر، عرض کی کہ اگر ایسا بھی نہ کروں تو؟ فرمایا اچھی بات کہہ (کہ یہ بھی صدقہ ہے)، عرض کی اگر یہ بھی نہ کروں تو؟ فرمایا، لوگوں کو شتر سے بچا کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرے گا، عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ کروں تو؟

فضائل صدقات

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: "تَمَامُ الْعَمَلِ". قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَرَكْتُ أَفْضَلَ عَمَلٍ فِي نَفْسِي أَوْ خَيْرَهُ؟ قَالَ: "مَا هُوَ؟"، قُلْتُ: الصَّوْمُ. قَالَ: "خَيْرٌ وَلَيْسَ هُنَاكَ". قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَآيُ الصَّدَقَةِ وَذَكَرَ كَلِمَةً. قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَقْدِرْ؟ قَالَ: "بِفَضْلِ طَعَامِكَ". قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: "بِشَقِي تَمْرَةٍ". قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: "بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ". قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: "دَعِ النَّاسَ مِنْ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ". قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟



قَالَ: "تُرِيدُ أَنْ لَا تَدَعَ فَيْكَ مِثْلَ الْخَيْرِ شَيْئًا"۔  
 فرمایا، تو چاہتا ہے کہ خود میں کوئی بھلائی  
 نہ چھوڑے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ آٹھ درہم لے کر قمیص خریدنے کے لئے بازار  
 تشریف لے گئے، راستہ میں آپ نے ایک کنیز کو روتے دیکھا تو اس سے وجہ دریافت  
 فرمائی، عرض کی میں اپنے گھر والوں کے کام سے دو درہم لے آئی تھی وہ مجھ سے کھو  
 گئے ہیں تو آپ ﷺ نے اُسے دو درہم عنایت فرمادیئے۔ پھر دوبارہ بازار کی طرف  
 تشریف لے چلے وہاں سے چار درہم کی قمیص خرید فرمائی جاتے ہوئے ایک بوڑھے  
 شخص کو دیکھا جو صدادے رہا تھا کہ جو مجھے کپڑے پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا  
 لباس عطا فرمائے گا، تو آپ ﷺ نے اُسے وہ قمیص عنایت فرمادی، پھر دوبارہ بازار  
 لوٹے دو درہم کی قمیص خریدی پھر لوٹے تو رستہ میں ایک اور کنیز کو روتے دیکھا،  
 غمزدوں کے غم گسار آقا ﷺ نے اُس کی مزاج پرسی فرمائی، عرض کی مجھے دیر تک گھر  
 سے غائب رہنے کی وجہ سے اہل خانہ سے سزا کا خوف ہے، تو رحیم آقا ﷺ نے فرمایا،  
 میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتا ہوں، آپ اس کے (مالک کے) گھر تک گئے جب  
 دروازے پر پہنچے تو دستک دی اور سلام کیا، تو کسی نے سلام کا جواب نہ دیا، دوبارہ سلام  
 کیا کسی نے جواب نہ دیا تیسری بار سلام کیا تو جواب دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آپ  
 لوگوں نے سلام کا جواب کیوں نہ دیا تھا، عرض کرنے لگے ہم تو آپ کی آواز سے

۱ (مسند البزار، المجلد التاسع، الحسن عن أبي ذر، ص ۴۶۲، الحدیث: ۴۰۷۸)

(الترغیب والترہیب، المجلد الثانی، کتاب الصدقات، الترغیب فی الصدقة والحمد علیہا

إلخ، ص ۱۲، الحدیث: ۳۳)

(مجمع الزوائد، المجلد الثالث، باب فضل الصدقة، ص ۱۰۹)



برکت حاصل کرنا چاہتے تھے پھر آپ ﷺ نے اس باندی کے لئے معافی چاہی، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کے نام پر آزاد ہے پھر نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے لوٹے، اس سے زیادہ شرف والے آٹھ درہم میں نے نہ دیکھے تھے، ایک باندی کو امن مل گیا، دوسری کو ہم نے اس سے آزاد کرادیا اور ایک ننگے کو ہم نے اس سے کپڑے پہنادیئے۔ اس حکایت کو کتاب ”شرف المصطفیٰ“ میں نقل کیا گیا ہے۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الشُّوْءِ".<sup>۲</sup>

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ، ایک روز وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو کر چار درہم مانگنے لگا تو منصور بن عمار نے فرمایا، اسے جو چار درہم دے گا میں اس کے لئے چار دعائیں کروں گا تو ایک یہودی کا (مسلمان) غلام کھڑا ہوا اور اسے چار درہم دے دیئے پھر کہا اب اللہ تعالیٰ سے میرے لئے (چار) دعائیں فرمائیں، ایک میری آزادی کے لئے، دوسری یہ کہ میں فقیر ہوں لہذا غنی ہو جاؤں، تیسری یہ کہ میں گنہگار ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے اور چوتھی دعا یہ فرمائیں کہ میرا آقا (جو کہ یہودی ہے) وہ مسلمان ہو جائے۔ تو حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے دعا فرمائی، جب وہ غلام واپس لوٹا تو اس کے آقا نے کہا، دیر کیوں لگا دی؟ کہنے لگا میں

۱ (نزہۃ المجالس، المجلد الثانی، باب فی فضل الصدقة الخ، ص ۴)  
 ۲ (المعجم الكبير للطبرانی، المجلد الثالث، ص ۱۰۹، الحدیث: ۴۴۰۲)



منصور بن عمار کی مجلس میں گیا تھا اور میں نے وہاں چار درہم صدقہ کئے اور انہوں نے مجھے چار دُعائیں دی ہیں، میری آزادی کی دعا، تو آقا بولا (ٹھیک ہے) تم آزاد ہو، کہا، اور یہ دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ میرے نفقہ کی محتاجی دور فرمادے، تو اُس نے کہا، میں تجھے چار ہزار درہم دے دیتا ہوں، پھر غلام کہنے لگا تیسری دُعا آپ کے اسلام لانے کے لئے کی، تو آقا نے کہا، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اور چوتھی دُعا میں نے اپنی اور آپ کی مغفرت کے لئے کروائی ہے تو آقا کہنے لگا یہ میری دسترس میں نہیں تو اس (آقا) نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تو نے وہ سب کیا جو تیری قُدرت میں تھا اور میں وہ کرتا ہوں جو میری قُدرت میں ہے۔ میں نے تجھے، تیرے غلام اُس واعظ (منصور بن عمار) اور تمام حاضرین مجلس کو بخش دیا ہے۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ، فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّى الصَّدَقَةَ."<sup>۲</sup>  
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ کرنے میں چستی کیا کرو، بے شک صدقہ کو مصیبتیں ضرر نہیں پہنچا سکتیں (یعنی صدقہ بلاؤں سے انسان کے لئے ڈھال ہے)۔

۱ (نزہة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص ۵)

۲ (شُعَبُ الْإِيمَانِ، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع،

ص ۲۱۳، الحديث: ۳۳۵۳)



ایک شخص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرا بیٹا سمندری سفر پر گیا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا فرمائیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اس کی طرف سے صدقہ دو۔ اس وقت سمندر میں موجیں اٹھ رہی تھیں اور جہاز ڈوبنے کے قریب تھا پھر جب اس نے صدقہ دیا تو ایک کہنے والے کو کہتے سنا، اے سوارو! تم پر سلامتی ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک (صدقہ کا) مال قبول کر لیا، پھر جب بیٹا سفر سے لوٹا تو والد صاحب کو تمام قصہ بیان کیا۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَصَدَّقُوا، فَإِنَّ الصَّدَقَةَ فِكَائِكُمْ مِنَ النَّارِ".<sup>۲</sup>

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ دیا کرو بے شک صدقہ تمہارے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعُرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے (اپنے نبی) حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام کی جانب پانچ باتیں وحی فرمائیں،

۱ (نزہة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص ۱۴)

۲ (شُعَبُ الْإِيمَانِ، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع،

ص ۲۱۴، الحديث: ۳۳۵۵)



اَنْ يَّعْمَلَ بِهَا، وَيَأْمُرَ بِنِي إِسْرَائِيلَ  
 اَنْ يَّعْمَلُوا بِهَا، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ  
 إِلَى أَنْ قَالَ فِيهِ: "وَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ،  
 وَإِنْ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أُسِرَهُ  
 الْعَدُوُّ، فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ،  
 وَقَدَّمُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ فَقَالَ: أَنَا  
 أَفْدِيهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيلِ وَالكَثِيرِ فَفَدَى  
 نَفْسَهُ مِنْهُمْ". (الحديث) ۱

کہ ان پر وہ خود بھی عمل کریں، اور بنی  
 اسرائیل کو بھی عمل پیرا ہونے کا حکم صادر  
 فرمائیں، پھر حدیث بیان فرمائی اور  
 یہاں تک فرمایا، اور میں تمہیں صدقہ  
 کرنے کا حکم دیتا ہوں بے شک اس کی  
 مثال اس شخص کی سی ہے جسے دشمن نے  
 قید کر لیا، پھر اس کے ہاتھ گردن کی  
 طرف باندھ دیئے اور اُسے گردن

مارنے کے لئے آگے کیا تو اس نے کہا، میں تمہیں اپنا قلیل و کثیر سب فدیہ کے طور پر  
 دیتا ہوں (کہ تم مجھے چھوڑ دو) پھر اس نے اپنی جان کا فدیہ دیا (اور آزادی حاصل  
 کی)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح  
 والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چار سو درہم میں بیچی جا رہی تھی تو حضرت عثمان نے  
 فرمایا، یہ فارسِ اسلام کی زرہ ہے آئندہ کبھی نہیں بیچی جائے گی پھر انہوں نے غلام کو چار  
 سو درہم دیئے اور اس سے قسم لی کہ ان کو ہرگز نہ بتانا اور زرہ بھی لوٹا دی جب صبح ہوئی تو  
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں ایک تھیلا دیکھا جس میں چار سو تھیلیاں تھیں اور ہر  
 ہر تھیلی میں چار چار سو درہم تھے اور ہر درہم پر لکھا تھا کہ رحمٰن کا دیا عثمان بن عفان

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۵) الأمثال، باب (۳) ما جاء في مثل الصلاة والصيام  
 والصدقة، ص ۵۷۲، الحديث: ۲۸۶۳).



کو تو جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مبارک ہو عثمان۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحَدِيثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "حُسْنُ الْمَلَائِكَةِ نَمَاءٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ سُومٌ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، وَتَقِي مِئْتَةَ السُّوءِ". اللفظ للمشكاة<sup>۲</sup>

حضرت رافع بن مکیث جو حدیبیہ میں حاضر تھے، سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوش خلقی برکت ہے، اور بد خلقی نحوست، اور نیکی عمر بڑھاتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔

”اس کا تجربہ بارہا ہوا کہ خوش خلقی کی دنیا دوست ہوتی ہے بد خلق کے سب دشمن، گھروالے بھی اور باہروالے بھی، خوش خلق کی گھر و باہروالے سب تعظیم اور خدمت کرتے ہیں، بد خلق ہر جگہ سزا ہی پاتا ہے یہاں برکت و نحوست سے یہ ہی مراد ہے۔“<sup>۳</sup>

بُری موت سے بچاتا ہے سے مراد، ”یعنی سخی آدمی اچانک اور غفلت کی موت سے یوں ہی بے صبری و فسق و فجور و ظلم کی موت سے محفوظ رہتا ہے ان شاء اللہ اس کی موت ذکر و فکر نیک اعمال کی حالت میں آتی ہے بعد موت لوگ اُسے اچھائی

۱ (نزہۃ المجالس، المجلد الثانی، باب فی فضل الصدقة، ص ۱۳)

۲ (سنن ابی داؤد، المجلد الخامس، کتاب (۳۵) الأدب، باب (۱۳۳) فی حق المملوک، ص ۲۲۷، الحدیث: ۵۱۶۴)

(مشکاة المصابیح، کتاب النکاح، باب (۱۷) النفقات وحق المملوک، الفصل الثانی، الحدیث: ۳۳۵۹)

۳ (مرآة المناجیح شرح معکاة الصانع، ج ۵، ص ۱۶۷)



سے یاد کرتے ہیں، یوں ہی نیکیاں عمر بڑھاتی ہیں اس طرح کہ حکم الہی یوں ہے کہ فلاں بندہ اگر گناہ و بدکاری کرتا رہے تو اس کی عمر پچاس سال ہے اور اگر نیکیاں کرے تو اس کی عمر سو سال، یہ زیادتی عمر ایسی ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ دو امراض دفع کرتی ہے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ خدا کا حکم کوئی ٹال سکتا اور موت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيدُ فِي الْعُمُرِ، وَتَمْنَعُ مِيتَةَ السُّوءِ، وَيُذْهِبُ اللَّهُ الْكِبَرَ وَالْفَخْرَ."<sup>۲</sup>

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مسلمان کا صدقہ عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو روکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبر اور بڑائی کو مٹاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں بیان فرمایا:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبِيَدِهِ عَصَا، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قُنُوقَ حَشْفٍ، فَجَعَلَ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ دستِ اقدس میں لاٹھی لئے تشریف لائے جبکہ ایک شخص نے خشک کھجور کا گچھا لٹکایا

۱ (مرآة الناجح شرح مشكاة المصابيح، ج ۵، ص ۱۶۷)

۲ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد السابع عشر، ص ۲۲، الحديث: ۳۱)



يَطْعَنُ فِي ذَلِكَ الْقُنُوءِ، فَقَالَ: «لَوْ  
شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّلْفَةِ تَصَدَّقَ  
بِأَطْيَبَ مِنْ هَذَا، إِنَّ رَبَّ هَذِهِ  
الصَّلْفَةِ يَأْكُلُ حَشْفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»<sup>۱</sup>  
ہوا تھا، تو آپ نے اس گھجے کو لاٹھی سے مارنا  
شروع کیا اور فرمایا، اگر یہ شخص چاہتا تو اس سے  
بہتر صدقہ کر سکتا تھا بے شک اس کا صدقہ کرنے  
والا بروز قیامت خشک کھجوریں کھائے گا۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص اور اس کے گھر والے تین روز تک بھوکے رہے تو  
اس کی بیوی نے اسے ایک درہم دیا کہ اس سے کھانا لے آئے تو رستہ میں اس شخص نے  
ایک شخص کو دوسرے سے ایک درہم مانگتے دیکھا تو اس نے وہ درہم اس منگتے کو دے دیا  
اور آ کر اپنی بیوی کو بتایا تو اس نے کہا آپ نے اچھا کیا پھر اس نے اپنے شوہر کو اون  
کاتنے کا تکلہ دیا تو اسے شوہر نے بیچا اور اس سے ایک مچھلی خریدی جس سے ایک موتی  
نکلا اس نے وہ موتی کثیر مال کے بدلے بیچا پھر ایک روز اس کے پاس ایک سائل آیا تو  
اس شخص نے کہا یہ لومیرا آدھا مال لے لو تو اس سائل نے کہا مبارکباد ہو تمہیں اپنا مال  
اپنے پاس رکھو میں تو ایک فرشتہ ہوں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اس ایک درہم کی  
ایک قیراط کے بدلے سو قیراطیں مقرر فرمائیں ہیں اور (یہ تمہاری دنیاوی دولت) اسی  
کی عطا کردہ ایک ہی قیراط ہے جو تمہیں دنیا میں ملی ہے (باقی آخرت میں)۔<sup>۲</sup>

۱ (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۱۶) ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة،  
ص ۱۷۸، الحديث: ۱۶۰۸)

(سنن ابن ماجه، المجلد الثاني، كتاب (۸) الزكاة، باب (۱۹) النهي أن يخرج في الصدقة  
شراً له، ص ۴۰۰، الحديث: ۱۸۲۱)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۲۷) قوله ﷺ:  
﴿وَلَا تَيْمَمُوا النِّجِيثَ مِنْهُ تَنْفِقُونَ﴾، ص ۴۶، الحديث: ۲۳۹۲)

۲ (نزہة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص ۱۵)



حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک راہب نے اپنی کٹی میں ساٹھ برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی (ایک روز) برسات ہوئی اور زمین سرسبز ہوگئی، راہب نے اپنی عبادت گاہ سے جھانکا تو اس نے سوچا اگر میں اپنی کٹی سے اُتروں تو اللہ کا ذکر کروں گا اور میں زیادہ بھلائی پاؤں گا۔ وہ نیچے اُترا اور اپنے ساتھ ایک یادوروٹیاں لے آیا، جب وہ زمین پر آیا تو اُسے ایک عورت ملی اور دونوں نے باتیں شروع کر دیں یہاں تک کہ اس عورت سے زنا کا ارتکاب کر لیا۔ پھر اُس پر غنودگی طاری ہوگئی پھر غسل کرنے کے لئے تالاب میں اُترا تو ایک سائل آیا تو اس نے اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے جائے، پھر مر گیا، (حساب کے وقت) جب اس کی ساٹھ سالہ عبادت کے اعمال تولے گئے تو اس کا وہ زنا اس کی نیکیوں پر غالب ہو گیا

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "تَعَبَّدَ عَابِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَعَبَدَ اللَّهَ فِي صَوْمَعَةٍ سِتِّينَ عَامًا، فَأْمَطَرَتِ الْأَرْضُ فَأَخْضَرَتْ، فَأَشْرَفَ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهِ، فَقَالَ: لَوْ نَزَلْتُ فَذَكَرْتُ اللَّهَ، فَازْدَدْتُ خَيْرًا، فَنَزَلَ وَمَعَهُ رَغِيفٌ، أَوْ رَغِيفَانِ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي الْأَرْضِ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهَا وَتَكَلِّمُهُ حَتَّى غَشِيَهَا، ثُمَّ أُعْجِبَ عَلَيْهِ، فَنَزَلَ الْغَدِيرَ يَسْتَجِمُّ، فَجَاءَهُ سَائِلٌ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَأْخُذَ الرَّغِيفَيْنِ، ثُمَّ مَاتَ فَوُزِنَتْ عِبَادَةُ سِتِّينَ سَنَةً بِتِلْكَ الزُّنْيَةِ فَرَجَحَتْ الزُّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهِ،

فضائل صدقات



ثُمَّ وَضِعَ الرَّغِيفُ أَوْ الرَّغِيفَانِ  
مَعَ حَسَنَاتِهِ، فَرَجَحَتْ  
حَسَنَاتُهُ فُغْفِرَ لَهُ<sup>۱</sup>۔

پھر جب وہ ایک یا دو روٹیاں (جو اس نے  
سائل کو صدقہ کی تھیں، ترازو میں) رکھی گئیں تو  
اس کی نیکیاں غالب آگئیں اور (بفضل اللہ)  
اس کی مغفرت فرمادی گئی۔

صدقہ دینے میں بہتر یہ ہے کہ نیک پرہیزگار فقراء سے کسی کو دے، چنانچہ  
امام غزالی نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم کا معمول تھا کہ وہ صدقہ دینے میں صوفیاء اور  
فقراء کو ترجیح دیتے۔ ان سے عرض کی گئی کہ کیا آپ اگر عام فقراء کو صدقہ دیں تو کیا وہ  
افضل نہیں؟ جواب دیا، یہ نیک لوگ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں رہتے ہیں اگر  
ان پر فاقہ یا کوئی مصیبت آئے تو یہ ان کے مشاغل میں خلل آئے گا لہذا میرے  
نزدیک دنیا کے ہزار طلبگاروں کو دینے سے بہتر ہے کہ ایک سچے دیندار کو دوں۔

جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے  
اسے پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ شخص اللہ کے ولیوں میں سے ہے، میں نے آج تک اتنی  
اچھی بات نہ سنی تھی۔

پھر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی کہ فلاں دکاندار کنگال  
ہو گیا ہے اور دکان چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضرت جنید بغدادی نے انہیں کچھ مال  
بھیجا اور کہلوا یا کہ یہ مال استعمال کریں اور دکان بند نہ کریں کیوں کہ تجارت آپ جیسے

۱ (صحیح ابن حبان، المجلد الثانی، ذکر الخبر الذال علی أن التحسنة الواحدة قد يرجى إلخ،  
ص ۱۰۲، الحدیث: ۳۷۸)  
(موارد الظمان، المجلد الأول، باب ما جاء فی الصدقة، ص ۲۰۹، الحدیث: ۸۲۰)  
(لسان المیزان، المجلد الرابع، ص ۳۱۶، الحدیث: ۱۲۷۲)



لوگوں کے لئے نقصان دہ نہیں۔ ذرا صل وہ شخص سبزی بیچتا تھا اور صوفیاء فقراء سے ان کے خریدے ہوئے مال کی قیمت نہ لیتا۔<sup>۱</sup>

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص شاگرد اور فقہ حنفی کے ائمہ سے ہیں) اہل علم لوگوں کے ساتھ خاص طور پر بھلائی کرتے، ان سے عرض کی گئی، آپ سب کے ساتھ ایک سا معاملہ کیوں نہیں رکھتے؟ فرمایا میں انبیاء کے بعد (عام لوگوں سے نہ کہ صحابہ سے بڑھ کر) علماء کے سوا کسی کے مقام کو بلند نہیں جانتا، ایک بھی عالم کا دھیان اپنی حاجات کی وجہ سے بٹے گا تو وہ صحیح طور پر خدمت دین نہ کر سکے گا اور دینی تعلیم پر اس کی درست توجہ نہ ہو سکے گی۔ لہذا انہیں علمی خدمت کے لئے فارغ کرنا افضل ہے۔<sup>۲</sup>

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، دینے والے کی غرض فقط ان باتوں کے سوا نہیں ہونی چاہئے؛ کہ یا تو دینے سے وہ فقیر کا دل خوش کرنا چاہتا ہو اور اس کی محبت حاصل کرنا، مقصد ہدیہ ہو ایسی صورت میں یہ دینا ہدیہ ہوگا، اور اگر دینے والا کا مقصد ثواب ہوگا تو دینا صدقہ یا زکوٰۃ کی صورت میں ہوگا یا پھر تیسری صورت میں اس کا مقصد شہرت اور ریاکاری ہوگی، اس صورت میں یا تو صرف یہی (ریا و دکھاوا) مقصود ہوگا یا پھر اس میں دوسری (مذکورہ بالا) اغراض بھی شامل ہوں گی۔

جہاں تک پہلی بات یعنی ہدیہ کا تعلق ہے تو اسے لینے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ ہدیہ قبول کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے لیکن دینے والے کا مقصد

۱۔ (مکاشفة القلوب، ص ۳۱۶-۳۱۷)

۲۔ (مکاشفة القلوب، ص ۳۱۷)



احسان جتنا نہ ہو کیونکہ اگر احسان کے طور پر دیا تو (لینے والے کے لئے) ایسی چیز لینے سے چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر معلوم ہو کہ اس میں سے بعض مال پر احسان جتایا جا رہا ہے بعض پر نہیں تو اُن بعض کو لوٹا دے جو بطور احسان دئیے جا رہے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گھی، پنیر اور مینڈھا ہدیہ پیش کئے گئے تو آپ نے گھی اور پنیر قبول فرمائیں اور مینڈھا لوٹا دیا۔<sup>۱</sup>

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۴۰ھ فضائل

صدقات کا پچیس نکات میں اس طرح احاطہ فرماتے ہیں:

”ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جو مسلمان اس عمل میں نیک نیت پاک مال

سے شریک ہوں گے انہیں کرم الہی و انعام حضرت رسالت پناہی تعالیٰ ربہ و تکرّم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۲۵ فائدے ملنے کی امید ہے:

(۱) پاؤں تعالیٰ بُری موت سے بچیں گے، ستر دروازے بُری موت کے بند ہوں گے۔

(۲) عمریں دراز ہوں گی۔

(۳) ان کی گنتی بڑھے گی۔

(۴) رزق کی وسعت مال کی کثرت ہوگی، اس کی عادت سے کبھی محتاج نہ ہوں گے۔

(۵) خیر و برکت پائیں گے۔

(۶) آفتیں بلائیں دور ہوں گی۔

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب الفقر والزهد، بیان آداب الفقیر فی قبول العطاء إذا

جاءه بغير سؤال، ص ۲۷۶)



- (۷) ان کے شہر آباد ہوں گے۔
- (۸) شکستہ حالی دور ہوگی۔
- (۹) خوفِ اندیشہ زائل اور اطمینانِ خاطرہ حاصل ہوگا۔
- (۱۰) مددِ الہی شامل ہوگی۔
- (۱۱) رحمتِ الہی شامل ہوگی۔
- (۱۲) ملائکہ اُن پر درود بھیجیں گے۔
- (۱۳) رضائے الہی کے کام کریں گے۔
- (۱۴) غضبِ الہی ان پر زائل ہوگا۔
- (۱۵) ان کے گناہ بخشے جائیں گے، مغفرت ان کے لئے واجب ہوگی، اُن کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی۔
- (۱۶) خدمتِ اہل دین میں صدقہ سے بڑھ کر ثواب پائیں گے۔
- (۱۷) غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر لیں گے۔
- (۱۸) ان کے ٹیڑھے کام درست ہوں گے۔
- (۱۹) آپس میں محبتیں بڑھیں گی جو ہر خیر و خوبی کو منتج ہیں۔
- (۲۰) تھوڑے صرف میں بہت کا پیٹ بھرے گا کہ تھا کھاتے تو دو تہا اُلھتا۔
- (۲۱) اللہ ﷻ کے حضور درجے بلند ہوں گے۔
- (۲۲) مولیٰ تبارک و تعالیٰ ملائکہ سے ان کے ساتھ مباحثات فرمائیں گے۔
- (۲۳) روزِ قیامت دوزخ سے امان میں رہیں گے۔
- (۲۴) آخرت میں احسانِ الہی سے بہرہ مند ہوں گے کہ نہایت مقاصد و غایت



مرادات ہے۔

(۲۵) خدا نے چاہا تو اس مبارک گروہ میں ہوں گے جو حضور پُر نور سید عالم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل اقدس کے تصدق میں سب سے پہلے داخل جنت ہوگا۔ (ملخصاً)

۱۔ (فضائل صدقہ و خیرات، مصنف امام السنہ الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن)

فضائل صدقات



## راہِ خدا ﷻ میں مال خرچ کرنا

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچہ کرنے کا حکم یوں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا  
رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ  
فِيهِ وَلَا خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ  
الآية (البقرة: ۲۵۴/۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی راہ  
میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ  
دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و  
فروخت ہے نہ کافروں کے لئے دوستی

اور نہ شفاعت۔ (کنز الایمان)

راہِ خدا ﷻ میں کیسے اور کیا خرچ کریں؟، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۗ قُلْ مَا  
أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ  
الْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ  
السَّبِيلِ ۗ الآية (البقرة: ۲۱۵/۲)

ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ  
کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ  
کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ  
داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ

گیر کے لئے ہے۔ (کنز الایمان)

”شانِ نزول: یہ آیت عمرو بن جموح کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے

شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انہوں نے حضور سید عالم ﷺ سے سوال کیا تھا کہ کیا  
خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس آیت میں انہیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس



قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں، مسئلہ:  
آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں  
(جمل وغیرہ)۔<sup>۱</sup>

اور راہِ خدا ﷻ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والے کے لئے بشارت  
ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوتا، اور اس ضمانت کو یوں بیان فرمایا کہ خرچ کئے ہوئے  
مال کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ ستودہ صفات کی جانب قرضِ حسن سے موسوم فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا  
فِيُضِعَّهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ  
يَقْبِضُ وَيَبْضُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۳۵﴾  
ترجمہ: ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن  
دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا  
دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے۔ اور  
تمہیں اسی کی طرف پھر جانا (کنز الایمان)  
(البقرة: ۲۳۵)

”یعنی راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے راہِ خدا میں خرچ کرنے کو  
قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمال لطف و کرم ہے بندہ اسکا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا  
فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر  
فرمانے میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے  
کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ  
کرنے والے کو اطمینان چاہئے کہ وہ اس انفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ  
پائے گا۔“<sup>۲</sup>

۱ (خزائن العرفان)

۲ (خزائن العرفان)



ایک اور مقام پر فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا  
فِيُضَعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١١٥٤﴾  
(الحديد: ۱۱۵۴)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرض  
دے اچھا قرض تو وہ اس کے لئے  
دوونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب  
ہے۔ (کنز الایمان)

”یعنی خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس انفاق کو اس مناسبت  
سے قرض فرمایا گیا کہ اس پر رحمت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں مسلمانوں سے اپنا محبوب ترین مال خرچ کرنے  
کے متعلق ارشاد فرمایا، چنانچہ فرمان ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا  
تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ  
بِهِ عَلِيمٌ ﴿٩٢﴾ (ال عمران: ۹۲)

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے  
جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز  
خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو  
معلوم ہے۔ (کنز الایمان)

”بِرّ سے تقویٰ و طاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ  
یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں  
حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اُسے رضائے الہی کے لئے خرچ  
کئے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز  
شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے اُن سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں

۱ (خزائن العرفان)

فضائل صدقات



صدقہ کر دیتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک)۔<sup>۱</sup>

اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الذَّيْنِ يَنْفُقُونَ فِي سَرَّاهُمْ وَ الصَّرَّاهُمْ وَ  
الْكَلْبِئِينَ الْعَيْظِ وَ الْعَافِينَ عَنِ  
النَّاسِ<sup>۲</sup> وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۳﴾  
(ال عمران: ۱۳۳)

ترجمہ: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کو محبوب ہیں۔ (کنز الایمان)

”یعنی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائیگا یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملیگا۔“<sup>۳</sup>

ایک نوجوان حضرت داؤد ﷺ کی صحبت میں تھا کہ مَلِکُ المَوْتِ ﷺ نے حضرت داؤد ﷺ کو خبر دی کہ یہ شخص تین روز بعد مر جائے گا تو اس بات نے حضرت داؤد ﷺ کو غمگین کیا، پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو تین روز بعد صحیح سلامت پایا، اس کے بعد ایک ماہ تک ٹھیک ٹھاک رہا، حضرت داؤد ﷺ کو اس بات سے بہت تعجب ہوا، پھر آپ کے پاس مَلِکُ المَوْتِ ﷺ حاضر ہوئے اور عرض کی میں اُس شخص کے پاس

۱ (خزائن العرفان)

۲ (خزائن العرفان)



روح قبض کرنے گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تجلّی فرمائی اور فرمایا، یہ شخص اپنی عمر پوری کرنے سے ایک روز قبل باہر نکلا اور ایک مسکین کو پایا اس نے اس مسکین کو بیس درہم دیئے تو اُس مسکین نے دعادی کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت فرمائے پس اُس کی دعا قبول کر لی گئی اور میں نے اُسے ہر درہم کے بدلے ایک ایک سال عطا فرما دیا۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ".<sup>۲</sup>

”زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے تجربہ ہے جو کسان

۱ (نزہۃ المجالس، باب فی فضل الصدقۃ، ص ۷)

۲ (صحیح مسلم، کتاب (۳۵) البر والصلۃ والآداب، باب (۱:۹) استحباب العفو والتواضع، ص ۱۰۰۲، الحدیث: ۶۹- (۲۵۸۸)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلۃ، باب (۸۲) ما جاء فی التواضع، ص ۱۲۵-۱۲۶، الحدیث: ۲۰۲۹)

(سنن الدارمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۵) فی فضل الصدقۃ، ص ۳۹۲، الحدیث: ۱۶۷۶)  
(الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۸) الصدقۃ، باب (۲) ما جاء فی التعفف عن المسأله، ص ۵۸۸، الحدیث: (۱۸۸۵)-۱۲)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۶) فضل الصدقۃ، الفصل الأول، ص ۳۵۹، الحدیث: ۱۸۸۹)



کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہر بوریاں خالی کر لیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے، گھر کی بوریاں چوہے، سُسری وغیرہ کی آفات سے ہلاک ہو جاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جس مال میں سے صدقہ نکلتا رہے اس میں سے خرچ کرتے رہو، ان شاء اللہ بڑھتا ہی رہے گا، کنوئیں کا پانی بھرے جاؤ، تو بڑھے ہی جائے گا،<sup>۱</sup>

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عزت بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کا مقام بلند کر دے گا۔<sup>۲</sup>

اور علامہ زرقانی نے فرمایا، عزت بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو کوئی اسے جانتا ہوگا خندہ پیشانی سے ملے گا اور ملنے والوں کے دلوں میں اس کی عزت بھی ہوگی نیز آخرت میں عزت افزائی سے مراد زیادتی ثواب ہے۔

اور حدیث شریف میں فرمایا کہ جو بندہ اللہ کی رضا کی خاطر انکساری اختیار کرتا ہے یعنی غلام کی طرح اس کی بندگی کرتا ہے، اس کے احکام کی بجا آوری کو معمول بنا لیتا ہے اور ممنوعات سے اجتناب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں میں اس کی تعظیم و توقیر بڑھاتا ہے۔ (حدیث شریف میں) لفظ *عَبْد* (یعنی بندہ) فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے اس کی شان غلام ہی کی ہی ہے۔ تو جو اللہ کی رضا کی خاطر انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھاتا ہے یعنی دنیا میں اس طرح عزت افزائی ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے محبت پیدا فرمادی

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۹۳)

۲ (تنویر الحوالک شرح علی الموطا للإمام مالک، تحت الحدیث المذكور، ص ۷۲۲)



جاتی ہے اور دنیا میں تواضع کے باعث آخرت میں بھی اس کے لئے بلندی مرتبت کا مژدہ ہے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ تواضع اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی رضا کی خاطر یا حاکم عادل یا عالم صالح کے لئے ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بلندی درجات عطا فرمائے گا اور اگر دیگر لوگوں کے ساتھ انکساری سے پیش آئے گا اور اگر اس صورت میں اللہ کی رضا مقصود ہوگی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر بڑھائے گا اور ان کی زبانوں کو اس کی تعریف سے مرشار کر دے گا اور آخرت میں بھی اس کو فراز حاصل ہوگا۔ اور جو فقط دنیا دکھاوے اور ریاکاری کی غرض سے تواضع اختیار کرے گا تو دنیا و آخرت میں اس کے لئے کوئی اعزاز نہیں۔ (سملھا)

”انکساری جو خودداری کے ساتھ ہو وہ بڑی بہتر ہے اس کا انجام بلندی درجات ہے مگر بے عزتی کی انکساری، انکساری نہیں بلکہ احساس پستی ہے، جہاد میں کفر کے مقابل فخر کرنا عبادت ہے، مسلمان بھائی کے سامنے جھکنا ثواب: ﴿وَأَشِدُّواْ عَلَى الْكُفَّارِ مَعًا وَعَبَدُواْ رَبَّهُمْ﴾<sup>۱</sup> [الفتح: ۲۹/۳۸] ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (کنز الایمان)۔

”جو بدلہ پر قادر ہو، پھر مجرم کو معافی دیدے تو اس سے مجرم کے دل میں اس کی اطاعت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر بدلہ لیا جائے تو اُسکے دل میں بھی انتقام کی آگ بھڑک جاتی ہے فتح مکہ کے دن کی عام معافی سے سارے کفار مسلمان ہو کر حضور انور ﷺ کے مطیع فرمان ہو گئے معافی سے دلوں پر قبضے ہو جاتے ہیں مگر معافی اپنے

۱ (شرح الزرقانی علی الموطا، المجلد الرابع، تحت الحدیث المذكور، ص ۵۰۰)

۲ (مرآة المناجیح شرح معانی الصانع، ج ۳، ص ۹۳)



حقوق میں چاہئے نہ کہ شرعی حقوق میں، قومی، ملکی دینی مجرموں کو کبھی معاف نہ کرو، اپنے مجرم کو معاف کر دو۔<sup>۱</sup>

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ازار مبارک بیچنے نکلے تاکہ اس کی قیمت سے کچھ کھانا لیا جاسکے تو اسے چھ درہم میں بیچا رستہ میں آپ سے ایک سائل نے مانگا تو آپ نے اسے وہ چھ درہم دے دیئے۔ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام اعرابی کی صورت میں آئے ان کے پاس ایک اونٹنی بھی تھی کہا، اے ابوالحسن کیا یہ اونٹنی خریدو گے؟ آپ نے کہا، میرے پاس قیمت نہیں تو جبریل علیہ السلام نے کہا، ادھار لے لیجئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے سو درہم میں خرید لیا۔ پھر رستہ میں میکائیل علیہ السلام (انسانی صورت میں) ملے اور کہا، یہ اونٹنی بیچو گے، کہا ہاں میں نے سو میں لی ہے، میکائیل علیہ السلام نے کہا، میں آپ کو ساٹھ درہم نفع دوں گا! اور وہ اونٹنی خرید لی پھر دوبارہ جبریل آئے اور پوچھا، اونٹنی بیچ دی؟ فرمایا، ہاں تو کہا پھر میرے سو درہم دے دیجئے تو آپ نے انہیں سو درہم ادا کر دیئے۔ پھر آپ ساٹھ درہم لئے گھر لوٹے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا، آپ کے پاس یہ کہاں سے آئے؟ فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے تجارت کی اس کی راہ میں چھ درہم خرچ کئے تو اس نے ساٹھ درہم کی سبیل پیدا فرمادی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیچنے والے جبریل تھے، خریدنے والے میکائیل اور اونٹنی وہی اونٹنی تھی جس پر فاطمہ بروز قیامت سوار ہوں گی۔<sup>۲</sup>

۱ (مرآة المناجیح شرح مشكاة الصالح، ج ۳، ص ۹۳)

۲ (نزہة المجالس، المجلد الثانی، باب فی فضل الصدقة، ص ۱۳)



حدیث شریف میں ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُهُ قَالَ: "مَا نَقَصْتُ صَدَقَةً مِنْ مَالٍ، وَمَا مَدَّ عَبْدٌ يَدَهُ بِصَدَقَةٍ إِلَّا أَلْقَيْتُ فِي يَدِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ فِي يَدِ السَّائِلِ، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ لَهُ عَنْهَا غِنَى إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ لَهُ بَابَ فَقْرٍ" ۱

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور سائل کے ہاتھ میں مال صدقہ پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم تک پہنچ جاتا ہے اور جو شخص خود پر مانگنے کی عادت ڈال دے تو اس پر اللہ تعالیٰ فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

ایک شخص نے امام حسینؑ سے کچھ مانگا تو آپ نے فرمایا اے بندے! تمہارے مانگنے کا مجھ پر بڑا حق ہے اور میرے لئے اس بات کا فیصلہ مشکل ہے کہ میں تمہیں کیا دوں؟ تم جس چیز کے قابل ہو میں اس کے دینے سے عاجز ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں تو زیادہ عطا بھی تھوڑی ہے، میں تمہارا مکمل طور پر تو شکریہ ادا نہیں کر سکتا (ہاں مگر) جو موجود ہے اگر وہی لے لو اور مجھ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو کہ میں تمہارے ادائیگی حق سے قاصر رہوں۔ اس نے عرض کی، اے رسول ﷺ کے نواسے! میں آپ کے اس عطیہ کو بھی قبول کرتا ہوں اور شکریہ کو بھی۔ اور نہ دینے پر آپ کا عذر بھی سر آنکھوں پر۔ آپ نے اپنے وکیل کو بلا کر حکم دیا کہ وہ حساب کتاب کرے، پھر فرمایا تین لاکھ درہم سے جو زیادہ ہو لے آؤ، اس نے پچاس ہزار درہم لا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے تو

۱ (مجمع الزوائد، باب فضل الصدقة، ۱۱۰/۳)



آپ نے فرمایا پانچ سو دینار اور بھی تھے وہ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا وہ میرے پاس ہیں آپ نے فرمایا وہ بھی لاؤ لہذا وہ لے آیا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہ تمام درہم و دینار اس سائل کو دے دیئے اور فرمایا کسی مزدور کو لے آؤ تو وہ دو مزدور لے آیا تو آپ نے اپنی چادر مزدوروں کی اجرت کے لئے دے دی، آپ کے غلاموں نے عرض کی، اللہ کی قسم! ہمارے پاس تو ایک درہم بھی باقی نہیں بچا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے لئے بڑے اجر کی امید ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يُقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي، وَإِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى، أَوْ لَبَسَ فَأَبْلَى، أَوْ أُعْطِيَ فَأَقْتَنَى مَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ".<sup>۲</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، بندہ کہتا ہے، میرا مال میرا مال حالانکہ اُس کے مال صرف تین ہیں، جو کھا کر ختم کر دے، یا پہن کر گلا دے، یا دے کر جمع کر دے جو اُن کے علاوہ ہے وہ تو جانے والا ہے، اور وہ اُسے لوگوں کے لئے چھوڑتا ہے۔

”یعنی فخر و تکبر کے انداز میں کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے، یہ میری جائیداد ہے یہ میرا کنواں ہے یہ میرا فلاں مال ہے یہ برا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ یقین

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۲)

۲ (صحیح مسلم، کتاب (۵۳) الزهد والرفاق، ص ۱۱۳۳، الحدیث: ۴- (۲۹۵۹))  
(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۳۱)، ص ۳۰۳، الحدیث: ۲۳۳۲)  
(مشکاة المصابیح، المجلد الثانی، کتاب الرفاق، الفصل الأول، ۵۱۶۶)

فضائل صدقات



رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی ملک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجامِ نرا وبال ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے جس سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

حدیث شریف میں ”اُس کے مال صرف تین ہیں“ سے مراد: ”یعنی جو مال انسان کے کام آویں (آئیں) وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں خیال رہے کہ اَنَّ مَالَهُ میں ماموصولہ ہے اور لَّهُ اس کا صلہ اور من ماله میں مِنْ بعضیت کا ہے یعنی اس کے مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو، صرف تین ہیں۔“

بصرہ کے قراء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دنوں آپ بصرہ کے حاکم تھے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو روزہ دار اور رات کو نماز پڑھنے والا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس کی مثل ہونا چاہتا ہے اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھتیجے کو دیا ہے اور وہ ایک فقیر آدمی ہے اس کے پاس بیٹی کو جہیز دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں گھر کے اندر لے گئے ایک صندوق کھولا اور اس سے چھ تھالیاں نکالیں اور فرمایا ان کو اٹھالو، انہوں نے وہ تھالیاں اٹھائیں تو آپ نے فرمایا ہم نے انصاف نہیں کیا ہم نے اسے جو کچھ دیا ہے وہ اسے رات کے قیام اور روزے سے دور کرے گا ہمارے ساتھ چلو ہم اس لڑکی کے جہیز کے سلسلے میں اس شخص کے مددگار بنیں دنیا کی اتنی حیثیت نہیں کہ وہ کسی مومن کو عبادت خداوندی سے روک دے اور ہم میں بھی اتنا تکبر

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۷، ص ۱۰)

فضائل صدقات



نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی مدد نہ کریں چنانچہ آپ نے ان سب کے ساتھ مل کر جہیز تیار کر کے دیا۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّكُمْ مَالٌ وَارِثُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ. قَالَ: "فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالٌ وَارِثُهُ مَا آخَرَ."<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ، ہم میں سے ہر ایک کو اپنے وارث کی بنسبت اپنا مال زیادہ عزیز ہے! تو آپ ﷺ نے فرمایا، تو اُس کا مال وہ ہے جو آگے بھیج دے، اور اُس کے

وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ جائے۔

”یعنی کون چاہتا ہے کہ میرے پاس مال نہ ہو میرے عزیزوں کے پاس مال ہو وہ سب امیر ہوں میں فقیر کن گال ہوں اس فرمان کا یہ مقصد ہے (اشعہ) لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض لوگوں کو دوسروں کا مال بڑا پسند ہوتا ہے یا یہ مقصد ہے کہ ایسا کون ہے جو دوسروں کا مال ان کے لئے سنبھال کر رکھے اپنا مال برباد کر دے یا برباد ہونے دے“

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۳)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الرابع، کتاب (۸۱) الرقاق، باب (۱۲) ما قدم من ماله فهو له، ص ۱۹۵، الحدیث: ۶۳۴۲)

(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، کتاب الرقاق، الفصل الأول، ص ۲۳۳، الحدیث: ۵۱۶۸)

فضائل صدقات



”خلاصہ یہ ہے کہ مال دوسروں کا ہے اعمال اپنے ہیں جو مال خیرات کر دیا جائے وہ اعمال بن گیا اور جو جمع کر کے چھوڑ گیا وہ نر مال رہا۔ اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دی وہ اپنے لئے وبال، وارثوں کے لئے مال ہوا، خیال رہے کہ مال سے صدقات و خیرات کرتے رہنا پھر اللہ و رسول کی رضا کے لئے وارثوں کو غنی کرنے کے لئے مال چھوڑنا یہ بھی عبادت ہے۔“<sup>۱</sup>

حضرت ابو الحسن مدائنی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لئے تشریف لے گئے راستے میں اپنے سامان سے بچھڑ گئے تو بھوک اور پیاس محسوس ہوئی اس دوران ایک بوڑھی عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے خیمہ میں تھی فرمایا کیا پینے کے لئے کچھ ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں، وہ سوار یوں سے اترے تو اس کے پاس خیمہ کے کنارے میں صرف ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ اس خاتون نے کہا اس کو دودھ کر اس کا دودھ نوش فرمائیں۔ چنانچہ ان تینوں حضرات نے اسی طرح کیا پھر اس عورت سے فرمایا کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا اس بکری کے سوا کچھ نہیں آپ میں سے کوئی ایک اسے ذبح کر دے تاکہ میں آپ کے کھانے کے لئے اسے تیار کروں تینوں حضرات میں سے ایک کھڑے ہوئے اور اسے ذبح کر کے اس کی کھال اتاری پھر اس نے ان کے لئے کھانا تیار کیا تینوں حضرات نے کھایا اور دھوپ کی شدت کم ہونے تک ٹھہرے رہے جب جانے لگے تو فرمایا ہم قریش کے لوگ ہیں حج کے لئے جا رہے ہیں اگر صحیح سلامت واپس آگئے تو ہمارے پاس آنا ہم تم سے اچھا سلوک کریں گے۔ پھر چلے گئے اس عورت کا خاوند آیا تو

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۱-۱۲)



اس نے ان حضرات اور بکری کا معاملہ ذکر کیا اس شخص کو غصہ آیا اس نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے ان لوگوں کے لئے بکری ذبح کر ڈالی جن کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں کہ کون ہیں پھر تو کہتی ہے کہ وہ قریش کے کچھ لوگ تھے۔

راوی کہتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو مدینہ طیبہ جانے کی ضرورت پڑی وہ وہاں پہنچے اور اونٹوں کی میٹگنیاں بیچ کر گزارہ کرنے لگے۔ وہ خاتون مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی تو دیکھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے دروازے میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے اس عورت کو پہچان لیا لیکن وہ آپ کو پہچان نہ سکی آپ نے غلام کو بھیج کر خاتون کو بلایا اور فرمایا اے اللہ کی بندی! مجھے پہچانتی ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں فلاں فلاں دن تمہارے پاس مہمان تھا بوڑھی عورت نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ وہی ہیں؟ فرمایا ہاں، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو صدقہ کی بکریوں میں سے ایک ہزار بکریاں خرید کر اور ان کے ہاتھ ایک ہزار دینار سے دیئے اور اپنے غلام کے ہمراہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا انہوں نے پوچھا میرے بھائی نے تمہیں کیا دیا؟ اس نے عرض کیا ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قدر مال دینے کا حکم دیا پھر اسے اپنے غلام کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اسے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار دیئے اور فرمایا اگر تم پہلے میرے پاس آتے تو میں تمہیں اتنا دیتا کہ ان دونوں کے لئے مشکل ہو جاتا۔ وہ خاتون چار ہزار بکریاں اور فضائل صدقات



چار ہزار دینار لے کر اپنے خاوند کی طرف واپس آئیں۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ، عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ، قَدْ اضْطَرَّتْ أُيْدِيهِمَا إِلَى تَدْيِهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا، فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أَنَامِلَهُ، وَتَعْفُو أَثَرَهُ، وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ، وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا".<sup>۲</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کنجوس اور سخی کی مثال ان دو شخصوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زرہ ہوں جنہوں نے ان کے ہاتھ ان کے سینوں اور گلے سے باندھ دیئے ہوں سخی جب خیرات کرنے لگے تو زرہ پھیل جائے اور کنجوس جب خیرات کا ارادہ بھی کرے تو زرہ اور تنگ ہو جائے اور ہر کڑی اپنی جگہ چمٹ جائے۔

”یہ تشبیہ مرتب ہے جس میں دو شخصوں کی پوری حالتوں کو دوسرے دو

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۳)

۲ (صحیح البخاری، کتاب (۳۵۳) الزکاة، باب (۳۰) مثل المتصدق والبخیل، ص ۳۵۳-۳۵۴، الحدیث: (۱۴۴۳)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۲۳) مثل المنفق والبخیل، ص ۳۶۶، الحدیث: ۴۵- (۱۰۲۱))

(مشکاة المصابیح، المجلد الثاني، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک، ص ۳۵۴، الحدیث: (۱۸۶۴)



شخصوں کے پورے حال سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کنجوس اور سخی کی حالتیں ان دو شخصوں کی سی ہیں جن کے جسم پر لوہے کی زرہیں ہیں، انسان کی خلقی اور پیدائشی محبتِ مال اور خرچ کرنے کو دل نہ چاہنے کو زرہوں سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے زرہ جسم کو گھیرے اور چمٹی ہوتی ہے ایسی محبتِ مال انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يُؤْتِ شَيْئًا نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ - (الحشر: ۹/۵۹) ترجمہ: اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں (کنز الایمان)۔

”تراتی، تر قوت کی جمع ہے، تر قوت وہ ہڈی ہے جو سینہ سے اوپر اور گردن کے نیچے ہے، چونکہ یہ ہڈیاں گردن کے دو طرفہ ہوتی ہیں اس لئے دو آدمیوں کی چار ہڈیاں ہوں گی، اس لحاظ سے تراتی جمع ارشاد ہوا، اضْطُرَّتْ مجہول فرما کر اشارۃً یہ بتایا کہ انسان کا یہ بخل قدرتی ہے اختیاری نہیں۔“

حدیث شریف میں فرمایا، زرہ مزید تنگ ہو جاتی ہے اور ہر کڑی اپنی جگہ چمٹ جاتی ہے، ”سبحان اللہ کیا نفس تشبیہ ہے یعنی بخیل بھی کبھی خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کے دل کی ہچکچاہٹ اس کے ارادہ پر غالب آ جاتی ہے اور وہ خیرات نہیں کرتا، اور سخی کو بھی خیرات کرتے وقت ہچکچاہٹ ہوتی ہے مگر اس کا ارادہ اس پر غالب آ جاتا ہے، اسی غلبہ پر سخی ثواب پاتا ہے، پھر سخاوت کرتے کرتے نفس امارہ اتنا دب جاتا ہے کہ اس کو کبھی خیرات پر ہچکچاہٹ پیدا ہی نہیں ہوتی، یہ بہت بلند مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کھلے دل سے صدقہ کرنے لگتا ہے، ہر عبادت کا یہی حال ہے کہ پہلے نفس امارہ روکا کرتا ہے مگر جب اس کی نہ مانی جائے تو روکنا چھوڑ دیتا ہے، نفس کی

فضائل صدقات



مثال شیر خوار بچے کی سی ہے جو دودھ چھوڑتے وقت ماں کو بہت پریشان کرتا ہے، مگر جب ماں اس کی ضد کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پھر دودھ نہیں مانگتا۔<sup>۱</sup>

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریم مسجد سے اکیلے گھر جانے کے لئے نکلے تو قبیلہ ثقیف سے ایک لڑکا آپ کے پیچھے ہو گیا اور آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا حضرت عبداللہ نے فرمایا اے لڑکے تمہیں کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو فلاح و درستگی عطا فرمائے مجھے کوئی کام نہیں میں نے آپ کو اکیلے چلتا دیکھا تو میں نے سوچا آپ کی حفاظت کروں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کو کوئی مکروہ بات پہنچے۔

حضرت عبداللہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے پھر ایک ہزار دینار منگوا کر اس لڑکے کو دیئے اور فرمایا یہ خرچ کرو تمہارے گھر والوں نے تمہاری بہت اچھی تربیت کی ہے۔<sup>۲</sup>

قریش میں سے ایک شخص سفر سے واپس آیا تو راستے میں ایک دیہاتی کو دیکھا جو مفلس اور بیمار تھا اس نے کہا ہمارے ان حالات کے پیش نظر ہماری مدد کرو اس آدمی نے اپنے غلام سے کہا جو کچھ ہمارے پاس خرچ سے بچا ہو وہ اس شخص کو دے دو تو غلام نے اس آدمی کی گود میں چار ہزار درہم انڈیل دیئے۔ وہ اٹھنے لگا تو کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکا اور رو پڑا۔ اس شخص نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ شاید ہمارے عطیہ کو تم نے کم سمجھا ہے اس نے کہا یہ بات نہیں بلکہ یہ بات یاد کر کے رو رہا ہوں کہ

۱ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۳، ص ۷۱، ۷۲)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، حکایات الأسعیاء، ص ۳۳۳)



شاید زمین تیرے کرم کو بھی کھا جائے گی۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: "قَالَ رَجُلٌ:  
لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ  
بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ  
سَارِقٍ فَأُصْبِحُوا يَتَحَدَّثُونَ  
تُصَدِّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى سَارِقٍ،  
فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى  
سَارِقٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ،  
فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي  
يَدِ زَانِيَةٍ فَأُصْبِحُوا يَتَحَدَّثُونَ  
تُصَدِّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ. قَالَ:  
اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ،  
لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ  
بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ  
فَأُصْبِحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے مروی ہے،  
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص  
نے کہا میں خیرات کروں گا، وہ اپنا  
صدقہ لیکر نکلا تو کسی چور کے ہاتھ میں  
دے دیا، لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے  
کہ آج رات چور کو خیرات دی گئی وہ  
بولا الہی تیرا شکر ہے چور پر صدقہ۔  
اب پھر صدقہ کروں گا اپنا صدقہ لے  
کر نکلا تو ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے  
دیا، لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج  
رات زانیہ کو صدقہ دیا گیا وہ بولا الہی  
زانیہ کو خیرات کرنے میں تیرا شکر ہے،  
پھر وہ اپنا صدقہ لے کر چلا تو کسی  
مالدار کے ہاتھ میں دے دیا، لوگ  
چرچا کرنے لگے کہ آج

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۳)



رات غنی کو صدقہ دیا گیا وہ بولا الہی چور، زانیہ اور غنی پر خیرات کرنے پر تیرا شکر ہے۔ اُسے جواب میں کہا گیا کہ تیری خیرات چور پر ہوئی تو شاید کہ وہ چوری سے باز رہے، اور زانیہ پر تیرا خیرات کرنا شاید اس بات کا موجب ہو کہ وہ زنا سے باز رہے اور جبکہ غنی پر خیرات، تو امید ہے کہ وہ اس سے عبرت حاصل کرے اور اللہ کے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرے۔

اللَّيْلَةَ عَلَى غَنِيٍّ. قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَأْتِي فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتِكَ عَلَى سَارِقٍ: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ: فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَتَّعِبَ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ“<sup>۱</sup>۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ امام احمد نے اپنی مسند میں زیادتی فرمائی کہ وہ شخص بنی اسرائیل سے تھا (اور اس کا شکر ادا کرنا کہ) اے اللہ چور پر صدقہ کرنے پر تیرا شکر ہے یعنی جو میں نے اس پر صدقہ کر دیا اس پر بھی تجھی کو خوبیاں ہیں۔<sup>۲</sup>

اور علامہ نور الدین سندھی نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۱۶) إذا تصدق على غني وهو لا يعلم، ص ۳۳۸، الحدیث: (۱۴۲۱)  
 (صحیح مسلم، کتاب (۱۴) الزکاة، باب (۲۳) المنفق والبخیل، ص ۳۶۶، الحدیث: ۷۸- (۱۰۲۲)  
 (سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۳۷) إذا أعطاه غنياً إلخ، ص ۵۹، الحدیث: (۲۵۲۲)  
 (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وكرهية الإمساك، الفصل الثالث، ص ۳۵۶، الحدیث: (۱۸۷۶)  
 ۲ (حاشية العلامة السيوطي على سنن النسائي، تحت الحدیث المذكور)



ہے کہ سابقہ شریعتوں میں جو حکم مشروع ہوں جب تک منسوخ نہ ہوئے، ہمارے لئے بھی مشروع ہی رہے کیونکہ وہ شخص بنی اسرائیل سے تھا جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں فرمایا اور اس شخص کا حمد بیان کرنا تعجب کے لئے بھی ہو سکتا ہے (یعنی اس نے متعجب ہو کر اللہم لک الحمد کہا) جیسا کہ تعجب کے وقت سُحَّانَ اللہ کہا جاتا ہے۔<sup>۱</sup>

اور حکیم الامت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں، ”یعنی تم سے پہلے ایک بنی اسرائیلی نے اپنے دل میں کہا یا اپنے دوستوں یا گھر والوں پر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا یا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آج میں خیرات دوں گا، ظاہر یہ ہے کہ خیرات سے نقلی صدقہ مراد ہے ممکن ہے اُس نے کوئی نذرمانی ہو جس کے پورا کرنے کا ارادہ کیا۔“

اور ”رات کے اندھیرے میں اکیلے میں ایک شخص کو فقیر جان کر وہ خیرات دے دی، اُس نے لوگوں میں پھیلا دیا کہ مجھے ایک آدمی خیرات دے گیا، جیسا کہ آوارہ لوگوں کا طریقہ ہے کہ دھوکا دینے پر فخر کرتے ہیں اور دھوکا کھانے والے کا مذاق اڑاتے ہیں، اس کا لوگوں میں چرچہ ہو گیا، مرقات نے فرمایا ممکن ہے کہ لوگوں کو یہ خبر الہام الہی سے معلوم ہوئی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ کوئی فرشتہ شکل انسانی میں آ کر لوگوں سے یہ کہہ گیا ہو، غرض کہ اس کا چرچہ ہو گیا۔“

اور چور پر صدقہ کرنے کے باوجود حمد کرنا، ”یہ کلمہ تعجب کا ہے یعنی وہ شخص صدقہ ضائع ہونے پر دل تنگ نہیں بلکہ خدا کا شکر ہی کیا، اور تعجب کے طور پر یہ کہا، اللہ کے مقبول بندے مصیبت پر بھی شکر ہی کرتے ہیں۔“

۱ (حاشیة العلامة السندی علی سنن النسائی، تحت الحدیث المذكور)



اور وہ کہنا کہ اب پھر صدقہ کروں گا، ”یعنی میرا وہ صدقہ تو بیکار گیا کیونکہ صحیح مصرف پر نہ پہنچا جیسے کھاری زمین میں دانہ۔ اسکی جگہ اور صدقہ دوں گا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ صحیح جگہ نہ پہنچے، تو واپس نہ لے بلکہ اسکی بجائے اور صدقہ دے، چونکہ آج بھی صدقہ چھپانے کیلئے اندھیری رات ہی میں نکلا تھا، اس لئے ایک فاسقہ زانیہ عورت کو مسکین جان کر خیرات دے دی اور دھوکا کھا گیا۔“

مالدار کو ”فقیر سمجھ کر یا یہ مالدار کوئی کنجوس تھا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھا اور حریص بھی کہ جانتے ہوئے خیرات لے لی، جیسا کہ آج کل بھی کنجوسوں کو دیکھا جاتا ہے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ دینے والے نے دھوکا کیسے کھایا اور لینے والے نے غنی ہونے کے باوجود خیرات لے کیوں لی، موجودہ زمانہ کے حالات دیکھتے ہوئے ان اعتراضوں کی گنجائش ہی نہیں۔“

”ظاہر یہ ہے کہ غنی نے خود کسی سے نہ کہا ہوگا کہ کنجوس حریص ان باتوں کا چرچا نہیں کرتے بلکہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔“

اور بندے کو جواب دیئے جانے کا ”خلاصہ یہ ہے کہ تیرے یہ تینوں صدقے کارآمد ہیں کوئی بیکار نہ گیا، چور اور زانیہ کے لئے تو گناہوں سے بچنے کا ذریعہ بنے گا اور غنی کے لئے سخاوت کی تبلیغ ہوگا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غلطی سے زکوٰۃ غیر مصرف پر خرچ کر دی مثلاً کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی، پھر پتہ لگا وہ غنی ہے، تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اس کا اعادہ واجب نہیں، طرفین (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد علیہما الرحمہ) کا یہی قول ہے، ان کی دلیل یہ حدیث بھی نہیں کیونکہ یہاں اسے چوتھی بار صدقہ دینے کا حکم نہیں دیا گیا مگر تمام ائمہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں صدقہ

فضائل صدقات



واپس نہ لے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ خود لینے والے کو یہ مال حلال ہے یا نہیں  
 قوی یہ ہے کہ اگر اس نے غلطی سے لے لیا ہے تو حلال ہے، دانستہ لیا ہے تو حرام، اسکی  
 دلیل حضرت معن ابن یزید کی وہ حدیث ہے جو بخاری نے روایت کی کہ فرماتے ہیں  
 میرے والد نے صدقہ کے کچھ دینار مسجد میں رکھے میں نے اٹھائے، پھر یہ واقعہ  
 بارگاہ نبوی میں پیش ہوا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے یزید تمہارے لئے تمہاری  
 نیت اور اے معن جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے (فتح القدر و مرقات)۔<sup>۱</sup>

ہارون الرشید نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پانچ سو دینار  
 بھیجے حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا غلم ہوا تو انہوں نے آپ کی  
 خدمت میں ایک ہزار دینار بھیج دیئے۔ ہارون الرشید کو غصہ آیا اس نے حضرت لیث  
 سے کہا میں نے پانچ سو دینار دیئے اور آپ نے ایک ہزار دینار دیئے حالانکہ آپ  
 میری رعایا میں شامل ہیں انہوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین! مجھے ہر روز ایک ہزار  
 دینار کی آمدنی ہوتی ہے تو میں نے شرم محسوس کیا کہ ایک دن کی آمدنی سے کم دوں۔  
 منقول ہے کہ حضرت لیث بن سعد پر زکوٰۃ کبھی واجب نہیں ہوئی حالانکہ  
 ان کی یومیہ آمدنی ایک ہزار دینار تھی (کیوں کہ وہ خرچ کر دیتے تھے اور نصاب پر  
 سال گزرتا ہی نہ تھا)۔

منقول ہے کہ ایک عورت نے حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ شہد  
 مانگا تو انہوں نے ایک مشک شہد دینے کا حکم دیا کہا گیا کہ اس کا کام اس سے کم کے ساتھ  
 بھی چل سکتا تھا آپ نے فرمایا اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگا ہے اور ہم پر جس

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱)



قدر نعمت خداوندی ہے ہم نے اس حساب سے دیا ہے۔

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ روزانہ جب تک تین سو ساٹھ مسکینوں کو

صدقہ نہ دے دیتے اس وقت تک کلام نہ کرتے۔<sup>۱</sup>

اور حدیث قدسی ہے:

حضرت حسن ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! اپنے خزانے مجھے امانت دیدے نہ جلے گا نہ ڈوبے گا اور نہ چوری ہوگا تیری تمام حاجتوں کا پورا کرنا میرے ذمہ کرم پر ہے، یہ حدیث مرسل ہے اور ہم نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی چیز ودیعت (امانتاً) لے تو اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرَوِي عَنْ رَبِّهِ ﷻ أَنَّهُ يَقُولُ: "يَا ابْنَ آدَمَ أَوْدِعْ مِنْ كَنْزِكَ عِنْدِي وَلَا حَرَقَ، وَلَا غَرَقَ، وَلَا سَرَقَ أَوْ تَيْكَبَهُ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ". هَذَا مَرْسَلٌ، وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ ابْنِ عَمْرِو بْنِ النَّبِيِّ ؓ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ إِذَا اسْتَوْدَعَ شَيْئًا حَفِظَهُ"<sup>۲</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، حکایات الأسخیاء، ص ۳۳۳)  
 ۲ (الترغیب والترہیب، المجلد الثانی، کتاب الصدقات، الترغیب فی الصدقة والحث علیہا إلخ، ص ۱۱، الحدیث: ۳)



حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میری ایک بکری بیمار ہوگئی تو حضرت خثیمہ بن عبد الرحمن صبح و شام اس کی عیادت کے لئے آتے اور مجھ سے پوچھتے کیا وہ گھاس اچھی طرح کھاتی ہے اور بچے اس کے دودھ کے بغیر کس طرح گزارہ کرتے ہوں گے؟ میں ایک گدے پر بیٹھا کرتا تھا جب وہ جاتے تو فرماتے گدے کے نیچے جو کچھ ہے لے لو (یعنی وہ اس کے نیچے کچھ رقم رکھ دیتے تھے) حتیٰ کہ بکری کی بیماری کے دوران مجھے تین سو دینار دے گئے۔ اور میں نے تمنا کی کہ کاش بکری تندرست نہ ہوتی۔<sup>۱</sup>

حضرت ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (کی سواری) کی رکاب پکڑی تو آپ نے فرمایا اے ربیع اسے چار درہم دے دو اور میری طرف سے معذرت بھی کرو۔<sup>۲</sup>

ایک شخص نے حضرت سعید بن عاص سے کچھ مانگا تو انہوں نے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا وہ شخص روپڑا سعید بن عاص نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ زمین تیرے جیسے لوگوں کو بھی کھالے گی اس نے اسے مزید ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔<sup>۳</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۳)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۳)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۳)

فضائل صدقات



ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلِ، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرِحَاءُ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ۹۲/۳] قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾، وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرِحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ أَرْجُو بَرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، حضرت ابو طلحہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ باغوں کے مالک تھے اور انہیں زیادہ پیارا باغ بیرحاء تھا جو مسجد شریف کے سامنے تھا رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لیجاتے تھے اور وہاں کا بہترین پانی پیتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ۹۲/۳] نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو“ (کنز الایمان) اور مجھے اپنے مالوں سے پسندیدہ مال باغ بیرحاء ہے اب وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اللہ کے پاس اس کا ثواب اور اس کا ذخیرہ چاہتا ہوں۔

فضائل صدقات



فَضَعَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ  
 أَرَاكَ اللَّهُ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ: "بَخٍ، ذَلِكَ مَالٌ  
 رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ. وَقَدْ  
 سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أُرَى  
 أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ."  
 فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ! فَقَسَمَهَا أَبُو  
 طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ<sup>۱</sup>

یا رسول اللہ آپ اسے وہاں خرچ کریں  
 جہاں رب تعالیٰ آپ کی رائے قائم  
 فرمائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب  
 خوب یہ تو بڑا نفع کا مال ہے جو تم نے کہا  
 میں نے سن لیا میری رائے ہے کہ تم اسے  
 اپنے اہل قرابت میں وقف کر دو، ابو طلحہ  
 بولے یا رسول اللہ میں یہی کرتا ہوں پھر  
 اسے ابو طلحہ نے اپنے عزیزوں اور  
 چچا زادوں میں تقسیم کر دیا۔

بیرحاء، "حضرت طلحہ کے ایک باغ کا نام ہے، اس نام کے محدثین نے آٹھ  
 معنی کئے ہیں جن میں سے ایک حاء ایک آدمی کا نام تھا جس نے کنواں کھدوایا تھا چونکہ  
 یہ کنواں اس باغ میں تھا، لہذا باغ بھی یہ ہی ہوا، وہ کنواں اب تک موجود ہے (حکیم  
 الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) فقیر نے اُس کا پانی پیا  
 ہے، دوسرے یہ کہ بیرحاء بروزن فعیل ہے ایک ہی لفظ ہے براح سے مشتق بمعنی کھلی

۱ (سنن الدارمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۳) أي الصدقة أفضل؟، ص ۳۸۳، الحدیث: ۱۶۵۵)  
 (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۳۶) الزکاة علی الأقارب،  
 ص ۳۵۹، الحدیث: ۱۳۶۱)  
 (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۱۳) فضل النفقة والصدقة إلخ، ص ۳۶۰،  
 الحدیث: ۳۲-۹۹۸))  
 (مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۷) أفضل الصدقة، الفصل الثالث،  
 ص ۳۶۸، الحدیث: ۱۹۳۵)

فضائل صدقات



زمین، پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے حاء کا کنواں، دوسری صورت میں معنی ہونگے کھلا باغ۔“

”حضور انور ﷺ کو بھی یہاں کا پانی بہت محبوب تھا، اسی لئے حجاج باخبر ضرور اس کا پانی برکت کے لئے پیتے ہیں۔“

”حضرت ابو طلحہ کے اس عرض و معروض کا مقصد یہ تھا کہ حضور انور ﷺ آپ کے اس عمل خیر پر گواہ ہو جائیں اور مسلمانوں میں اس وقف (وقف کرنے) کا اعلان ہو جائے۔ خیال رہے کہ دوسرے نقلی صدقات اکثر خفیہ دینا بہتر ہیں مگر توقف کا ہر طرح اعلان کر دینا سخت ضروری ہے تاکہ آئندہ اس موقوف چیز پر کوئی قبضہ نہ کر سکے حتیٰ کہ مسجد کی عمارت میں مینار گنبد وغیرہ ایسے نشانات قائم کر دیئے جائیں جس سے وہ دُور سے ہی مسجد معلوم ہو اس میں ریا نہیں بلکہ وقف کا باقی رکھنا ہے نیز آپ کا اپنا دلی اخلاص ظاہر کرنا ریا کے لئے نہ تھا بلکہ حضور ﷺ سے دعا حاصل کرنے کے لئے تھا لہذا حدیث پاک پر کوئی اعتراض نہیں۔“

اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں باغ پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ، ”حضور انور ﷺ جہاں چاہیں اس باغ کی آمدنی لگا دیں کہ وہاں خرچ ہوتی رہے چونکہ حضور ﷺ کا چاہنا اپنی نفس کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اسی لئے اس طرح عرض کیا حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ صَحَابَهُ كَرَامٍ اٰنَ صَدَقَ حَضْرًا نُوْرًا ﷺ کے دست مبارک سے خرچ کراتے تھے تاکہ اس ہاتھ کی برکت سے قبول ہو جائیں، رب تعالیٰ

فضائل صدقات



فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ﴾<sup>۱</sup> یعنی آپ ان کے مالوں کے صدقے وصول فرمائیں اور ان کے ذریعہ انہیں پاک و صاف فرمادیں آج مسلمان ختم و فاتحہ میں عرض کرتے ہیں نذر اللہ نیاز رسول اللہ اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

”عربی میں نہایت خوشی کے وقت کہا جاتا ہے بَخُ بَخُ یعنی خوب خوب، رَابِحٌ، رِبْحٌ سے بنا بمعنی نفع، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ﴾ (البقرة: ۱۶/۲) ترجمہ: تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا (کنز الایمان) یعنی (حدیث شریف میں جو تذکرہ ہوا کہ) یہ مال بہت نفع والا ہے جیسے لابن دودھ والا اور تاجر چھوڑوں والا یعنی اے ابو طلحہ تمہیں اس باغ کے وقف سے بہت نفع ہوگا معلوم ہونا ہے کہ حضور انور ﷺ کو اعمال کی قبولیت کی بھی خبر ہے اور یہ بھی کہ کس کا کونسا عمل کس درجہ کا قبول ہے یہ باغ کیوں قبول نہ ہوتا باغ بھی اچھا تھا وقف کرنے والے بھی اچھے یعنی صحابی اور جن کی طفیل وقف کیا گیا وہ اچھوں کے شہنشاہ ﷺ۔“

رسول اللہ ﷺ نے اس باغ کو اہل قرابت کے لئے وقف کرنے کا فرمایا، ”یعنی اپنے عزیز و اقارب فقراء کو اس کا مصرف بنا دو کہ ہمیشہ وہ اس کی آمدنی کھایا کریں تاکہ تمہیں صدقہ کے ساتھ اہل قرابت کے حقوق ادا کرنے کا بھی ثواب ملتا رہے خیال رہے کہ بعض اوقاف وہ ہوتے ہیں جن سے امیر و غریب حتیٰ کہ وقف

۱ [التوبة: ۱۰۳/۹] ترجمہ: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستمرا اور پاکیزہ کر دو (کنز الایمان)



کرنیوالا بھی نفع حاصل کر سکتا ہے جیسے کنواں، مسجد، قبرستان، مسافر خانہ۔<sup>۱</sup>

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ہمیشہ حضرت حماد بن ابی سلیمان سے محبت کرتا ہوں کہ ان کی طرف سے مجھے ایک بات پہنچی ہے وہی اس محبت کا باعث ہے، یہ کہ وہ ایک دن اپنے دراز گوش پر سوار تھے انہوں نے اسے حرکت دی تو اس کا تسمہ ٹوٹ گیا وہ ایک درزی کے پاس سے گزرے تو ارادہ کیا کہ اتر کر اس تسمے کو ٹھیک کروائیں درزی نے قسم دے کر کہا کہ آپ نہ اتریں چنانچہ اس نے خود ہی کھڑے ہو کر تسمہ درست کر دیا انہوں نے ایک تھیلی نکالی جس میں دس دینار تھے اور وہ درزی کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ یہ رقم کم ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھے:

يَالْهَفُ قَلْبِي عَلَى مَالٍ أَجُودُ بِهِ

عَلَى الْمُقْلِينَ مِنْ أَهْلِ الْمُرُوءَاتِ

إِنِّ اعْتَذَارِي إِلَى مَنْ جَاءَ يَسْأَلُنِي

مَا لَيْسَ عِنْدِي لِمَنْ أَحْدَى الْمُصِيبَاتِ

ہائے میرے دل کے افسوس اس مال پر جس کے ذریعہ میں مروّت والوں میں سے کم مال والوں پر سخاوت کرتا ہوں جو شخص میرے پاس آ کر مانگتا ہے میں اس سے معذرت کرتا ہوں کہ کسی ضرورت مند کے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔<sup>۲</sup>

۱ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۲۶)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، حکایات الأسخفاء، ص ۳۳۶)



ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ"، قَالَ: وَمَنْ أُعُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "أَمْرَاتُكَ تَقُولُ: أَطْعِمْنِي إِلَّا فَارَقْنِي، خَادِمُكَ يَقُولُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي، وَلَذَلِكَ يَقُولُ: إِلَى مَنْ تَرَكَتَنِي" ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا، اچھا صدقہ وہ ہے جو (صدقہ کرنے کے بعد) غنناء (یعنی تو نگری) کے ساتھ ہو، (یعنی یوں نہ ہو کہ صدقہ کر کے خود فقیر ہو جائے) اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور خرچ کرنے میں ان سے ابتدا کر جو تیرے قریب ترین ہیں، راوی نے عرض کی، میرے قریب کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: تیری بیوی کہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ ورنہ طلاق دو، تمہارا خادم کہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ اور مجھ سے کام لو، اور تیرا بیٹا کہے کہ آپ نے مجھے کس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا؟

کہا گیا کہ ایک دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رو پڑے پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سات دن ہوئے میرے پاس کوئی مہمان نہیں آیا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل تو نہیں کر دیا۔ ۲

ایک شخص اپنے دوست کے دروازے پر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اس نے پوچھا

۱ (سنن الدار قطنی، المجلد الثانی، کتاب النکاح، باب المهر، ص ۲۰۵، الحدیث: ۳۷۳۸)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخیا،

حکایات الأسخیا، ص ۳۳۷)

فضائل صدقات



کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا مجھ پر چار سو درہم قرض ہیں اس نے چار سو درہم تول کر اس کے حوالے کر دیئے اور روتا ہوا واپس آیا بیوی نے کہا اگر تجھے ان درہموں کا دینا شاق تھا تو نہ دیتے اس نے کہا میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے اس کا حال اس کے بتائے بغیر معلوم نہ ہو سکا حتیٰ کہ وہ میرا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور ہوا۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْتِدَاءُ بَمَنْ تَعُولُ"<sup>۲</sup>.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کونسا صدقہ زیادہ بہتر ہے؟ فرمایا غریب آدمی کی مشقت کا اور (دینے میں) ان سے شروع کرو جن کی پرورش کرتے ہو۔

جُہدِ مقل کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں جُہدِ المقل جیم کے ضمہ (پیش) کے ساتھ قلیل مال کی مقدار مراد ہے یہ بھی معنی ہیں کہ وسعت اور طاقت مراد ہے اور جیم کے فتح (زبر) کے ساتھ مشقت مراد ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ افضل صدقہ غریب کی مشقت کی کمائی کا ہے یا غریب آدمی کی مشقت کی کمائی افضل صدقہ ہے۔<sup>۳</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۷)

۲ (سنن ابی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۴۰) فی الرخصة فی ذلک، ص ۲۱۳، الحدیث: ۱۶۷۷)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۷) افضل الصدقة، الفصل الثانی، ص ۳۶۸، الحدیث: ۱۹۳۸)

۳ (شرح سنن ابی داود للعینی، تحت الحدیث المذكور)



”یعنی غریب آدمی محنت مزدوری کرے پھر اس میں سے خیرات بھی کرے، اس کا بڑا درجہ ہے خیال رہے کہ بعض لحاظ سے غنی کی خیرات افضل ہے جبکہ وہ تو کل میں کامل نہ ہو اور بعض لحاظ سے فقیر کی خیرات افضل ہے جب کہ وہ اس کے گھروالے صبر و توکل میں کامل ہوں۔ لہذا یہ حدیث (اُس) کے خلاف نہیں کہ صدقہ غنی سے بہتر ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ کا فقیر دل کا غنی تھوڑی سی خیرات کر لے تو ہاتھ کے غنی کی بہت سی خیرات سے افضل ہے لہذا وہاں غنی والی حدیث میں دل کی غنا مراد ہو سکتی ہے تب بھی احادیث میں تعارض نہیں۔“

”کوئی شخص اپنے بال بچوں کو بھوکا رکھ کر خیرات نہ کرے، پہلے اُن کا پیٹ بھرو، تن ڈھکو، پھر خیرات کرو یہ مطلب نہیں کہ اپنی زکوٰۃ پہلے اپنے بال بچوں کو دو، پھر دوسروں کو، کیونکہ اپنی زکوٰۃ اپنی اولاد اور بیوی پر نہیں لگتی۔“

مروی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ذمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پچاس ہزار درہم تھے ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت طلحہ نے فرمایا آپ کا مال تیار ہے قبضہ کیجئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ کو دے دیئے تاکہ آپ کو مروّت (سخاوت) پر مدد حاصل ہو۔

حضرت سُعدی بن عوف رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی تو ان کی طبیعت کو بوجھل دیکھ کر پوچھا آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا میرے پاس مال جمع ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں غمگین ہوں میں نے پوچھا آپ کو کیا غم ہے اپنی قوم کو بلا کر تقسیم کر دیں چنانچہ انہوں نے اپنے غلام کو بھیج کر اپنی

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۱۲۲)

فضائل صدقات



قوم کو بلایا اور وہ مال ان میں تقسیم کر دیا میں نے خادم سے پوچھا کہ کتنا مال تھا؟ اس نے کہا چار لاکھ۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: "كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا، وَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى عُرْضِ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا."<sup>۲</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک درہم ایک لاکھ درہم سے سبقت لے جاتا ہے، تو بعض صحابہ نے عرض کی، وہ کیسے؟ فرمایا (وہ یوں) کہ ایک شخص کے پاس فقط دو درہم ہیں وہ ان میں سے ایک درہم صدقہ کر دے اور دوسرا شخص جس کے پاس بہت مال ہے تو وہ اس میں سے ایک لاکھ درہم خرچ کر دے۔

کیونکہ دوسرے شخص نے اگرچہ پہلے کی نسبت ایک لاکھ گنا زیادہ صدقہ کیا مگر اس کے ایک لاکھ پر دوسرے شخص کا ایک درہم غالب آ گیا، وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنا نصف مال راہِ خدا میں صدقہ کیا جبکہ پہلے شخص نے نصف سے کم کیا۔

چنانچہ علامہ سندھی فرماتے ہیں، حدیث کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اجر، دینے والے کے حال کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ مال کے۔ کہ دو درہم والے نے اپنا نصف

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۷)

۲ (سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۴۹) جہد المقل، ص ۶۲، الحدیث: ۲۵۲۶)



مال دیا جبکہ غنی نے (اگرچہ ایک لاکھ درہم دیئے مگر) نصف سے کم دیا تھا۔<sup>۱</sup>  
 حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، اگر تیرے پاس دنیا آجائے تو  
 اسے خرچ کر اس لئے کہ خرچ کیا ہوا فنا نہیں ہوگا اور اگر دنیا تجھ سے دور ہو جائے پھر  
 بھی اسے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرنا کیوں کہ وہ باقی نہیں رہے گی پھر یہ اشعار  
 پڑھے:

لَا تَبْخَلَنَّ بِدُنْيَا وَهِيَ مُقْبِلَةٌ      فَلَيْسَ يَنْقُصُهَا التَّبْدِيرُ وَالسَّرْفُ  
 وَإِنْ تَوَلَّيْتُ فَأُحْرِي أَنْ تَجُودَ بِهَا      فَالْحَمْدُ مِنْهَا إِذَا مَا أُذْبِرْتُ خَلْفُ

یعنی، جب تک دنیا موجود ہے خرچ کرنے میں بخل مت کرو کیوں کہ دنیا  
 خرچ کرنے اور اسراف سے کم نہیں ہوتی، اور اگر وہ پیٹھ پھیر کر چلی بھی جائے تب بھی  
 جو دو سخا ہی مناسب ہے کیوں کہ دنیا کی (زبان سے) تعریف تو باقی ہی رہتی ہے۔<sup>۲</sup>

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے  
 مروّت (نیک آدابِ نفسانیہ)، بہادری اور کرم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے  
 جواباً فرمایا مروّت یہ ہے کہ انسان اپنے دین کی حفاظت کرے نفس کو بچا بچا کر رکھے  
 مہمان کی مہمان نوازی اچھی طرح کرے اور اگر جھگڑے اور مکروہ کام میں داخل ہونا  
 پڑے تو اچھے طریقے اختیار کرے۔ دلیری اور بڑائی یہ ہے کہ ہمسایہ کی مصیبت دور  
 کرے اور صبر کی جگہوں میں صبر کرے، اور کرم یہ ہے کہ کسی کے مانگنے سے پہلے خود  
 اپنی طرف سے نیکی کا سلوک کرے، ضرورت مند کو کھانا کھلائے اور سائل کو کچھ دینے

۱ (حاشیہ العلامة السندي علی منن النسائي، تحت الحديث المذكور)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان فضیلة السخاء،

الآثار، ص ۳۲۹)



کے ساتھ ساتھ اس سے مہربانی اور رحمت کا سلوک کرے۔<sup>۱</sup>

اور رحمت کا سلوک کرنے کے متعلق امام غزالی بہت اچھی حکایت بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی آپ نے فرمایا تمہاری حاجت پوری کر دی گئی عرض کیا گیا اے نواسہ رسول! آپ اس کا رقعہ پڑھتے اور پھر اس کے مطابق جواب دیتے آپ نے فرمایا وہ میرے سامنے ذلت کے ساتھ کھڑا رہتا تو پھر اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھتا۔<sup>۲</sup> سبحان اللہ! معنی یہ ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خشیتِ الہی کو اپنے مال پر مقدم رکھا اور اسی میں فلاح ہے کہ مال کی محبت اللہ کی محبت پر غالب نہیں آنی چاہئے۔

مال سے اگرچہ گردنیں خریدی جاسکتی ہیں مگر دل نہیں! چنانچہ:

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو مال خرچ کر کے غلام خریدتا ہے لیکن نیکی کے ذریعہ لوگوں (کے دلوں) کو نہیں خریدتا۔<sup>۳</sup> کسی دیہاتی سے پوچھا گیا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا وہ شخص جو ہماری گالیوں کو برداشت کرنے ہمارے مانگنے والوں کو عطا کرے اور ہمارے جاہلوں سے درگزر کرے۔<sup>۴</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

۴ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)



حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص مانگنے والوں کو دیتا ہے وہ سخی نہیں ہے بلکہ سخی وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو خود بخود پورا کرتا ہے۔ اور شکر یہ کی لالچ نہیں رکھتا کیونکہ وہ مکمل ثواب کے حصول کا یقین رکھتا ہے۔<sup>۱</sup>

اسی طرح ایک اور حدیث میں راہِ خدائے عظیم میں خرچ کرنے کی تلقین کی گئی

ہے:

حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے  
فرماتی ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ  
میرے دروازے پر ایک (سائل) آکھڑا  
ہے اور مجھے کوئی چیز نہیں مل رہی کہ صدقہ  
کروں تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،  
اگر تمہیں اُسے دینے کے لئے جلے ہوئے  
گھر کے سوا کچھ نہ ملے تو وہی اس کے ہاتھ  
میں بطور صدقہ تمہادو۔

عَنْ أُمِّ بَجِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ  
الْمَسْكِينِ لَيَقُومُ عَلَيَّ بَابِي  
فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ،  
فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنْ  
لَمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ  
إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ  
فِي يَدِهِ."<sup>۲</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

۲ (الموطا للإمام مالک، کتاب صفة النبی ﷺ، باب ما جاء فی المسکین، الحدیث: ۸)  
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۳) حق السائل، ص ۲۱۰، الحدیث: ۱۶۶۷)

(سنن الترمذی، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۲۹) ما جاء فی حق السائل، ص ۳۷۸-۳۷۹، الحدیث: ۶۶۵)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۷۰) رد السائل، ص ۸۶، الحدیث: ۲۵۶۳)

فضائل صدقات



یعنی کوشش ہونی چاہئے کہ خالی ہاتھ نہ لوٹے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں درہم تھا انہوں نے پوچھا یہ درہم کس کا ہے؟ اس نے کہا میرا ہے انہوں نے فرمایا اس وقت ہوگا جب تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا اسی مفہوم میں کہا گیا ہے۔

أَنْتَ لِلْمَالِ إِذَا أَمْسَكْتَهُ  
فَإِذَا أَنْفَقْتَهُ فَالْمَالُ لَكَ

یعنی، جب تک تو مال کو روک کر رکھے تو تو مال کا ہے اور جب تو اسے خرچ کر دے تو مال تیرا ہے۔<sup>۱</sup>

اللہ والے اس کی راہ میں خرچ کرنے کو ہی پسند کرتے ہیں اسی لئے خرچ کرنے کے بعد بھی دیا ہوا کم لگتا ہے، چنانچہ:

عبدالملک بن مروان نے حضرت اسماء بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے آپ کی چند اچھی عادات کی خبر پہنچی ہے مجھ سے بیان کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میرے بجائے کسی دوسرے آدمی سے سنتے تو زیادہ بہتر ہوتا عبد الملک نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ ہی مجھے سنائیں۔

انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! میں نے اپنے ہمنشیں کے سامنے کبھی پاؤں نہیں پھیلائے اور جب بھی لوگوں کے لئے کھانا پکایا اور ان کو دعوت دی تو میں

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)







مِنْهُ شَيْءٌ، إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ“<sup>۱</sup>۔  
میں اُس سونے سے کچھ بھی میرے پاس ہو  
بجز اتنے کے جسے ادائے قرض کیلئے رکھوں۔

”حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے، یہ گفتگو ظاہر کے لحاظ سے ہے، ورنہ نبی کریم ﷺ اگر چاہتے، تو آپ کے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کرتے، جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحتاً مذکور ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ مقروض نقلی صدقہ نہ دے بلکہ پہلے قرض ادا کرے، نیز اتنی عظیم الشان سخاوت وہ کر سکتا ہے جس کے بال بچے بھی صابر شا کر ہوں ورنہ انہیں بھوکا مار کر نقلی خیرات نہ کرو حضرت صدیق اکبر نے سب کچھ خیرات کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے گھر والے بھی صابرین کے سردار تھے لہذا یہ حدیث کے خلاف نہیں کہ تم پر تمہاری بیوی کا حق بھی ہے اور تمہارے بچوں کا بھی، کیونکہ وہاں ہم جیسوں کے لئے قانون کا ذکر ہے اور یہاں ان حضور داتا کے خصوصی کرم کا“<sup>۲</sup>۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موجود چیز کو پوری محنت اور محبت کے ساتھ خرچ کرنا جو دو سخاوت کی انتہا ہے۔ کسی دانا سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے کون شخص آپ کے نزدیک پسندیدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا جس نے مجھے زیادہ دیا ہو۔

۱ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۴۳) فی الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب (۳) أداء الديون، ص ۹۵، الحدیث: ۲۳۸۹)  
(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۸) تغليظ عقوبة عن لا يودي الزكاة، ص ۳۵۷، الحدیث: ۳۱- (۹۹۱))  
(سنن ابن ماجه، المجلد الرابع، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۸) فی المكثرين، ص ۴۸۰، الحدیث: ۴۱۳۲)  
۲ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۹)



پوچھا گیا اگر ایسا نہ ہو تو؟ فرمایا جس کو میں نے زیادہ دیا ہو۔<sup>۱</sup>

حضرت عبدالعزیز بن مروان کہتے ہیں جب کوئی شخص مجھے یہ موقع دے کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں تو اس کا مجھے کچھ دینا اسی طرح ہے جیسے میں نے اسے دیا ہو۔<sup>۲</sup>

خلیفہ مہدی نے شبیب بن شبہ سے پوچھا کہ آپ نے میرے گھر میں لوگوں کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین لوگ وہاں امید لے کر جاتے ہیں اور راضی ہو کر واپس آتے ہیں ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ دو شعر پڑھے۔

إِنَّ الصَّنِيعَةَ لَا يَكُونُ صَنِيعَةً      حَتَّى يُصَابَ بِهَا طَرِيقُ الْمَصْنَعِ  
فَإِذَا اضْطَنَعَتْ صَنِيعَةٌ فَأَعْمِدُ بِهَا      لِلَّهِ أَوْ لِذَوِي الْقَرَابَةِ أَوْ دَعِ

احسان تو اس وقت احسان ہوتا ہے جب وہ موقع محل کے مطابق ہو تو جب تم کوئی احسان کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو یا قرابتداروں کو دو یا چھوڑ دو۔  
حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ دو شعر تو لوگوں کو بخیل بنادیں گے لیکن میں تو موسلا دھار بارش کی طرح نیکی کروں گا اگر وہ اچھے لوگوں تک پہنچ گئی تو وہ اس کے مستحق ہیں اور اگر برے لوگوں تک پہنچی تو میں اس کا اہل ہوں۔<sup>۳</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰-۳۳۱)

فضائل صدقات



حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَا رَجُلٌ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ، اسْقَى حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّرَاحِ قَدْ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَبَعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ، يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمَسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: فُلَانٌ؛ الْإِسْمُ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! لِمَ تَسْأَلُنِي عَنْ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَأْوُهُ، وَيَقُولُ: اسْقَى حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص کسی زمین کے جنگل میں تھا اُس نے بادل میں آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر یہ بادل ایک طرف گیا اور پتھریلی زمین پر پانی برسایا تو نالیوں میں سے ایک نالی نے یہ سارا پانی جمع کر لیا تب یہ شخص اس پانی کے پیچھے چل دیا دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیچے سے پانی باغ میں پھیر رہا ہے اُس سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا فلاں یعنی وہی نام جو اس نے بادل میں سنا تھا اُس نے پوچھا اے اللہ کے بندے تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے تو یہ بولا کہ میں نے اُس بادل میں جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سنی تھی کہ کوئی تیرا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو، تو تو اس میں کیا نیکی کرتا ہے

فضائل صدقات



فِيهَا؟ قَالَ: أَمَا إِذْ قُلْتَ هَذَا؛  
فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا  
فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَأَكُلُ أَنَا  
وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا  
ثُلُثَهُ“ ۱

وہ بولا کہ جب تو پوچھتا ہے تو بتاتا ہوں کہ میں  
اس باغ کی پیداوار میں غور کرتا ہوں تہائی تو  
خیرات کر دیتا ہوں اور تہائی میں اور میرے  
بال بچے کھاتے ہیں اور تہائی اس میں دوبارہ  
خرچ کر دیتا ہوں۔

”سبحان اللہ اس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک  
پتھر لے علاقہ پر برسایا گیا، پھر اُسے ایک نالی میں جمع کیا گیا، اُس نالی کے ذریعہ اس  
کے باغ میں پانی پہنچایا گیا خود بادل اس باغ پر نہ برسایا گیا، جیسے کہ وہ گنہگار جو ایک  
بستی میں کسی عالم کے پاس توبہ کرنے جا رہا تھا رستہ میں مر گیا رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ  
یہ جس بستی سے قریب ہو اسی کے احکام اس پر جاری کئے جائیں، ناپا گیا تو بالکل بیچ  
میں تھا۔ تو گناہ کی بستی پیچھے ہٹائی گئی اور توبہ کی بستی آگے بڑھائی گئی، خود اس کی لاش کو  
حرکت نہ دی گئی اس کے احترام کی وجہ سے، اس نالہ کے کنارے والے کھیتوں کو بھی  
اس کے طفیل پانی مل گیا ہوگا“ ۲

حضرت واقد بن محمد واقدی فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا  
کہ انہوں نے خلیفہ مامون کو ایک رقعہ لکھا جس میں لکھا کہ مجھ پر بہت زیادہ قرض ہے  
اور اب مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا مامون نے رقعہ کی پشت پر لکھا کہ تم ایسے آدمی ہو جس  
میں دو خصلتیں یعنی سخاوت اور حیا جمع ہیں۔ سخاوت نے تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں

۱ (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق و كراهية الإمساك،

الفصل الثالث، ص ۳۵۶، الحديث: ۱۸۷۷)

۲ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۸۰)



چھوڑا اور حیا کی وجہ سے تم نے اپنی حالت ہم سے بیان نہیں کی لہذا میں تمہارے لئے ایک لاکھ درہم کا حکم دیتا ہوں اگر میری یہ کارروائی ٹھیک اور مناسب ہے تو خوب ہاتھ پھیلاؤ (سخاوت کرو) اور اگر ٹھیک نہ ہو تو تمہارا اپنا قصور ہے تم ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی تھے تو تم نے مجھے ایک حدیث سنائی تھی کہ حضرت محمد بن اسحاق نے حضرت زہری سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا،

اے زبیر! جان لو بے شک بندوں کے رزق کی چابیاں عرش کے بالمقابل ہیں اللہ تعالیٰ ہر بندے کے خرچ کے مطابق اس کی طرف بھیجتا ہے جو زیادہ خرچ کرتا ہے اسے زیادہ دیتا ہے اور جو کم خرچ کرتا ہے اس کی طرف کم بھیجتا ہے۔

اور آپ جانتے ہیں، واقدی نے فرمایا اللہ کی قسم مامون کا مجھ سے حدیث کے بارے میں ذکر کرنا اس انعام سے جو ایک لاکھ درہم پر مشتمل ہے، زیادہ پسندیدہ ہے۔<sup>۱</sup>

سخاوت جنت کا درخت ہے، چنانچہ:

حضرت ابو ہریرہ <small>رضی اللہ عنہ</small> سے مروی ہے، فرماتے	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ <small>رضی اللہ عنہ</small> ، قَالَ: قَالَ
ہیں، رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> نے فرمایا، سخاوت جنت	رَسُولُ اللَّهِ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> : "السَّخَاءُ
میں ایک درخت ہے جو خنی ہو اس نے اس	شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، فَمَنْ كَانَ
درخت کی شاخ پکڑ لی وہ شاخ اُسے	سَخِيًّا أَخَذَ بِغَضَنِ مِّنْهَا فَلَمْ

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضيلة الأسخياء، حکایات الأسخياء، ص ۳۳۱-۳۳۲)



يَتْرُكُهُ الْغُصْنُ حَتَّى يُدْخِلَهُ  
الْجَنَّةَ. وَالشُّعْ شَجْرَةٌ فِي  
النَّارِ، فَمَنْ كَانَ شَجِيحًا أَخَذَ  
بِغُصْنٍ مِنْهَا، فَلَمْ يَتْرُكْهُ  
الْغُصْنُ حَتَّى يُدْخِلَهُ النَّارَ“<sup>۱</sup>۔

نہ چھوڑے گی حتیٰ کہ اُسے جنت میں داخل  
کردے گی اور بخل آگ میں درخت ہے، جو  
بخیل ہوا اُس نے اسکی شاخ پکڑی وہ اُسے  
نہ چھوڑے گی حتیٰ کہ آگ میں داخل کرے  
گی۔

”یعنی سخاوت کی جڑ جنت میں ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں، چونکہ سخاوت  
کی قسمیں بہت ہیں اسلئے فرمایا گیا کہ اس درخت کی دنیا میں شاخیں بہت پھیلی ہوئی  
ہیں، جیسے قرآن کریم فرماتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی جڑ مسلمان کے قلب میں ہے اور شاخیں  
آسمان میں ہمیشہ اپنے پھل دیتا ہے اس آیت میں بھی تمثیل ہے، اس حدیث میں  
بھی“۔

”شریعت میں سخاوت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان فرض صدقے ادا کرے،  
اور طریقت میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف فرض پر قناعت نہ کرے نوافل صدقے بھی  
دے، حقیقت و معرفت والوں کے ہاں اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی ضروریات پر  
دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دے ان میں سے ہر درجہ کے صدقہ کے نتیجے مختلف  
ہیں“۔<sup>۲</sup>

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سخاوت کیا ہے؟ آپ نے

۱ (شعب الإيمان، المجلد السابع، باب (۷۴) فی الجود والسخاء، ص ۴۳۵، الحدیث:  
(۱۰۸۷۷)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک،  
الفصل الثالث، ص ۳۵۸، الحدیث: (۱۸۸۶)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، جلد سوم، ص ۹۱)



فرمایا، سخاوت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے پھر پوچھا گیا کہ حزم (احتیاط) کیا ہے؟ فرمایا تو اس کے راستے میں مال کو روک دے پوچھا گیا اسراف کیا ہے؟ فرمایا ریاست (حکومت و اقتدار) کی محبت میں مال خرچ کرنا۔<sup>۱</sup>

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عقل سے زیادہ مددگار کوئی مال نہیں جہالت سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں مشورہ سے بڑھ کر کوئی پشت پناہ نہیں سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں سخاوت کرنے والا کریم ہوں کوئی بخیل مجھ سے بچ کر نہیں جاسکتا اور بخل کفر (ناشکری) سے ہے اور کفار (نافرمان) جہنم میں جائیں گے جب کہ جو د و کرم ایمان کا حصہ ہے اور اہل ایمان جنت میں جائیں گے۔

حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہت سے دین میں نافرمانی کرنے والے جو اپنی معیشت میں تنگی کا شکار ہوتے ہیں لیکن وہ سخاوت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔<sup>۲</sup>

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سخاوت کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا (مسلمان) بھائیوں سے نیکی کا سلوک کرنا اور مال عطا کرنا سخاوت ہے فرمایا میرے والد ماجد کو وراثت میں ایک ہزار درہم ملے تو انہوں نے تھیلیاں بھر بھر کر اپنے بھائیوں کو تقسیم کر دیں اور فرمایا کہ میں نماز میں اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائیوں کے لئے جنت کا سوال کیا کرتا تھا تو مال میں ان سے بخل کروں؟<sup>۳</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان فضیلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)



## پوشیدہ صدقات اور اس کے فضائل

اللہ تبارک و تعالیٰ خفیہ خیرات کرنے والوں کی یوں تعریف بیان فرماتا ہے:

ترجمہ: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا

ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر

فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب

سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ

گناہ گھٹیں گے۔ (کنز الایمان)

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعْمًا هِيَ وَإِنْ

تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ

لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ

الآیة (البقرة: ۲۷۱، ۲۷۲)

”صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لئے دیا جائے اور ریا

سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں، مسئلہ: لیکن صدقہ

فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا چھپا کر۔ مسئلہ: اور اگر نفل صدقہ دینے

والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لئے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل

ہے (مدارک)۔“

امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدقات کو ظاہر کر کے ادا

کرنے کے متعلق فرماتے ہیں، ظاہری طور پر دینا اس جگہ مناسب ہے جہاں حال کا

تقاضا یہی ہو کہ علانیہ دیا جائے اور اس کی حکمت یا تو دوسرے لوگوں کو ترغیب دلانا ہوگی

یا اس لئے ظاہر کیا جائے گا کہ مانگنے والے نے لوگوں کے ہجوم میں مانگا۔ لہذا ایسے

۱ (خزان العرفان)

فضائل صدقات



وقت علانیہ دینے کی وجہ سے جس ریا کے پیدا ہونے کا خوف متوقع ہے، اس کے باعث صدقہ دینے سے اجتناب مناسب نہیں بلکہ صدقہ دے اور جس قدر ممکن ہو اپنے نفس کو ریا کاری سے بچائے اور یہ اس لئے ہے کہ علانیہ دینے میں احسان جتانے اور ریا کاری کے علاوہ ایک اور تیسری بات بھی ممنوع ہے اور وہ فقیر کا پردہ کھولنا ہے کیونکہ بسا اوقات محتاجی کی صورت میں نظر آنا اس کے لئے تکلیف کا موجب ہوتا ہے البتہ جو سوال کرتا ہے تو اس نے تو اپنا پردہ خود ہی کھول دیا، لیکن علانیہ دینے میں یہ تیسری خرابی ممنوع نہ رہے گی جیسا کہ ایک شخص کے پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا ممنوع ہے اور اس کے تجسس میں لگنا اور اس کے تذکرہ کو معمول بنا لینا بھی ممنوع ہے۔ مگر جو آدمی (خود) علانیہ فسق کرتا ہے تو اس پر حد قائم کرنا ظاہر کرنا ہی ہے لیکن اس کا سبب وہ خود ہے اسی کی مثل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی حیا کا لبادہ پھینک دے اس کی غیبت، غیبت نہیں۔<sup>۱</sup>

ایک اور مقام پر امام غزالی فرماتے ہیں، جہاں تک اذیت پہنچانے کا تعلق ہے تو ظاہری طور پر اس سے جھڑکنا، سخت کلام، ٹرٹروئی سے پیش آنا سے ظاہر کر کے پردہ کھول دینا مراد ہے اور اس فقیر کے ساتھ حقارت آمیز رویہ اختیار کرنا ہے۔ اور باطنی اذیت کا منبع دو باتیں ہیں؛ ایک مال سے ہاتھ کھینچ لینا اور اسے نفس پر دشوار جاننا (کیونکہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات مخلوق کے لئے تنگی کی وجہ بنتی ہے۔ دوسرا اپنے آپ کو فقیر سے بہتر جاننا اور یہ سمجھنا کہ فقیر اپنی محتاجی کی وجہ سے اس

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الأول، کتاب أسرار الزکاة، بیان دقائق الآداب الباطنة فی الزکاة، الوظيفة الرابعة، ص ۳۰۳-۳۰۴)



سے کم تر ہے۔ یہ دونوں باتیں جہالت پر مبنی ہیں (کیونکہ صدقہ کا) مال کسی کے حوالے کرنے سے ناپسندیدگی حماقت ہے اس لئے کہ جو ایک ہزار درہم کی چیز پر ایک درہم خرچ کرنے کو پسند نہ کرے تو وہ زیادہ احمق ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ (دینے والا) اپنا مال اللہ ﷻ کی رضا اور دارِ آخرت میں ثواب پانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور یہ (خرچ) اس (دنیوی) مال سے بہتر ہے جسے وہ اپنے نفس کو بخل کی گندگی سے پاکیزہ کرنے یا مزید کی چاہت کے لئے شکرانے کی غرض سے خرچ کرے۔ اور یہ بات کیسے سوچی جائے جب کہ ناپسندیدگی کی کوئی وجہ نہیں۔<sup>۱</sup>

قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ مِرًاآءَ  
التَّاسِ الْآیَةِ (النساء: ۳۸/۴) کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں۔

(کنز الایمان)

”بخل کے بعد صرف بیجا کی بُرائی بیان فرمائی کہ جو لوگ محض نمود و نمائش اور

نام آوری کے لئے خرچ کرتے ہیں اور رضائے الہی انہیں مقصود نہیں ہوتی جیسے کہ مشرکین و منافقین یہ بھی انہیں کے حکم میں ہیں۔“<sup>۲</sup>

حضرت سفیان فرماتے ہیں، جو شخص احسان جتائے اس کا صدقہ فاسد

ہو جاتا ہے، عرض کی گئی: احسان جتنا کسے کہتے ہیں؟ فرمایا اسکا تذکرہ کرنا اور اسکا

بیان کرنا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ احسان جتنا دے کر خدمت لینا بھی ہے اور فقیر کو اسکی

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الأول، کتاب أسرار الزکاة، بیان دقائق الآداب الباطنة فی الزکاة،  
الوظيفة الخامسة، ص ۳۰۵)

۲ (خزائن العرفان)



محتاجی پر عار دلانا اذیتناک ہوتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیئے ہوئے مال کی وجہ سے بڑائی مارے تو یہ بھی احسان جتنا ہے اور مانگنے پر جھڑک دینا اور بے عزتی کرنا اذیت پہنچانا ہے۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، بے شک مخفی صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے۔

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:  
”إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِئُ  
غَضَبَ الرَّبِّ“<sup>۲</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، ابو ذر نے عرض کی یا رسول اللہ صدقہ کیا ہے؟ فرمایا، وہ چند در چند (دونا دون) ہے اور اللہ کے ہاں زیادتی علاوہ ہے پھر تلاوت فرمائی، ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اُس کے لئے بہت گنا بڑھا دے (کنز الایمان)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ  
قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
الصَّدَقَةُ؟ قَالَ: ”أَضْعَافٌ  
مُّضَاعَفَةٌ، وَعِنْدَ اللَّهِ الْمَزِيدُ“،  
ثُمَّ قَرَأَ: ”﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقرِضُ  
اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ  
لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً﴾“

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الأول، کتاب أسرار الزکاة، بیان دقائق الباطنة فی الزکاة، الوظيفة الخامسة، ص ۳۰۴)

۲ (المعجم الكبير للطبرانی، ۳۲۱/۱۹، الحديث: ۱۰۱۸)

(مجمع الزوائد، المجلد الثالث، باب صدقة السر، ص ۱۱۵)

(تلخیص الجبیر، المجلد الثالث، باب صدقة التطوع، ص ۱۱۳، الحديث: ۱۴۲۸)



[البقرة: ۲۳۵، ۲] قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "سِرٌّ إِلَى فَقِيرٍ أَوْ جُهْدٌ مِّنْ مُّقْبَلٍ"، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ﴾<sup>۱</sup>

تو عرض کی گئی یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا، چھپا کر فقیر کو دیا جائے یا محنت کی کمائی کا ہو پھر تلاوت فرمائی، اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے (کنز الایمان)۔

[البقرة: ۲۷۱، ۲] الآية.

چند در چند، اس جملے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ صدقہ کی برکتیں دنیا میں تو چند در چند ہیں، اور کل قیامت میں جو زیادتیاں ہوں گی وہ ہمارے حساب سے وراہ ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرِي الصَّدَقَاتِ﴾<sup>۱</sup>

[البقرة: ۲۷۱/۲] (ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو (کنز الایمان)) تجربہ بھی ہے کہ صدقہ سے مال بہت بڑھتا ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں صدقہ کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہے، اور جو زیادتیاں رب عطا فرمائے گا، وہ حساب سے زیادہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾<sup>۲</sup>۔

سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ

۱ (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الثالث، ص ۳۶۵، الحديث: ۱۹۲۸)

(مجمع الزوائد، المجلد الثالث، باب أي الصدقة أفضل، ص ۱۱۵)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابيح، ج ۳، ص ۱۱۶)



یَقُولُ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ ﷻ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّبَا فِي اللَّهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ" ۱

کو فرماتے سنا، سات اشخاص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، عادل بادشاہ، وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے، وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہے، وہ دو اشخاص جو اللہ کی رضا کے لئے محبت کریں، جمع ہوں تو اسی محبت پر اور جدا ہوں تو اسی پر، اور وہ شخص جسے خاندانی حسین عورت (برائی کے لئے) بلائے وہ (شخص) کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنا ہاتھ کیا دے رہا ہے، اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں بہیں۔

۱ (الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۱) الشعر، باب (۵) ما جاء في التحاربین في الله، ص ۵۳۱، الحديث: ۱۷۷۷)  
 (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (۱۰) الأذان، باب (۳۶) من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المسجد، ص ۱۶۰، الحديث: ۶۶۰)  
 (صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۳۰) فضل إخفاء الصدقة، ص ۳۷۰، الحديث: ۹۱- (۱۰۳۱))  
 (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۵۳) ما جاء في الحب في الله، ص ۳۲۸، الحديث: ۲۳۹۱) =



اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا، ”یعنی اپنی رحمت میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تاکہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہے۔“

عادل بادشاہ، ”یعنی وہ مومن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں۔ کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی لہذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایہ رحمت میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔“

حدیث شریف میں دوسرے نمبر پر جس جوان کا تذکرہ کیا گیا، ”یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے، در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است ❁ وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار“ (یعنی جوانی میں اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے اور بڑھاپے کے وقت تو ظالم بھیڑ یا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے)۔

”صوفیاء کہتے ہیں کہ مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں اسی لئے نماز کے بعد بلا وجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ۔ اور جب باہر آؤ تو کان

= (سنن النسائي، المجلد الرابع، الجزء الثامن، كتاب (۴۹) آداب القضاة، باب (۲) الاموال العادل، ص ۶۱۳، الحديث: ۵۳۸۰)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الصلاة، باب (۷) المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول، ص ۱۳۸، الحديث: ۷۰۱)

(تاریخ مدينة دمشق لابن عساکر، ۲۱۵/۵)

(تلخیص الجبیر للإمام العسقلانی، باب صدقة التطوع، الحديث: ۱۳۲۸)



اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔“

اللہ کے لئے محبت کرنے سے مراد، ”کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں بے دین اور بد عمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے،

۔ ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد ❁ فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

(ہزاروں اپنے، خدا سے بیگانے ہیں اور اس ایک بیگانے پر خدا جو خدا سے

آشنا ہو)۔

یونہی گہرے دوست کی بد عقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور

جانی دشمن کے تقویٰ پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔“

”خوفِ خدا یا عشقِ جنابِ مصطفیٰ ﷺ میں روئے تنہائی کی قید اس لئے لگائی

کہ سب کے سامنے رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے۔“

خاندانی عورت بلائے، ”یعنی خود ایسی عورت اس سے بد فعلی کی خواہش

کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوفِ خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے۔ اسی

لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی۔ اللہ

(ایسا تقویٰ) نصیب کرے، خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا

ریاء نہیں تبلیغ ہے یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔“

دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں کو خبر نہ ہو سے، ”یہاں صدقہ نفل مراد ہے

صدقہ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقہ نفل علانیہ دینا مستحب ہے لہذا یہ حدیث اس

فضائل صدقات



آیت کے خلاف نہیں: ﴿إِنْ تُبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ﴾<sup>۱</sup> [البقرة: ۲/۲۷۱] ترجمہ: اگر خیرات علانیہ دو تو کیا ہی اچھی بات ہے (کنز الایمان)۔

امام محمد بن عبد الباقی زرقانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے سائے سے مراد یہ ہے کہ وہ سایہ اللہ کی ملکیت میں ہے کیونکہ ہر سایہ (چاہے کسی بھی چیز کا ہو) اللہ ہی کی ملک ہے۔ یہی قاضی عیاض (صاحب شفاء شریف) کا بھی قول ہے یا اس سایہ کی اللہ تعالیٰ کی جانب اضافت کا مقصد اس سایہ کی بلندی شان کا اظہار ہے جیسا کہ کعبہ کو بیت اللہ (اللہ کا گھر) کہا جاتا ہے حالانکہ تمام مساجد اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ سایہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں، بادشاہ کے زیر سایہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سایہ سے مُنَزَّہ ہے کیونکہ سایہ تو جسم کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسمانیت سے پاک ہے۔

اور دائیں ہاتھ سے دے کہ بائیں کو خبر نہ ہو کی شرح میں علامہ زرقانی فرماتے ہیں، یعنی لوگوں سے چھپائے اور اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم فرض اور نقل دونوں صدقات کو شامل ہے لیکن امام نووی نے علماء سے نقل کیا کہ فرض صدقہ کو ظاہر کر کے دینا بہتر ہے۔<sup>۲</sup> ملخصاً

تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین قسم کے لوگوں سے نفرت کرتا ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَرَ ابُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرُومٍ، كَمَا نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۱، ص ۳۳۵-۳۳۶)

۲ (شرح الزرقانی علی الموطا للإمام مالک، المجلد الرابع، ص ۳۰۰-۳۰۱، تحت الحدیث المذكور)



قَالَ: "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ، وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ، فَأَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ: فَوَجُلٌّ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمُ بِاللَّهِ، وَلَمْ يَسْأَلَهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنْعُوهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللَّهُ وَالَّذِي أَعْطَاهُ." (الحديث)

نے فرمایا، تین لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین لوگ ایسے ہیں جن سے نفرت، تو جن سے محبت فرماتا ہے ان میں ایک وہ (دینے والا) شخص ہے کہ جب ایک شخص اپنی قوم سے اللہ کے نام کا سوال کرے اور اس کا مانگنا اس کے درمیان کی رشتہ کی بنا پر نہ ہو وہ لوگ اُسے منع کر دیں پھر وہ دینے والا شخص سب کی پیٹھ پیچھے اس طرح صدقہ دے کہ اس کے دیئے کا اللہ اور لینے والے کے سوا کسی کو علم نہ ہو۔

صدقہ چھپا کر دے یا علانیہ؟ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اس معاملہ میں اخلاص کے شیدائیوں کا طریقہ اور ہے ایک قوم کے نزدیک چھپانا افضل ہے جبکہ دوسری اظہار کو بہتر جانتی ہے ہم ان دونوں کے معانی اور آفات کے رموز کی جانب راہنمائی کرتے ہیں پھر حقیقت سے پردہ بھی اٹھائیں گے:

جہاں تک پوشیدگی کی بات ہے تو اس میں پانچ معانی ہیں:

۱۔ چھپانے سے لینے والے کا پردہ رہ جاتا ہے کیونکہ ظاہری طور پر لینے سے اس کی مروت کا پردہ فاش ہوگا اور اس کی محتاجی ظاہر ہو جائے گی اور وہ اس عفت کے

۱ (الترغیب والترہیب، المجلد الثانی، کتاب الصدقات، الترغیب فی صدقة السر، ص ۷۱، الحدیث: ۷)



زمرہ سے نکل جائے گا جو محبوب تر ہے (یعنی پردہ پوشی) اور سفید پوشی کے اس وصف (یعنی سفید پوش White Color) والے شخص کو جاہل مالدار گمان کرتے ہیں کیونکہ وہ مانگنے سے احتراز کرتے ہیں۔

۲۔ چھپا کر دینے سے فقیر لوگوں کے دلوں (کے گمان) اور زبانوں (کے چرچے) سے محفوظ رہ جاتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات یا تو اس سے حسد کر بیٹھتے ہیں یا اس کے لینے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ بے نیاز ہوتے ہوئے لے رہا ہے یا اس کی نسبت زیادہ لینے کی طرف کرتے ہیں حالانکہ حسد، بدگمانی اور غیبت گناہ کبیرہ ہیں اور ان لوگوں کو ان برائیوں سے بچائے رکھنا ہی بہتر ہے حضرت ایوب سختیانی نے فرمایا، میں نئے کپڑے نہیں پہنتا کہ کہیں میرا ہمسایہ مجھ سے حسد نہ کرے۔ ایک زاہد نے فرمایا کہ میں نے بسا اوقات اپنے بھائیوں کے (تقید کرنے کے) خوف سے کسی چیز کے استعمال کو چھوڑ دیا کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ بیٹھیں کہ یہ اس کے پاس کہاں سے آئی؟ حضرت ابراہیم تمہی فرماتے ہیں کہ ان کے جسم پر ایک نئی قمیص نظر آئی تو ان کے ایک بھائی نے پوچھا یہ آپ کے پاس کہاں سے آئی ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے یہ حضرت خیشمہ نے پہنائی ہے اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے گھر والے اس کے متعلق جان جائیں گے تو کبھی اسے قبول نہ کرتا۔

۳۔ چھپا کر صدقہ دینا، دینے والے کے عمل کو راز رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے کیونکہ ظاہر کر کے دینے کے مقابلہ میں چھپا کر دینا افضل ہے اور نیکی کی تکمیل میں معاونت بھی نیکی ہے اور چھپانا دونوں (لینے والے اور دینے والے) کے ذریعہ

فضائل صدقات



ہی ممکن ہوگا کہ جب بھی ظاہر کیا جائے گا تو دینے والے کا راز کھل جائے گا۔ ایک شخص نے کھلے عام کسی عالم کو کوئی چیز دی تو انہوں نے اسے واپس کر دیا پھر کسی نے پوشیدہ طور پر دی تو انہوں نے قبول کر لی ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ دوسرے نے اپنا صدقہ چھپا کر دینے میں ادب سے کام لیا تو میں نے قبول کیا جبکہ پہلے نے اپنے عمل میں بے ادبی کی لہذا میں نے اس کا عطیہ لوٹا دیا۔

کسی شخص نے ایک صوفی بزرگ کو جمع میں کوئی چیز دی تو انہوں نے واپس کر دی اس نے کہا آپ نے اللہ ﷻ کی عطاء سے میرا پیش کردہ کیوں واپس کر دیا؟ تو انہوں نے جواب دیا تو نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کی جانے والی چیز میں اس کے غیر کو شریک کیا اور اللہ ﷻ پر قناعت نہ کی تو میں نے تیرا شرک (یعنی لوگوں پر اظہار کر کے نہ کہ معاذ اللہ عبادت میں شرک) واپس کر دیا۔

ایک عارف باللہ بزرگ نے پوشیدگی میں وہی چیز قبول کر لی جو علانیہ دیئے جانے پر لوٹا دی تھی۔ اس پر ان سے پوچھا گیا تو جواباً فرمایا تم علانیہ دے کر اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوئے تو میں اس معصیت پر تمہارا معاون نہ ہوا مگر جب خفیہ طور پر دے کر تم اللہ تعالیٰ کے مطیع ہوئے تو میں نے تمہاری اس بھلائی میں مدد کی۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں اگر مجھے یقین ہو جاتا کہ وہ لوگ اپنے صدقہ کا تذکرہ نہیں کریں گے اور نہ کسی سے چرچا کریں گے تو میں ان کا صدقہ ضرور قبول کرتا۔



۴۔ (چھپا کر دینا اس لئے بھی بہتر ہے) کیونکہ ظاہری طور پر لینے میں ذلت اور توہین ہے اور مومن اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا ایک عالم پوشیدہ طور پر لے لیتے تھے جبکہ ظاہر کر کے دیا جاتا تو نہ لیتے اور فرماتے، اس کے اظہار میں علم کی ذلت اور علماء کی اہانت ہے، تو میں علم کو پست کر کے اور اہل علم کو ذلیل کر کے کسی دنیوی چیز کو برتری نہیں دیتا۔

۵۔ (چھپا کر صدقہ دینے سے) شرکت کے شبہ سے بچاؤ ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس آدمی کو کوئی تحفہ دیا جائے جبکہ اس کے پاس اور بھی لوگ موجود ہوں تو وہ سب اس تحفہ میں شریک ہیں۔ کہ وہ اگر چاندی یا سونا بھی ہو (یعنی کتنی ہی قیمتی شے ہو) تو بھی تحفہ کے زمرے سے خارج نہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بہتر صدقہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو چاندی دے یا روٹی کھلا دے۔ آپ ﷺ نے صرف چاندی ہی کو تحفہ فرمایا، مگر (جان لیجئے کہ) لوگوں کی موجودگی میں سب کی مرضی کے بغیر کسی ایک شخص کو کوئی بھی چیز دینا مکروہ ہے اور شبہ سے خالی نہیں، البتہ اگر تنہائی میں دے گا تو اس شبہ سے محفوظ رہے گا۔

صدقہ ظاہر کر کے دینا:

صدقہ ظاہر کر کے دینے اور اسکا تذکرہ کرنے میں چار معانی ہیں:

۱۔ اخلاص، سچائی، اپنے حال کو دھوکے سے سلامت رکھنا اور دکھاوے سے بچے رہنا۔

فضائل صدقات



۲۔ جاہ و مرتبہ کو ساقط کر دینا، بندگی اور مسکینیت کا اظہار، تکبر اور تونگری کے دعووں سے آزاد ہونا اور مخلوق کی نظروں میں اپنے نفس کو حقیر ٹھہرانا۔

ایک صاحب معرفت بزرگ نے اپنے شاگرد سے فرمایا، صدقہ لینے کو ہر حالت میں ظاہر کیا کرو اس لئے کہ لیتے وقت دو قسم کے بندوں سے واسطہ پاؤ گے، ایک تو وہ شخص ہوگا کہ جب تم صدقہ لینے کو ظاہر کرو گے تو وہ بددل ہوگا اور یہی مقصود ہے کیونکہ یہ تمہارے دین کی بقاء ہے اور تمہارے نفس کی آفات کی کمی کا باعث ہے یا پھر ایسے شخص سے واسطہ پڑے گا جس کے دل میں، تمہارے سچ کے اظہار کی وجہ سے، تمہاری محبت بڑھے گی اور یہی تمہارا بھائی چاہتا ہے کیونکہ وہ تم سے جتنی زیادہ محبت اور جتنی زیادہ تمہاری تعظیم کرے گا تو اسی قدر اس کے ثواب میں اضافہ ہوگا۔

۳۔ اظہار کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ عارف باللہ کی نظر چھپے و ظاہر دونوں حال میں صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے تو اختلاف حال تو حید میں شرک ہے۔ کسی عارف نے فرمایا، ہم اس شخص کی دعا کا اعتبار نہیں کرتے جو پوشیدہ طور لے لے اور علانیہ کو روڈ کر دے۔ لوگ موجود ہوں یا غائب مخلوق کی جانب توجہ کرنا نقصان ہی کا موجب ہے بلکہ ضروری ہے کہ انسان کی نظر صرف ذات واحد پر لگی رہے۔

حکایت کی گئی ہے کہ ایک شیخ اپنے ایک مرید پر سب سے زیادہ توجہ فرماتے، دیگر کو یہ بات تکلیف کا باعث بنی، چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے اس مرید کی اوروں پر بڑائی کو ظاہر فرمانا چاہا، لہذا سب مریدین کو ایک ایک مرغی دے دی اور فرمایا تم سب مرغیاں لے جاؤ اور وہاں جا کر ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے، وہ تمام



گئے اور ذبح کر آئے جبکہ وہ مرید ویسے ہی مرغی واپس لے کر لوٹ آیا، شیخ صاحب نے ان مریدوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شیخ نے حکم دیا ہم نے کیا، شیخ نے اس خاص مرید سے سوال کیا، آپ نے دیگر ساتھیوں کی طرح مرغی ذبح کیوں نہ کی؟ اس مرید نے جواب دیا، مجھے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں مجھے کوئی بھی نہ دیکھتا ہو، بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔ تو شیخ صاحب نے فرمایا، اسی لئے میں اس کی طرف زیادہ متوجہ ہوں کہ یہ غیر اللہ ﷻ کی طرف متوجہ نہیں۔

۳۔ دینے میں اظہار کرنے سے ادائیگی شکر کی سنت کا قیام ہوتا ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾  
(الضحیٰ: ۱۱/۹۳)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب  
چرچا کر۔ (کنز الایمان)

اور نعمت کو چھپانا اس کو جھٹلانا ہے، جس نے اللہ کے دیئے کو چھپائے رکھا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے ساتھ ارتکاب مذمت ہوا، (العیاذ باللہ) اور اس نے اس نعمت کو کنجوسی میں ملا دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

الذَّيْنِ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ  
بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ  
فَضْلِهِ ﴿النساء: ۳۷/۱۳﴾

ترجمہ: جو آپ بخل کریں اور اوروں  
سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو  
انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے  
چھپائیں۔ (کنز الایمان)

اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فضائل صدقات



إِذَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً أَحَبَّ  
 أَنْ تَرَى نِعْمَتَهُ عَلَيْهِ.<sup>۱</sup>  
 جب اللہ اپنے کسی بندے کو نعمت سے  
 مشرف فرماتا ہے تو پسند فرماتا ہے کہ وہ

نعمت اس پر دکھائی دے۔

ایک شخص نے کسی زاہد کو چھپا کر کوئی چیز دی تو انہوں نے لینے سے ہاتھ کھینچ لیا  
 اور فرمایا یہ دنیوی ہے؛ سے ظاہر کرنا افضل ہے اور اخروی امور میں چھپانا افضل ہے۔  
 اسی لئے ایک نیک بزرگ نے فرمایا، جب تمہیں مجمع میں کچھ دیا جائے تو  
 لے لو اور پھر تنہائی میں لوٹا دو اور اس پر شکر ادا کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ  
 عَجَلًا.<sup>۲</sup>  
 جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس  
 نے اللہ عجلت کا بھی شکر ادا نہ کیا۔

اور شکریہ ادا کرنا بدلہ دینے کے قائم مقام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الخامس، مسند مالک بن نضلة، ص ۴۵۶،  
 الحدیث: ۱۵۹۸۷)

(الثقات لابن حبان، المجلد الثالث، ص ۳۷۶، الحدیث: ۱۲۳۴)

(التمهید لابن عبد البر، المجلد الثالث، ص ۲۵۳)

(مسند الشہاب، المجلد الثانی، ص ۱۶۱، الحدیث: ۱۱۰۰)

(تاریخ جرجان، ۱/۱۴۲)

(المعجم الکبیر للطبرانی، المجلد الثامن عشر، ص ۱۸۱، الحدیث: ۴۱۸)

(نصب الرایة، ۳/۲۸۳)

۲ (الجامع لمعمر بن راشد، ۱۰/۴۲۵)

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص ۸۳، الحدیث: ۷۴۹۵)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۳۵) ما جاء في الشکر لمن

احسن إليك، ص ۸۹، الحدیث: ۱۹۵۵)

(مسند أبي يعلى، المجلد الأول، من مسند أبي سعيد الخدري، ص ۳۵۷، الحدیث: ۱۱۲۳)

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۲/۳۵۶، الحدیث: ۲۵۰۱)



مَنْ أُسْدَىٰ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا  
فَكَافَتْهُ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا  
فَأْتُوا عَلَيْهِ بِخَيْرٍ وَادْعُوا لَهُ  
حَتَّى تَعْلَمُوا أَنَّكُمْ قَدْ  
كَافَأْتُمُوهُ.<sup>۱</sup>

جو آدمی تم سے نیکی سے پیش آئے تو اسے  
اچھا بدلہ دو اور اگر اس کی طاقت نہ رکھو تو اس  
کے دیئے پر اس کی تعریف کر دو اور اس کے  
لئے دعا کرو حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ  
بدلہ چکا دیا۔

جب مہاجرین صحابہ کرام نے (انصار کا) شکریہ ادا کرنا چاہا تو بارگاہ رسالت  
میں عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ، ہم ان لوگوں سے بہتر کسی قوم کو نہیں جانتے جن کے  
پاس ہم ٹھہرے ہیں، انہوں نے اپنے مال ہم میں تقسیم کر دیئے، ہمیں تو خوف ہے کہ  
کہیں یہ لوگ تمام ہی اجر نہ لے جائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
كُلُّ مَا شَكَرْتُمْ لَهُمْ وَأَنْتُمْ عَلَيْهِ  
بِهِ فَهُوَ مُكَافَأَةٌ.<sup>۲</sup>

تم نے جتنا بھی ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کی  
مدد پر ان کی تعریف کی، یہی بدلہ ہے۔

۱ (الأدب المفرد للبخاري، باب (۱۱۰) من صنع إليه معروف فليكافئه، ص ۷۷، الحديث: (۲۱۵)

(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۳۸) عطية من سأل بالله، ص ۲۱۴، الحديث: (۱۶۷۲)

(المستدرک علی الصحیحین، المجلد الثاني، ص ۷۳، الحديث: (۲۳۶۹)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۷۲) من سأل  
بوجه الله ﷻ، ص ۸۷، الحديث: (۲۵۲۶)

(المغني للمقدسي، ۳۲۳/۹)

۲ (المصنف لابن أبي شيبة، المجلد الخامس، كتاب (۱۹) الأدب، باب (۱۷۶) في الشناء  
الحسن، ص ۳۲۱، الحديث: (۲۶۵۰۱)

(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۸) صفة القيامة والرقائق والورع، باب (۳۳)،  
ص ۳۷۶-۳۷۷، الحديث: (۲۳۸۷)

(مسند أبي يعلى، المجلد الثالث، حميد الطويل عن أنس بن مالك ﷺ، ص ۲۳۸-۲۳۹،  
الحديث: (۳۷۸۰)

(المعجم الأوسط للطبراني، ۲۰۹/۷، الحديث: (۷۲۹۲)



## اظہار اور پوشیدگی کے مسئلہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیق:

اب جب آپ ان باتوں کو سمجھ گئے تو یہ بھی جان لیجئے کہ (مذکورہ بالا) لوگوں کے اختلاف میں اختلاف نہیں بلکہ اختلافِ حالات میں ہے۔

تو اس راز سے پردہ یوں اٹھتا ہے کہ ہم قطعی فیصلہ تو نہیں دے سکتے کہ پوشیدہ دینا ہر حال میں افضل ہے یا ظاہر کر کے؟ مگر (اتنا بتادیں کہ) نیتوں کے بدلنے سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں اور نیتیں، احوال و اشخاص کی تبدیلی سے بدل جاتی ہیں لہذا لازم ہے کہ مخلص آدمی اپنے نفس کی محافظت کرے تاکہ نہ تو دھوکے کی سولی پر لٹکے اور نہ طبیعت کے بناوٹی پن اور شیطان کے مکر میں آئے، اور (یہ بھی اچھی طرح جان لیجئے کہ) ظاہر اُدینے کی نسبت چھپا کر دینے میں دھوکہ اور فریب غالب ہے۔ اس کے باوجود بھی دونوں صورتوں میں مکر و فریب کا عمل دخل ہے۔

چھپانے میں فریب کا دخل طبیعت کا اس کی جانب مائل ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ چھپانے میں لوگوں کے نزدیک جاہ و منزلت کی حفاظت اور لوگوں کی نگاہوں سے اپنی قدر کو گرنے سے بچانا ہے، کیونکہ لوگ اسے توہین آمیز نگاہوں سے دیکھیں گے اور دینے والے کو انعام و احسان کرنے والا سمجھیں گے اور یہ لاعلاج بیماری ہے جو نفس میں جڑ پکڑ لیتی ہے۔

اور شیطان پوشیدگی کے ذریعہ اس پر اچھی باتیں ظاہر کرتا ہے حتیٰ کہ وہ ان پانچوں مذکورہ باتوں کو علت بنا کر پیش کرتا ہے ان تمام باتوں کا معیار ایک ہی بات ہے وہ یہ کہ لینے والے کو اپنے لئے ہوئے صدقہ کا حال کھل جانے سے اتنا ہی دکھ ہو جتنا



اس کے دوسرے احباب کے صدقہ کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کو غیبت، حسد اور بدگمانی سے بچانا ضروری ہو یا پردہ کھل جانے سے بچنا پادینے والے کو پوشیدہ دینے پر مدد دینا یا علم کو زلت سے بچانا مقصود ہو تو یہ تمام باتیں دوسرے بھائی کے صدقہ کا حال کھلنے سے بھی ہوں گی، اگر دوسرے کسی کا حال کھلنے کی بنسبت اپنے حال کا ظاہر ہونا زیادہ تکلیف دہ جانے تو اس وقت خفیہ لینے کے ان فوائد کا یہاں نہ بنانا محض مغالطہ، اور شیطان کے مکر و فریب سے حاصل ہونے والی برائی ہے کیوں کہ علم کو رسوا کرنا اس کے علم ہونے کی وجہ سے (فتیح) ہے اس لئے نہیں کہ وہ زید یا عمرو کا علم ہے۔ اور غیبت کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی کی عصمت کو پیش ہوتی ہے نہ کہ اس لئے کہ وہ خاص شخص (مثلاً زید) کی عزت ہے۔ اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائے تو بسا اوقات شیطان اس شخص سے عاجز ہو جاتا ہے ورنہ تو وہ ہمیشہ ہی زیادہ عمل کا کار بند ہوتے ہوئے بھی کم اجر پانے والا ہوتا ہے اور جہاں تک ظاہر کا مسئلہ ہے تو اس کی طرف طبیعت اس لئے مائل ہوتی ہے کہ اس سے دینے والے کے دل کو طمانینت حاصل ہوتی ہے اور اسے ایسے کاموں پر رغبت دلاتا ہے اور دوسروں کے سامنے اس کو ظاہر کرنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ شخص بہت زیادہ شکر یہ ادا کرنے والوں میں سے ہے تاکہ وہ اس کی تعظیم بجالائیں اور اس پر خرچ بھی کریں اور یہ ایک پوشیدہ مرض ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔ اور نیک بندے پر شیطان اسی صورت میں قادر ہوتا ہے کہ وہ اس خباثت کو اس کے سامنے سنت بنا کر پیش کرے اور اسے کہے کہ شکر یہ ادا کرنا سنت ہے اور چھپانا ریا کاری ہے اور اس کے سامنے وہ فوائد بھی بیان کرے جو ہم نے ذکر کئے تاکہ وہ اسے ظاہر کرنے پر برا بیختہ کرے جبکہ اسے دکھاوے پر اُکسائے اس کا

فضائل صدقات



چھپانے کا مقصد وہی ہے جو ہم (یعنی امام غزالی) نے ذکر کیا۔

اس کا معیار یہ ہے کہ شکر کی طرف نفس کے مائل ہونے کو یوں مد نظر رکھے کہ نہ دینے والے کو معلوم ہو اور نہ ان لوگوں کو جو اسے دینے میں رغبت رکھتے ہیں اور ایسی جماعت کو معلوم ہو جو ظاہر کر کے دینے کو مکروہ جانتے ہیں اور اس کو پوشیدہ رکھنے میں رغبت رکھتے ہیں ان کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسے ہی کو دیتے ہیں جو لیا ہوا مخفی رکھے اور شکر یہ بھی ادا نہ کرے اور اگر یہ حالات اس کے نزدیک برابر ہوں تو جان لینا چاہئے کہ یا تو اس کا مقصد شکر یہ ادا کرنے میں قیام سنت اور اظہارِ نعمت ہے ورنہ تو دھوکہ ہے۔

پھر جب یہ معلوم ہو جائے کہ شکر یہ ادا کرنے میں قیام سنت ہے تو دینے والے کا حق ادا کرنے سے ہرگز غافل نہ ہو۔ لہذا اگر وہ ایسا شخص ہو جو شکر یہ ادا کرنے کو اور اس کے اظہار کو پسند کرتا ہو تو مناسب یہی ہے کہ چھپائے اور شکر یہ ادا نہ کرے۔ تاکہ اس کا حق ادا کرنے میں ظلم پر اس کی مدد نہ کرے اور اس (لینے والے) سے شکر یہ کا مطالبہ بھی ظلم ہے اور جب معلوم ہو کہ وہ نہ شکر یہ ادا کرنے کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی اس کو یہ مقصود ہے تو اس وقت اس کا شکر یہ ادا کرے اور اس کے صدقہ کا چرچا بھی کرنے اسی لئے حضور ﷺ کے سامنے کسی شخص کی تعریف کی گئی تو آپ نے فرمایا تم نے اس کی گردن مار دی اگر وہ سن لے تو فلاح نہ پائے گا۔ حالانکہ حضور ﷺ خود لوگوں کے منہ پر ان کی تعریف فرماتے، کیونکہ آپ کو ان کے یقین پر اعتماد تھا اور آپ کو علم تھا کہ یہ تعریف ان کو ضرر نہ دے گی بلکہ بھلائی کی جانب ان کی رغبت کو بڑھائے گی۔

فضائل صدقات



(کہ آپ ﷺ دلوں کے احوال سے بھی باخبر ہیں جو کہ غیب ہے)۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ زَيْنَبِ الثَّقَفِيَّةِ امْرَأَةِ عَبْدِ  
اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: "تَصَلَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ  
وَلَوْ مِنْ حُلَيْكُنَّ"، قَالَتْ:  
فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
مَسْعُودٍ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ رَجُلٌ  
خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ، وَإِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأَتَيْهِ  
فَأَسْأَلُهُ، فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ  
يُجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى  
غَيْرِكُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَلِ اثْبَتِيهِ  
أَنْتِ، فَاَنْطَلَقْتُ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ  
الْأَنْصَارِ بِيَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
مِثْلُ حَاجَتِهَا حَاجَتِي، وَكَانَ

زوجہ حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت  
زینب ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا، اے عورتوں کی جماعت  
صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیور سے ہی ہو،  
فرماتی ہیں، میں عبد اللہ کی طرف لوٹی  
کہا، تم کچھ مسکین و تنگدست ہو اور  
رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کا حکم دیا  
ہے تم وہاں حاضر ہو کر پوچھ آؤ اگر تم پر  
میرا صدقہ کرنا درست ہو تو خیر ورنہ  
میں آپ لوگوں کے سوا کسی اور جگہ  
خرچ کروں، فرماتی ہیں، کہ مجھ سے عبد  
اللہ بولے، کہ تم ہی وہاں جاؤ، لہذا  
میں چلی گئی تو حضور کے در اقدس پر  
ایک اور انصاری بی بی تھیں جنہیں

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الأول، کتاب أسرار الزکاة، الفصل الرابع فی صدقة التطوع  
وفضلها وآداب أخذها وإعطائها، بیان اخفاء الصدقة وإظهارها، ص ۳۲۱-۳۲۲)



میرے جیسا ہی کام تھا، فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ پر قدرتی ہیبت دی گئی تھی، فرماتی ہیں، کہ ہمارے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے ہم نے ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جائیں اور عرض کریں کہ دروازے پر دو بیبیاں ہیں جو حضور سے پوچھتی ہیں کہ کیا ان کا اپنے خاوندوں اور ان یتیموں پر خرچ کر دینا جو ان کی پرورش میں ہوں صدقہ بن جائیگا؟ اور یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، فرماتی ہیں، کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ پوچھا، ان سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، وہ کون ہیں؟ عرض کی کہ ایک انصاری بی بی اور زینب ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کونسی زینب؟ عرض کی عبد اللہ بن مسعود کی زوجہ، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ انہیں دوہرا ثواب ہے ایک ثواب قرابت کا دوسرا صدقہ کا۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: ائْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَنْ تُجْزِيَ الصَّدَقَةَ عَنْهُمَا عَلَى أَرْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِيهِ حُجُورُهُمَا؟ وَلَا تُخْبِرُهُ مَنْ نَحْنُ. قَالَتْ: فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ هُمَا؟"، فَقَالَ: امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، وَزَيْنَبُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّ الزَّيْنَبِ؟"، قَالَ: امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَهُمَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الْقَرَابَةِ، وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ".<sup>۱</sup>

۱ (سنن الدارمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۳) ای الصدقة أفضل، ص ۴۸۴، الحدیث: ۱۶۶۰) (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۵۰) الزکاة علی الزوج والایتام فی الحجر، ص ۳۶۰-۳۶۱، الحدیث: ۱۴۶۶)



”غالباً حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد (اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو) عید کے دن تھا چونکہ اُس زمانہ میں عورتیں بھی نماز عید کے لئے عید گاہ جاتی تھیں اور اُن کے لئے بعد نماز مخصوص وعظ ہوتا تھا، اُس وعظ میں آپ نے یہ سنا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ عورتوں کے استعمالی زیور پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور یہ زکوٰۃ عورت پر فرض ہے نہ کہ اُس کے خاوند پر خواہ میسے سے زیور ملا ہو یا سُسرال والوں نے دیا ہو بشرطیکہ (انہوں نے) مالک کر دیا ہو، لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے امام شافعی کے ہاں پہننے کے زیور میں زکوٰۃ نہیں۔“

اور حضرت زینب نے حضرت عبداللہ سے جو کہا، ”یعنی اگر تم کو میرا صدقہ دینا درست ہو تو تب تو میں تم ہی کو صدقہ دے دوں، ورنہ کسی اور کو دوں: اس سے معلوم ہوا غنی عورت کا خاوند اور غنی خاوند کی بیوی ایک دوسرے کے غنی سے غنی نہ مانے جائیں گے، جیسے امیر کی بالغ اولاد باپ کے غنا سے غنی نہیں ہوتی، دیکھو حضرت ابن مسعود کی بیوی غنیہ تھیں مگر خود ابن مسعود مسکین تھے۔“

”حضرت ابن مسعود کی کچھ اولاد بھی تھی، اور اب حضرت زینب اُن کی پرورش فرماتی تھیں، غیر کم میں ان سب سے خطاب ہے، یعنی اگر تمہیں اور تمہارے

= (صحیح مسلم، کتاب (۱۴) الزکاة، باب (۱۴) فضل النفقة والصدقة على الأقربین إلخ، ص ۳۶۰، الحدیث: ۴۵-۱۰۰۰))  
 (سنن ابن ماجہ، المجلد الثانی، کتاب (۸) الزکاة، باب (۲۴) الصدقة على ذي قرابة، ص ۳۰۶-۳۰۷، الحدیث: ۱۸۳۴)  
 (سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۸۲) الصدقة على الأقارب، ص ۹۷، الحدیث: ۲۵۸۳)  
 (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۷) أفضل الصدقة، الفصل الأول، ص ۳۶۶-۳۶۷، الحدیث: ۱۹۳۳)



ان بچوں کو میرا صدقہ لینا درست ہو تو میں تمہیں دے دوں ورنہ دوسروں کو دوں۔“  
 اور راویہ رضی اللہ عنہا کا وہ فرمان، کہ رسول اللہ ﷺ پر قدرتی ہیبت دی گئی،  
 ”یعنی رب العالمین نے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال دی تھی جسکی وجہ سے ہر شخص بغیر  
 اجازت خدمت میں حاضر ہونے، عرض معروض کرنے کی ہمت نہ کرتا تھا، اور  
 حاضرین بارگاہ بھی ایسے خاموش اور باادب بیٹھتے تھے جیسے انکے سروں پر پرندے  
 ہیں، حالانکہ سرکار انتہائی خلیق اور بہت رحیم و کریم تھے، شعر  
 ہیبتِ حق است این از خلق نیست ❁ ہیبتِ ایں مرد صاحبِ دلق نیست  
 اسی وجہ سے دونوں بیبیاں دروازے پر کھڑی رہ گئیں، بارگاہ پاک میں  
 باریاب نہ ہوئیں۔“

اور ”شاید یتیموں سے اُن کے خاوندوں کی وہ اولاد مراد ہے جن کی والدہ  
 فوت ہو چکی تھی یعنی ان کی سوتیلی اولاد نہیں یتیم کہنا مجازاً ہے، ورنہ انسان یتیم وہ نابالغ  
 ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو جائے اور جانوروں میں وہ بچہ یتیم جس کی ماں مر جائے،  
 ان بیبیوں کا خیال یہ تھا کہ چونکہ یہ سب لوگ ہمارے ساتھ ہی رہتے سہتے ہیں اور  
 ساتھ کھاتے پیتے ہیں، اگر انہیں صدقہ دیا گیا، تو اس کا کچھ حصہ ہمارے کھانے میں  
 بھی آجائیگا لہذا ناجائز ہونا چاہئے۔“

اور بیبیوں کا یہ عرض کرنا، کہ یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، ”تا کہ حاضرین میں  
 ہمارا نام نہ لیا جائے اور ہمارا سوال ریا نہ بن جائے یا ہم بلانہ لی جائیں۔“  
 ”حضرت بلال کا جواب (ابن مسعود کی زوجہ زینب ہیں) نہایت ایمان  
 افروز ہے کیونکہ ان بیبیوں نے کہا تھا کہ ہمارا نام نہ بتانا، حضور انور ﷺ نے فرمایا نام  
 فضائل صدقات



بتاؤ تو حکم رسول و حکم امتی میں تعارض ہوا، جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ترجیح ہوئی اور امتی کا حکم قابل قبول عمل نہ رہا: (صاحب) مرقات نے یہاں فرمایا کہ حضرت بلالؓ پر نام بتا دینا فرض شرعی ہو گیا، کیونکہ حضور انور ﷺ کا حکم ماننا فرض ہے، انہیں دوسری بی بی کا نام معلوم نہیں تھا اور نہ وہ بھی بتا دیتے۔“

”سارے ائمہ اس پر متفق ہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتا مگر اس میں اختلاف ہے کہ بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں، ہمارے امام اعظم فرماتے ہیں کہ نہیں دے سکتی، دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ دے سکتی ہے، اُن بزرگوں کی دلیل یہ حدیث ہے امام اعظم فرماتے ہیں کہ یہاں صدقہ نفل مراد ہے، صدقہ فرض کی تصریح نہیں، نیز عورت و خاوند کے مال قریباً مشترک ہوتے ہیں، تو جب خاوند بیوی کو زکوٰۃ نہ دے سکا تو بیوی خاوند کو زکوٰۃ کیسے دے سکتی ہے صدقہ کا لفظ صدقہ نفل پر عام شائع ہے۔“ (ملخصاً)

امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

پوشیدہ صدقہ کا فائدہ یہ ہے کہ ریاکاری اور سنانے سے آزادی مل جاتی

ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ مُسْمِعٍ وَلَا مُرَاءٍ  
وَلَا مَنَّانٍ.

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا صدقہ قبول نہیں  
فرماتا جو سنانا چاہے نہ دکھاوا کرنے  
والے کا، نہ احسان جتانے والے کا۔

اور اپنے صدقہ کا تذکرہ کرنے والا (درحقیقت) اس صدقہ کے چرچے کا طالب ہوتا

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۸ تا ۱۲۰)



ہے۔ اور لوگوں کے مجمع میں دینے والا ریاکاری کا طلبگار ہوتا ہے۔ لہذا چھپانا اور خاموش رہنا باعثِ نجات ہے۔

ایک جماعت نے پوشیدگی کی فضیلت میں اس قدر مبالغہ کیا کہ ان کی کوشش رہی کہ لینے والا بھی نہ جان سکے کہ دینے والا کون ہے؟

بعض تو نابینا کے ہاتھ میں دیتے اور بعض فقیر کے رستے میں ڈال دیتے اور فقیر کی بیٹھک کے پاس یوں رکھ دیتے کہ دینے والا نظر ہی نہ آتا۔ اور بعض تو سوئے

ہوئے فقیر کے کپڑوں میں ڈال دیتے اور بعض دوسروں کے ہاتھ فقیر کو یوں بھجواتے کہ اُسے دینے والے کا علم نہ ہو اور دینے والا پہنچانے والے (وکیل) کو چھپانے کا

کہہ رکھتا کہ اس کے بارے میں نہ بتائے ان تمام مساعی کا ثمرہ فقط یہ ہوتا کہ رب تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھادیں اور دکھاوے اور بنانے سے بچ جائیں اور اگر کسی

کو پہچانے بغیر دینا ممکن نہ ہو تو وکیل کو دے دیا جائے تاکہ وہ مسکین کے سپرد کر دے اور وہ مسکین بھی پہلے دینے والے کو نہ جان سکے کیونکہ مسکین کے جان لینے سے دکھاوا

اور احسان کا اظہار دونوں کا امکان ہے البتہ وکیل کا واسطہ ریاکاری کا باعث نہ ہوگی اور جب دینے میں شہرت مقصود ہو تو عمل کا اجر ضائع ہو جاتا ہے کیوں کہ زکوٰۃ کنجوسی کو

زائل کرتی ہے اور محبت مال کو کمزور کرتی ہے اور جاہ و مرتبہ کی حرص مال کی محبت سے زیادہ جلد نفس پر غالب آتی ہے اور دونوں ہی آخرت میں ہلاکت کی باعث ہیں مگر

کنجوسی قبر میں بچھو کی شکل میں آتی ہے اور ریاکاری گنجه سانپ کی مثل۔ جبکہ دینے والے کو حکم ہے کہ وہ ان دونوں (بچھو و سانپ) کی اذیت کو دور کرنے یا کم کرنے کے

لئے ان کو کمزور کرے یا قتل کر دے (یعنی کنجوسی اور دکھاوے سے پرہیز کرے)۔ اور فضائل صدقات



جب وہ دکھاوے اور سنانے کا ارادہ کرے گا تو گویا وہ بچھو کے بعض اعضاء کو سانپ کی غذا بنادے گا اس طرح بچھو جوں جوں کمزور ہوگا سانپ اسی قدر طاقتور ہوگا اور اگر معاملے کو ویسے ہی چھوڑ دے تو اس پر یہ کام آسان ہوگا۔ لہذا اگر ان صفات کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے تو انہیں قوت ملتی ہے اور اگر ان کے تقاضے کے خلاف کرے تو یہ کمزور ہوتی ہے تو بخل کا تقاضہ کرنے والے کاموں کی مخالفت اور دکھاوے کے باعث امور کو مان لینے کا کیا فائدہ ہے، اس طرح کمزور کمزور تر اور قوی مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الأول، کتاب أسرار الزکاة، باب دقائق الآداب الباطنة في الزکاة، الوظيفة الثالثة، ص ۳۰۳)



# کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے

## فضائل

فرائض و واجبات کو کما حقہ بجالاتے ہوئے صدقات اور دیگر نفلی عبادات و افعال کے سبب اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بیشک نیک پیس گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور کیا ایک چشمہ ہے جس میں اللہ کے نہایت خاص بندے پیس گے اپنے مخلوق میں اُسے جہاں چاہیں بہا کر لیجائیں گے اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔ (کنز الایمان)

إِنَّ الْآبِرَاءَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ  
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۖ عَيْنًا  
يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا  
تَفْجِيرًا ۙ يُوفُونَ بِالْغَدَاةِ وَ  
يَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شُرُكُ  
مُسْتَطِيرًا ۙ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى  
حَبِّهِ مَسْكِينًا وَ يَتِيمًا وَ أَسِيرًا ۙ  
إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ  
مِنْكُمْ جَزَاءً وَ لَا شُكُورًا ۙ

(الدھر: ۵۱، ۵۲-۹)



”شانِ نزول: یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کثیر فضلہ کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے، ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا (یعنی پورا کرنے) کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیانا ہے) جو لائے حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم اور ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دیدی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا“۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ”تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ“.<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کہ کون سا اسلام اچھا ہے؟ فرمایا، کھانا کھلاؤ اور ہر جانے انجانے شخص کو سلام کرو۔

۱ (خزان العرفان)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الرابع، کتاب (۷۹) الاستئذان، باب (۹) السلام للمعرفة وغير المعرفة، ص ۱۴۵، الحدیث: ۶۲۳۶)

(صحیح مسلم، کتاب (۱) الإیمان، باب (۱۴) بیان تفاضل الإسلام إلخ، ص ۴۰، الحدیث: ۶۳-۳۹)

(سنن أبی داود، المجلد الخامس، کتاب (۳۵) الأدب، باب (۱۴۲) فی إفشاء السلام، ص ۲۳۸، الحدیث: ۵۱۹۴)

فضائل صدقات







عمل کر کے میں جنت میں جاسکوں، فرمایا  
کھانا کھلاؤ، سلام کو پھیلاؤ اور صلہ رحمی کرو،  
رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں، تم  
سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔

عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: أَطْعِمِ  
الطَّعَامَ، وَأَقْسِ السَّلَامَ، وَصِلِ  
الْأَرْحَامَ، وَصَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ  
نِيَامٌ، تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ<sup>۱</sup>۔

اسی طرح دیگر اعمال خیر کے علاوہ بطور صدقہ کھلانے پلانے والوں کے لئے

جنت کی بھی بشارت ہے، چنانچہ:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،  
فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رحمٰن  
کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ جنت  
میں سلامتی سے چلے جاؤ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم:  
"اعْبُدُوا الرَّحْمَنَ، وَأَطْعِمُوا  
الطَّعَامَ، وَأَقْسُوا السَّلَامَ  
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"<sup>۲</sup>۔

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص ۱۷۴، الحديث: ۷۹۱۹، وعلى  
ص ۲۹۷، الحديث: ۱۰۳۰۴)

۲ (المسند للإمام أحمد، المجلد الثاني، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ص ۶۱۳، الحديث:  
۲۵۸۷، وعلى ص ۶۲۶، الحديث: ۶۸۳۸)

(سنن الدارمی، کتاب (۸) الأطعمة، باب (۳۹) في إطعام الطعام، ص ۶۳۸، الحديث:  
۱/۲۰۸۵)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۶) الأطعمة، باب (۳۵) ما جاء في فضل إطعام  
الطعام، ص ۳۹، الحديث: ۱۸۵۵)

(سنن ابن ماجه، المجلد الرابع، کتاب (۳۳) الأدب، باب (۱۱) إفشاء السلام، ص ۲۳۱،  
الحديث: ۳۶۹۳)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزكاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الثاني،  
ص ۳۶۲، الحديث: ۱۹۰۸)

فضائل صدقات



”رحمن کو پوجنا بہت جامع فرمان ہے جس میں ہر قسم کی عبادتیں داخل ہیں اگر یہ حدیث زکوٰۃ و روزہ کی فرضیت کے بعد کی ہو جب بھی درست ہے کہ عبادت رحمان میں وہ چیزیں بھی آگئیں“۔<sup>۱</sup>

کھلانے پلانے والوں کے لئے جنت میں خوبصورت درتچے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ عُرْفًا يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا"، فَقَالَ: أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَالنَّاسُ نِيَامٌ".<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، بے شک جنت میں ایسے درتچے ہیں کہ جن کا ظاہر اندر سے نظر آتا ہے اور اندرونی حصہ باہر سے، تو ابو مالک اشعری نے عرض کی یہ کس کے لئے ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا جو اچھی بات کہے اور کھانا کھلائے اور کھڑے ہو کر (یعنی نماز پڑھتے ہوئے) رات گزارے جبکہ لوگ سوئے ہوتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ فِي

حضرت ابو مالک اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا،

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۰۳)

۲ (المسند للإمام أحمد، المجلد الثاني، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ص ۶۱۹، الحديث: ۶۶۱۵)

(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الصيام، باب (۱۲۰) من لم ير بسرد الصيام بأساً إلخ، ص ۳۹۵، الحديث: ۸۳۷۹)



الجَنَّةِ غُرَفًا يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ  
بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا  
أَعَدَّهَا اللَّهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ،  
وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ،  
وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ<sup>۱</sup>۔

جنت میں ایسے درتپے ہیں جن کا باہر اندر سے  
اور اندر باہر سے دیکھا جاتا ہے یہ اللہ نے ان  
کے لئے بنائے جو بات نرم کریں اور کھانا  
کھلائیں اور متواتر روزے رکھیں اور جب  
لوگ سوتے ہوں تو رات میں نماز پڑھیں۔

”یعنی ان کی دیواریں اور کواڑ ایسے صاف و شفاف کہ نگاہ کو نہیں روکتے  
جس کا نمونہ کچھ دنیا میں شیشے کی دیواروں اور کواڑوں میں نظر آتا ہے اس شفافی میں  
اس کے خسن و خوبی کی طرف اشارہ ہے۔“

”وہ درتپے ان لوگوں کے لئے ہیں جن میں یہ چار صفات جمع ہوں ہر  
مسلمان دوست یا دشمن سے نرمی سے بات کرنا، کفار سے سخت کلامی بھی عبادت ہے،  
رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ۲۹/۳۸] ترجمہ: کافروں پر  
سخت ہیں (کنز الایمان) اور فرماتا ہے: ﴿وَلِيُجِدُوا فِيكُمْ غِلَظَةً﴾  
[التوبة: ۱۲۳/۹] ترجمہ: اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں (کنز الایمان) ہر خاص و عام  
کو کھانا کھلانا، اس میں مشائخ کے لنگروں کا ثبوت ہے بعض بزرگوں کے ہاں چرندوں  
پرندوں کو بھی دانا پانی دیا جاتا ہے وہ طعام کو بہت عام کرتے ہیں۔“<sup>۲</sup>

کھلانے پلانے والوں کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں میں بہتر فرمایا:

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند أبي مالك الأشعري، ص ۶۰۶، الحديث: ۲۳۲۹۳)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الصلاة، باب (۳۳) التحريض على قيام الليل،  
الفصل الثاني، ص ۲۳۳، الحديث: ۱۲۳۲)

۲ (مرآة السانج شرح مشكاة المصابيح، ج ۲، ص ۲۶۰)



حضرت حمزہ بن صہیب اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، کہ حضرت عمر نے صہیب سے فرمایا، تمہارے اندر کھانے کے معاملے میں بے اعتدالی ہے۔ تو انہوں نے جواباً عرض کی میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، تم میں بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ ﷺ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ: فِيكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ" ۱

مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا موجب رحمت سے ہے، چنانچہ حدیث شریف

میں ہے:

حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اسباب رحمت میں سے ایک سبب نادار مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مِنْ مُوجِبَاتِ الرَّحْمَةِ إِطْعَامُ الْمُسْلِمِ الْمَسْكِينِ" ۲

صدقہ کردہ کھجور اور روٹی کا ٹکڑا اجر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُحد پہاڑ کی

مثل ہو جاتے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا، بے شک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند صہیب، ص ۹۲۴، الحدیث: ۲۳۴۲۲)

۲ (الترغیب والترہیب، المجلد الثانی، کتاب الصدقات، الترغیب فی إطعام الطعام وسقی الماء

إلخ، ص ۳۳، الحدیث: ۹)



اللَّهُ لِيُرِيَّ لِأَحَدِكُمُ التَّمْرَةَ  
وَاللُّقْمَةَ كَمَا يُرِيَّ أَحَدَكُمُ  
فَلْوَهُ، أَوْ فَصِيلَهُ حَتَّى يَكُونَ  
مِثْلَ أَحَدٍ<sup>۱</sup>

اللہ تعالیٰ تمہاری (صدقہ شدہ) کھجور اور لقمہ کی  
اس طرح پرورش فرماتا ہے جیسا کہ تم میں کوئی  
اپنے پچھڑے یا اونٹ کی، یہاں تک کہ وہ  
کھجور یا لقمہ طعام (یعنی اس کا اجر و ثواب)  
اُحد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

یوں ہی روٹی کے ایک ٹکڑے یا ایک کھجور کے دانے کو صدقہ کرنے سے تین  
لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
لَيَدْخُلُ بِلُقْمَةِ الْخُبْزِ، وَقَبْصَةِ  
التَّمْرِ وَمِثْلِهِ مِمَّا يَنْفَعُ  
الْمِسْكِينَ ثَلَاثَةَ الْجَنَّةِ: الْآمِرَ  
بِهِ، وَالزَّوْجَةَ الْمُصْلِحَةَ لَهُ،  
وَالْخَادِمَ الَّذِي يُنَاوِلُ  
الْمِسْكِينَ". وَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
لَمْ يَنْسَخْ خِدْمَانًا"<sup>۲</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک ایک روٹی کے نوالے یا  
ایک کھجور کے دانے یا اسی کی طرح کوئی اور ایسی چیز  
جس سے مسکین کو فائدہ ہو، کی وجہ سے اللہ تعالیٰ  
تین لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، ایک وہ  
شخص جو صدقہ کا حکم دے، دوسری وہ بیوی جو شوہر  
کے لئے نیک ثابت ہو اور تیسرا وہ خادم جو (حکم  
حاکم) مسکین کو دے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،  
تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو ہمارے  
خُدام کو کبھی فراموش نہیں فرماتا۔

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند عائشة رضي الله عنها، ص ۴۹۵، الحديث:

(۲۶۶۶۳)

۲ (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الخامس، ص ۲۷۸، الحديث: ۵۳۰۹)

(المستدرک على الصحيحين، المجلد الرابع، ص ۱۳۹، الحديث: ۷۱۸۷)



ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: جَاءَ  
أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ، عَلِمَنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي  
الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "لِإِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ  
الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ،  
أَعْتَقِي النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ، فَإِنْ  
لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ فَاطْعِمِ الْجَائِعَ،  
وَاسْقِ الظَّمْآنَ". (ملخصاً)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں، ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ  
میں حاضر ہوا عرض کی، یا رسول اللہ مجھے  
ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں  
لے جائے، فرمایا تو نے خطبہ پورا نہ  
سنا اس لئے تجھے یہ مسئلہ درپیش ہے، غلام  
آزاد کر اور گردنیں چھڑا، اگر اتنی طاقت  
نہیں تو بھوکے کو کھلا اور پیاسے کو پلا۔

جنت اور اس میں داخل ہونے کا علم، غیب سے تعلق رکھتا ہے، اعرابی رضی اللہ عنہ کے  
ایمان پر فدا ہو جائیے کہ جنہوں نے بارگاہِ ناز میں سب سے پہلے تو ادباً یا رسول اللہ کہا،  
یعنی میں اللہ پر تو ایمان رکھتا ہوں ساتھ ہی ساتھ ان کفار سے لا تعلقی کا بھی اعلان کرتا  
ہوں جو آپ کے بغض میں آپ کی رسالت کے منکر ہوئے، یعنی میں آپ کو رسول اللہ  
مانتا ہوں پھر یہ بھی مانتا ہوں کہ آپ میری سنتے ہیں اور میری جانب آپ کی توجہ کا طالب  
ہوں، اور یہی تو شعارِ اہلسنت ہے اور یہی مقصودِ اہل سنن جو عین اتباع صحابہ ہے۔ پھر  
اپنے ایمان افروز سوال سے قیامت تک کے غلاموں کے دلوں کو تسکین بخشی، کہ جنت  
(جو کہ غیب ہے) میں دخول (یہ بھی غیب ہے) کے متعلق علم عطا فرمائیے۔ ان صحابی  
کے ایک سوال نے دو سوالوں کے جواب دے دیئے، ایک یہ کہ تعلیم وہی دیتا ہے جو علم

المسند للإمام أحمد، المجلد السادس، مسند البراء بن عازب، ص ۳۵۱، الحدیث: ۱۸۸۵۰

فضائل صدقات



رکھتا ہو اور جو علم رکھنے وہ بے علم نہیں ہوتا، معلوم ہوا سرکارِ دو عالم ﷺ پڑھے لکھے آدمی ہیں، دوسرا جواب اس سوال کے متعلق دیا کہ کیا نبی کو غیب پر اطلاع ہے؟ صحابی کے ایمان اور منکر کے گمان کا موازنہ ملاحظہ ہو اور دودھ کے دودھ اور پانی کے پانی ہونے کا منظر دیکھئے، اور قربان جائیے سرکارِ ﷺ کے جواب کے کہ جنہوں نے سائل کو تہی دامن نہ لوٹایا اور جنت میں دخول کا فارمولہ عنایت فرما دیا، اور قیامت تک کے مسلمانوں کو باور کرادیا کہ میں صحابی کے اس ایمان کی تصدیق کر رہا ہوں۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ظاہری حیات میں عنایات کا یہ عالم تھا تو اب وصال باکمال کے بعد بدرجہ اولیٰ ہے اور آج بھی آپ کی جو دو عطا بلاشبہ اور بھی جوش پر ہوں گے۔ اپنوں کی سمجھ میں تو یہ بات آگنی مگر غیروں میں کچھ کھلبلی محسوس کی جارہی ہے، لہذا کچھ وضاحت کی جاتی ہے، دیکھئے! آپ ﷺ نے فرمایا نَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (سبع ابن ماجہ، کتاب (۶) الجنائز، باب (۶۵) ذکر وفاته ودفنه ﷺ، الحدیث: ۱۶۳۷) اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اُسے رزق دیا جاتا ہے، لہذا ذہن کے کسی گوشے میں پیدا ہونے والی اس شیطانی خلش اور شہر کے کونے کونے میں انسانی سازش کا قلع قمع ہو گیا کہ آیا نبی کریم ﷺ حیات میں یا (معاذ اللہ) نہیں؟، دوسری بات یہ کہ آپ ﷺ کے فرمان کی حقانیت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ قرآن اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم: ۵۳/۳] ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (کنز الایمان)۔ تیسری بات یہ کہ اس روز کے مقابل آج آپ ﷺ کے مراتب بدرجہ اولیٰ بلند ہونے کی گواہی بھی قرآن دے رہا ہے: ﴿وَلَا خَيْرَٰةَ خَيْرَٰةٍ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِ﴾ [الضحیٰ: ۹۳/۳] ترجمہ: اور بیشک کچھلی تمہارے فضائل صدقات



لئے پہلی سے بہتر ہے (کنز الایمان) معلوم ہوا، جو دو سخا کے پیکر اللہ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آج بھی ہم عصیاں شعاروں اور بے کاروں کی امداد کے لئے دستِ کرم بڑھائے ہوئے ہیں۔ سمجھدار وہی ہے جو حق کو حق جانے اور اسکی اتباع کرنے، اور ضدی کے لئے موت ہی کافی ہے پھر معلوم ہو جائے گا۔

پیٹ بھر روٹی کھلانے والے کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے سات خندقیں (مزید) دور فرمادیتا ہے اور ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَطْعَمَ أَخَاهُ خُبْرًا حَتَّى يُشْبِعَهُ، وَسَقَاهُ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى يُرْوِيَهُ بَعْدَهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ كُلِّ خَنْدَقٍ مَسِيرَةٌ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ" ۱

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اپنے بھائی کو کھلا کر سیرا کر دے اور پلا کر سیرا کر دے، تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے سے (مزید) دور فرمادے گا جبکہ ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال ہوگی۔

ہر تر جگر یعنی ہر ذی روح کی شکم سیری افضل صدقہ فرمایا گیا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يُرْوَى مِنْ مَاءٍ حَيْثُ كَانَ" ۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، افضل صدقہ یہ ہے کہ

۱ (شعب الایمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) فی الزکاة، فصل فی إطعام الطعام وسقي الماء، ص: ۲۱۸، الحدیث: ۳۳۶۸)



تو بھوکے کلیجے کو سیر کر دے۔  
تَشْبَعُ كَبِدًا جَائِعًا“<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثَمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَأٍ سَقَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خَضِرِ الْجَنَّةِ“<sup>۲</sup>

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بروزِ قیامت جنت کے پھل کھلائے گا، اور جو کسی مسلمان کو پیاس میں پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بروزِ قیامت مہر کی گئی نٹھری شراب پلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُسے جنت کی پوشاک پہنائے گا۔

مریضوں کی تیمارداری اور بھوکوں پیاسوں کی داد رسی سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ ﻋَلَيْكَ مِنْ خَضِرِ الْجَنَّةِ“<sup>۳</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ ﻋَلَيْكَ

<sup>۱</sup> (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب في الزكاة، فصل في إطعام الطعام وسقي الماء، ص ۲۱۷، الحديث: ۳۳۶۷)

<sup>۲</sup> (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۸) صفة القيامة والرقائق والورع، باب (۱۸)، ص ۳۵۸، الحديث: ۲۳۳۹)



يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ:  
مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدَّنِي قَالَ: يَا  
رَبِّ كَيْفَ أَدْعُوكَ، وَأَنْتَ  
رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا  
عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضٌ  
فَلَمْ تَعُدَّهُ، أَمَا عَلِمْتَ لَوْ عُدَّتَهُ  
لَوْجَدْتَنِي عِنْدَهُ. يَا ابْنَ آدَمَ  
اسْتَطَعْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي.  
قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ،  
وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا  
عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطَعَمَكَ عَبْدِي  
فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، أَمَا عَلِمْتَ  
إِنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوْجَدْتَ  
ذَلِكَ عِنْدِي. يَا ابْنَ آدَمَ  
اسْتَسْقَيْتُكَ؛ فَلَمْ تَسْقِنِي.  
قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أُسْقِيكَ،  
وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ:  
اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ  
تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ

قیامت کے دن فرمائے گا اے انسان میں  
بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی بندہ کہے گا  
الہی میں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو  
جہانوں کا رب ہے فرمائے گا، کیا تجھے خبر  
نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس  
کی بیمار پرسی نہ کی، کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو  
اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا  
اے آدمی! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے  
مجھے نہ کھلایا عرض کرے گا الہی! تجھے میں  
کیسے کھلاتا تو تو جہانوں کا رب ہے،  
فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے  
فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اسے نہیں  
کھلایا کیا تجھے پتہ نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا تو  
میرے پاس پاتا، اے انسان! میں نے تجھ  
سے پانی مانگا تو تو نے مجھے نہ پلایا عرض  
کرے گا مولا! میں تجھے کیسے پلاتا تو تو  
جہانوں کا رب ہے، فرمائے گا تجھ سے  
میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے  
اسے نہ پلایا اگر تو اسے پلاتا

فضائل صدقات



وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي“<sup>۱</sup> تو آج میرے پاس وہ پاتا۔

”اس میں اشارہ یہ فرمایا گیا کہ بندہ مومن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر و شاکر ہو کیونکہ بیمار مومن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیمار، کاشانہ یار ہیں حدیث قدسی ہے: **أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ لِأَجَلِي**، میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں، اس ترتیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے اس کا ذکر پہلے کیا۔ اور حدیث شریف میں جو فرمایا کہ، اگر کھلاتا تو اسے میرے پاس پاتا، ”یعنی اس کھانے کا ثواب یہاں پاتا، خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا، معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے۔“

”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء مساکین اللہ کی رحمت ہیں ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے، تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے مولانا فرماتے ہیں: شعر

ہر کہ خوابد ہم نشینی با خدا ❁ اوشیند در حضور اولیاء

قرآن کریم فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا﴾ (ترجمہ: اور اگر جب

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۴۵) البر والصلة والآداب، باب (۱۳) فضل عیادة المریض، ص ۹۹۷، الحدیث: ۲۴-۲۵۶۹)  
(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الجنائز، باب (۱) عیادة المریض و ثواب العرض، الفصل الأول، ص ۲۹۳، الحدیث: ۱۵۲۸)



وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (کنز الایمان) (الآیة ﴿لَوْ جَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا سَحِيمًا﴾<sup>۱</sup>)  
 (النساء: ۶۴/۴) ترجمہ: تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں  
 (کنز الایمان) صوفیاء فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آجائے  
 وہ خدا کو پالے گا، مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور یہ حدیث ہے۔<sup>۱</sup>

روزہ دار، مسکین کو کھانا کھلانے والے، جنازہ میں شریک ہونے والے اور

مریض کی عیادت کرنے والوں کے لئے بھی جنت کی بشارت فرمائی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،  
 فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،  
 آج تم میں سے کس نے روزہ دار ہو کر صبح  
 کی؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے، فرمایا  
 آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھلایا؟  
 حضرت ابو بکر نے عرض کی، میں نے،  
 فرمایا، آج تم میں سے کس نے جنازے  
 میں شرکت کی؟ حضرت ابو بکر نے عرض  
 کی، میں نے، فرمایا، آج تم میں سے کس  
 نے کسی بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکر  
 نے عرض کی میں نے، فرمایا کہ جس شخص  
 میں یہ تین خصلتیں جمع ہو جائیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ أَصْبَحَ  
 مِنْكُمْ الْيَوْمَ صَائِمًا؟"، فَقَالَ:  
 أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَا، فَقَالَ: "مَنْ  
 أَطْعَمَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟"،  
 فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا. قَالَ: "مَنْ  
 تَبَعَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟"، قَالَ  
 أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَا، فَقَالَ: "مَنْ  
 عَادَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟" قَالَ:  
 أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا اجْتَمَعَتْ هَذِهِ  
 الْخِصَالُ قَطُّ فِي رَجُلٍ"

۱ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۲، ص ۳۰۶)



وہ دہشت ہی میں جاتا ہے۔

إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ<sup>۱</sup>۔

”حضور انور ﷺ کا جماعت صحابہ سے یہ سوال فرمانا، ان پر صدیق اکبر ﷺ کی فضیلت ظاہر کرنے اور انہیں آپ کے روزانہ کے اعمال دکھانے کے لئے ہے، ورنہ حضور انور ﷺ تو ہر ایک کے سارے ظاہر و خفیہ اعمال سے خبردار ہیں۔“

”اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ شیخ کا اپنے مریدوں کے حالات کی تفتیش کرنا، یونہی استاد کا شاگردوں کے خفیہ حالات معلوم کرنا سنت سے ثابت ہے، دوسرے یہ کہ امتی کا نبی سے، مرید کا شیخ سے، شاگرد کا استاد سے اپنی خفیہ نیکیاں بیان کرنا ریا نہیں، بلکہ انکی دعاء لے کر زیادہ قابل قبول بنانا ہے، تیسرے یہ کہ حضرت صدیق اکبر ﷺ عابد ترین صحابی ہیں، کہ آپ کے روزانہ کے یہ اعمال ہیں خیال رہے کہ انا یعنی میں کہنا فخر و غیرہ کے لئے ہو تو منع ہے، عجز و نیاز کے طور پر جائز ہے، چوتھے یہ کہ ابو بکر صدیق ﷺ بشہادت حدیث و قرآن جنتی ہیں۔“<sup>۲</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِدْخَالُكَ الشَّرُورَ عَلَى مُؤْمِنٍ»

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سوال عرض ہوا، کون سے اعمال بہتر ہیں؟ فرمایا، کسی مسلمان کو خوش کر دے کہ

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۲۷) من جمع الصدقة وأعمال البر، ص ۳۶۹،

الحدیث: ۸۷- (۱۰۲۸))

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الأول،

ص ۳۵۹، الحدیث: ۱۸۹۱)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۳، ص ۹۳-۹۵)

فضائل صدقات



أَشْبَعَتْ جَوْعَتَهُ، أَوْ كَسَوَتْ عَوْرَتَهُ، أَوْ قَضَيْتَ لَهُ حَاجَتَهُ<sup>۱</sup>۔  
 اس کو کھانا کھلا دے یا اس کا ستر ڈھک دے (یعنی کپڑے پہنا دے) یا اس کی کوئی حاجت پوری کر دے۔

مسلمان کو پیٹ بھر کھلانے والا جنت میں خاص دروازے سے داخل ہوگا،

چنانچہ:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا حَتَّى يُشْبِعَهُ مِنْ سَعْبٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا مَنْ كَانَ مِثْلَهُ"<sup>۲</sup>۔  
 حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت بیان کرتے ہیں، جو کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھلا کر سیر کر دے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اُس دروازے سے داخل فرمائے گا جس میں سے ایسے ہی لوگ داخل ہوں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بھوکوں کو کھلانے والوں کے لئے وہ فضیلت عطا فرمائی کہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ مختص فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ کھلانے والوں پر فخر فرماتا ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَعْفَرِ الْعَبْدِيِّ وَالْحَسَنِ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ حَضْرَتَ جَعْفَرَ عَبْدِي أَوْ حَسَنَ مِنْ مَرُومِي هِيَ، فَرَمَاتِهِ هِيَ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَزَّاهُ، بَشَرٌ

۱ (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الخامس، ص ۲۰۲، الحديث: ۵۰۸۱)

۲ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد العشرون، ص ۸۵، الحديث: ۱۶۲)

(الكامل في ضعفاء الرجال، ۱۱۸/۵)

(میزان الاعتدال في نقد الرجال، المجلد الخامس، ص ۳۵۰)

(كشف الخفاء، المجلد الأول، ص ۴۰۵، الحديث: ۱۰۸۷)



اللَّهُ وَعَلَيْكَ يُبَاهِي مَلَائِكَتَهُ  
بِالَّذِينَ يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ مِنْ  
عَبِيدِهِ<sup>۱</sup>۔  
اللہ ﷻ اپنے بندوں میں سے کھانا کھلانے  
والوں کے ذریعہ اپنے فرشتوں کے ہاں فخر  
فرماتا ہے۔

ایک گنہگار کو فقط پانی پلانے پر مغفرت ملی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،  
وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں  
کہ آپ نے فرمایا، دو شخص بیابان سے گزر  
رہے تھے ان میں ایک عبادت گزار تھا جبکہ  
دوسرا گنہگار، تو عابد کو پیاس لگی یہاں تک کہ  
وہ شدت پیاس سے گر پڑا تو اس کے ساتھی  
نے اسے دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا ہوا ہے،  
اُس نے سوچا کہ اگر یہ نیک بندہ مر گیا  
حالانکہ میرے پاس پانی بھی ہے، تو اللہ تعالیٰ  
کے ہاں سے کبھی مجھے بھلائی نہ پہنچے گی، اور  
اگر میں نے اس کو پانی پلا دیا تو میں مرجاؤں  
گا، بہر حال اس نے اللہ پر بھروسہ کیا کچھ  
پانی اس پر چھڑکا باقی اُسے پلا دیا تو وہ کھڑا  
ہو گیا اور دونوں بیابان سے گزر گئے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ  
نَبِيِّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "رَجُلَانِ  
سَلَكَمَا مَفَازَةً عَابِدٌ، وَالْآخَرُ بِهِ  
رَهَقٌ فَعَطِشَ الْعَابِدُ حَتَّى  
سَقَطَ فَجَعَلَ صَاحِبُهُ يَنْظُرُ  
إِلَيْهِ، وَهُوَ صَرِيحٌ فَقَالَ: وَاللَّهِ  
إِنْ مَاتَ هَذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ  
عَطِشًا، وَمَعِيَ مَاءٌ لَا أُصِيبُ  
مِنَ اللَّهِ خَيْرًا أَبَدًا، وَلَئِنْ  
سَقَيْتُهُ مَائِي لَأَمُوتَنَّ فَتَوَكَّلْ  
عَلَى اللَّهِ وَعَزِمَ فَرَشَ عَلَيْهِ مِنْ  
مَائِهِ وَسَقَاهُ فَضْلَهُ، فَقَامَ فَقَطَعَ  
الْمَفَازَةَ فَيُوقَفُ الَّذِي بِهِ رَهَقٌ

۱ (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في إطعام الطعام وسقي الجاء  
إلخ، ص ۳۷، الحديث: ۲۱)



لِّلْحِسَابِ فَيَوْمَئِذٍ إِلَى النَّارِ  
 فَتَسْوِقُهُ الْمَلَائِكَةُ فَيَرَى  
 الْعَابِدَ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ أَمَا  
 تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: وَمَنْ أَنْتَ؟  
 فَيَقُولُ: أَنَا فُلَانُ الَّذِي  
 آثَرْتُكَ عَلَى نَفْسِي يَوْمَ  
 الْمَفَازَةِ، فَيَقُولُ: بَلَى  
 أَعْرِفُكَ، فَيَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ  
 قِفُوا فَيَقِيفُونَ، فَيَجِيءُ حَتَّى  
 يَقِفَ فَيَدْعُو رَبَّهُ وَعَبَّكَ فَيَقُولُ:  
 يَا رَبِّ: قَدْ عَرَفْتَ يَدَهُ عِنْدِي،  
 وَكَيْفَ آثَرَنِي عَلَى نَفْسِيهِ، يَا  
 رَبِّ: هَبْهُ لِي فَيَقُولُ: هُوَ لَكَ  
 فَيَجِيءُ فَيَأْخُذُ بِيَدِ أَخِيهِ  
 فَيَدْخُلُهُ الْجَنَّةَ“<sup>۱</sup>

(مرنے کے بعد) گنہگار کا حساب ہوگا تو  
 اُسے جہنم کا حکم سنا دیا جائے گا تو اُسے فرشتے  
 لے کر چلیں گے اسی لمحے اُس کی نظر نیک  
 بندے پر پڑے گی وہ کہے گا، اے فلاں کیا تو  
 نے مجھے پہچانا؟ تو وہ کہے گا: تو کون ہے؟  
 کہے گا میں فلاں ہوں جس نے بیابان والے  
 دن تیری جان بچائی تھی!، تو وہ کہے گا، ہاں  
 ہاں پہچان گیا تو وہ نیک بندہ فرشتوں سے  
 کہے گا ٹھہرو، تو وہ ٹھہر جائیں گے پھر وہ آکر  
 رب تعالیٰ سے دُعا کرے گا، عرض کرے گا  
 اے پروردگار تو اُس شخص کا مجھ پر احسان جانتا  
 ہے، کیسے اس نے میری جان بچائی تھی! اے  
 رب اس کا معاملہ مجھے سونپ دے! تو اللہ  
 تعالیٰ فرمائے گا وہ تیرے حوالے!، پھر وہ  
 نیک بندہ آئے گا اور اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر  
 جنت میں لے جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ایک ایسے شخص کا بیان آیا ہے جس کے حق میں  
 پانی پلانے کے سبب شفاعت قبول ہوگئی۔

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الثالث، ص ۱۹۳، الحدیث: ۲۹۰۶)



عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: "أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُشْرِفُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَهْلِ النَّارِ، فَيُنَادِيهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُكَ مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: أَنَا الَّذِي مَرَرْتُ بِبَيْ فِي الدُّنْيَا فَاسْتَسْقَيْتَنِي شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ فَسَقَيْتُكَ؟ قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ، قَالَ: فَاشْفَعْ لِي بِهَا عِنْدَ رَبِّكَ. قَالَ: فَيَسْأَلُ اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ ذِكْرُهُ، فَيَقُولُ: إِنِّي أَشْرَفْتُ عَلَى النَّارِ فَنَادَانِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِهَا، فَقَالَ لِي هَلْ تَعْرِفُنِي؟ قُلْتُ: لَا، وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُكَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الَّذِي مَرَرْتُ بِبَيْ فِي الدُّنْيَا فَاسْتَسْقَيْتَنِي شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں، بروز قیامت ایک جنتی جہنمیوں کو جھانکے گا تو جہنمیوں سے ایک شخص اُسے پکارے گا اور کہے گا اے فلاں تو مجھے جانتا ہے؟ تو وہ کہے گا نہیں، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں جانتا، تو کون ہے؟ تو وہ (جہنمی) کہے گا میں وہی ہوں جس کے پاس سے تو دنیا میں گزرا تھا اور پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا، تو کہے گا ہاں پہچان گیا، تو وہ (جہنمی) کہے گا: تو اپنے رب کے پاس میرے لئے شفاعت کر! راوی فرماتے ہیں، پھر وہ جنتی رب تعالیٰ سے شفاعت طلب کرے گا عرض کرے گا، میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے ایک جہنمی نے آواز دے کر کہا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم میں تجھے نہیں جانتا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں وہی ہوں جس کے پاس سے تو دنیا میں گزرا تھا اور پانی مانگا تھا

فضائل صدقات



اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا تو اپنے رب سے میری سفارش کر، تو اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور اس (کی خلاصی) کا حکم صادر فرمایا جائے گا لہذا اس جہنمی کو جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

فَسَقَيْتُكَ، فَاشْفَعْ لِي عِنْدَ رَبِّكَ فَشَفَعَنِي فِيهِ فَيُشَفِّعُهُ اللَّهُ فَيُؤْمَرُ بِهِ، فَيُخْرَجُ مِنَ النَّارِ<sup>۱</sup>۔

ایک اور حدیث شریف:

حضرت کدیر رضی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی صحابی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے عرض کی، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کیا تم وہ دونوں عمل کرو گے (جو تمہیں جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دیں)، عرض کی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، حق بات کہہ اور بچا ہوا دے، عرض کی اللہ کی قسم میں ہر وقت نہ حق بات کہنے کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ بچا ہوا دینے کی استطاعت، فرمایا، تو کھانا کھلا

عَنْ كَدِيرِ الضَّبِّيِّ أَنَّ رَجُلًا أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَوْ هُمَا أَعْمَلْتَاكَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "تَقُولُ الْعَدْلَ، وَتُعْطِي الْفَضْلَ". قَالَ: وَاللَّهِ لَا أُسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ الْعَدْلَ كُلَّ سَاعَةٍ، وَمَا أُسْتَطِيعُ أَنْ أُعْطِيَ الْفَضْلَ. قَالَ: "فَتَطْعِمُ الطَّعَامَ

۱ (التخويف من النار، الباب الثالث والعشرون في نداء أهل النار أهل الجنة وأهل الجنة أهل النار، الخ، ص ۱۵۸)



اور سلام پھیلا، عرض کی یہ بھی بہت مشکل ہے، فرمایا تو کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ عرض کی، جی ہے، فرمایا تو اپنا اونٹ اور مشکیزہ لے اور ایسے گھر والوں کے لئے پانی کا انتظام کر جو کبھی کبھار پانی پیتے ہوں پس انہیں پانی پلا تو امید ہے کہ نہ تیرا اونٹ ہلاک ہوگا، اور نہ تیرا مشکیزہ جلے گا یہاں تک کہ تیرے لئے جنت واجب ہو جائے گی، تو وہ اعرابی صحابی تکبیر کہتے ہوئے واپس ہوئے (یعنی ان اعمال میں مصروف ہو گئے) اور نہ ان کا مشکیزہ جلانا ہی اونٹ ہلاک ہوا یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔

وَتُفْشِي السَّلَامَ؟ قَالَ: هَذِهِ  
أَيْضاً شَدِيدَةٌ. قَالَ: "فَهَلْ لَكَ  
إِبِلٌ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "فَانظُرْ  
إِلَى بَعِيرٍ مِنْ إِبِلِكَ وَسِقَاءٍ،  
ثُمَّ اعْمُدْ إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ لَا  
يَشْرَبُونَ الْمَاءَ إِلَّا غَبًّا فَاسْقِهِمْ  
فَلَعَلَّكَ لَا يَهْلِكُ بَعِيرُكَ،  
وَلَا يَنْحَرِقُ سِقَاؤُكَ حَتَّى  
تَجِبَ لَكَ الْجَنَّةُ". قَالَ:  
فَانْطَلَقَ الْأَعْرَابِيُّ يُكَبِّرُ فَمَا  
انْحَرَقَ سِقَاؤُهُ، وَلَا هَلَكَ  
بَعِيرُهُ حَتَّى قُتِلَ شَهِيدًا.<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ کونسا عمل ہے جس

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ  
رَجُلٌ فَقَالَ: مَا عَمَلٌ إِنْ

۱ (المصنف لعبد الرزاق، المجلد العاشر، كتاب (۳۳) الجامع، باب (۷۵) سقي الماء، ص ۶۳-۶۴، الحديث: ۳۳۶۳)  
(السنن الكبرى، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱۳۱) ما ورد في سقي الماء، ص ۳۱۲، الحديث: ۷۸۰۹)



کے ذریعہ میں جنت میں جاؤں؟ فرمایا، کیا تم ایسے شہر میں ہو جہاں پانی باہر سے لایا جاتا ہے؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا تو ایک نیا مشکیزہ خرید پھر اس کے پھٹنے تک لوگوں کو پانی پلا، بے شک تو اپنے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا مگر اس (یعنی مشکیزے کے پھٹنے) سے پہلے اس عمل کے سبب جنت میں پہنچ جائے گا۔

اپنے حوض سے غیر کے جانوروں کو پلانا جائز و مستحسن ہے، چنانچہ حدیث

شریف میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، میں اپنے حوض سے پانی نکالتا ہوں یہاں تک کہ میں اپنے اونٹ کو سیراب کر دیتا ہوں تو کسی اور کا اونٹ بھی میرے پاس آجاتا ہے تو اس کو بھی پلا دیتا ہوں۔ تو کیا اس میں میرے لئے ثواب ہے؟ فرمایا، ہر جگر والے میں اجر ہے۔

عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟  
قَالَ: "أَنْتَ بَبَلْدٍ يُجَلَّبُ بِهِ  
الْمَاءُ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ:  
"فَاشْتَرِ بِهَا سِقَاءً جَدِيدًا، ثُمَّ  
اسْقِ فِيهَا حَتَّى تُخْرِقَهَا،  
فَإِنَّكَ لَنْ تُخْرِقَهَا حَتَّى تَبْلُغَ  
بِهَا عَمَلَ الْجَنَّةِ"۔<sup>۱</sup>

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَنْزَعُ  
فِي حَوْضِي حَتَّى إِذَا مَلَأْتُهُ  
لِإِبْنِي وَرَدَّ عَلَيَّ الْبَعِيرُ لِغَيْرِي  
فَسَقَيْتُهُ فَهَلْ فِي ذَلِكَ مِنْ  
أَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ  
فِي كُلِّ ذَاتٍ كَبِدٍ أَجْرًا"۔<sup>۲</sup>

۱ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثاني عشر، ص ۱۰۳، الحديث: ۱۲۶۰۵)

۲ (المسند للإمام أحمد، المجلد الثاني، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ص ۷۲۰،

الحديث: ۷۰۷۵)



یعنی ہر ذی روح کی شکم سیری میں ثواب ہے چاہے کھانے سے ہو یا پانی

-۷-

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ سُرَاقَةَ  
بْنَ جُعْشَمٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،  
الضَّالَّةُ تَرُدُّ عَلَى حَوْضِي فَهَلْ  
لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ إِنْ سَقَيْتُهَا؟  
قَالَ: "اسْقِهَا، فَإِنَّ فِي كُلِّ ذَاتِ  
كَبِدٍ حَرَاءً أُجْرًا"<sup>۱</sup>

حضرت محمود بن ربیع سے مروی ہے کہ سراقہ  
بن جعشم نے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ)  
بھٹکتی اونٹنیاں میرے حوض پر آ جاتی ہیں تو کیا  
میرے لئے ان کو پانی پلانے میں ثواب  
ہے؟ فرمایا ان کو پلا دیا کرو ہر گرم جگر والے  
میں اجر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی محض کتے کو پانی پلانے کے سبب

مغفرت فرمادی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ  
يَمْشِي بِطَرِيقٍ، اشْتَدَّ عَلَيْهِ  
الْحَرُّ فَوَجَدَ بَثْرًا فَنَزَلَ فِيهَا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک روز ایک  
شخص سخت گرمی میں رستہ سے جا رہا تھا تو  
اسے ایک کنواں مل گیا وہ کنوئیں میں اُترا

۱ (صحیح ابن حبان، المجلد الثانی، ذکر إعطاء اللہ جل وعلا الأجر لمن سقى كل ذات كبد  
حري، ص ۲۹۹، الحدیث: ۵۴۲)

(المبتدرک علی الصحیحین، المجلد الثالث، ص ۷۱۸، الحدیث: ۶۵۹۹)

(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱۳۱) ما ورد في سقى الماء،  
ص ۳۱۲، الحدیث: ۷۸۰۷)

(موارد الظمان، باب في سقى الماء، ص ۲۱۸، الحدیث: ۸۶۰)

فضائل صدقات



فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا  
كَلْبٌ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى  
مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ:  
لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ  
الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ  
مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ  
مَاءً، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِيَدِهِ حَتَّى  
رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ  
اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ. قَالُوا: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّ لَنَا فِي  
الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: "فِي  
كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ"<sup>۱</sup>

اور پانی پیا، جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا  
پیاس سے زبان نکالے ہانپ رہا ہے جبکہ ترمٹی  
کھا کر پیاس کو راحت دینے کی کوشش کر رہا ہے  
تو اس شخص نے سوچا اس کتے کو بھی میری ہی  
طرح پیاس لگی ہے، وہ دوبارہ کنوئیں میں اُترا  
اپنے (چمڑے کے) موزے کو پانی سے بھرا،  
اور موزہ اپنے منہ میں دبا کر باہر آیا پھر اس  
پیاس سے کتے کو پانی پلا دیا اس کا فعل اللہ تعالیٰ کو  
پسند آیا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت  
فرمادی۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ کیا  
ہمارے لئے چوپایوں میں بھی اجر ہے؟ فرمایا،  
ہر تر جگر (یعنی ذی روح) میں ثواب ہے۔

بندے کے لئے سات چیزیں قبر میں جانے کے بعد بھی (ثواب کی صورت

میں) جاری ہوتی ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے مروی ہے فرماتے ہیں،

۱ (صحیح البخاری، المجلد الرابع، کتاب (۷۸) الأدب، باب (۲۷) رحمة الناس والبهائم، ص ۸۹، الحدیث: ۶۰۰۹)

(صحیح مسلم، کتاب (۳۹) السلام، باب (۴۱) فضل ساقی البهائم المحترمة وإطعامها، ص ۸۸۵، الحدیث: ۱۵۳- (۲۲۳۳))

(سنن ابی داود، المجلد الثالث، کتاب (۹) الجهاد، باب (۴۷) ما یؤمر به من القیام علی الدواب والبهائم، ص ۳۷، الحدیث: ۲۵۵۰)



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سات چیزیں جو بندے کے قبر میں پہنچنے کے بعد بھی جاری رہتی ہیں؛ کسی کو علم دین پڑھا دے، نہر جاری کر دے، کنواں کھدوا دے، درخت لگوا دے، مسجد بنوا دے، قرآن شریف کا مصحف ہدیہ کر دے، اور وہ اولاد چھوڑ جائے جو اسکی موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "سَبْعٌ تَجْرِي لِلْعَبْدِ بَعْدَ مَوْتِهِ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بَيْتًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ" ۱

اسی طرح کی فضیلت ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی پلانے کو سب سے بڑا اجر فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَيْسَ صَدَقَةٌ أَكْبَرَ مِنْ مَاءٍ" ۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، پانی سے زیادہ ثواب والا کوئی صدقہ نہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے کنواں کھود کر وقف کر دینے کا حکم فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: هُوَتْ عَرَضٌ كِي، يَا رَسُولَ اللَّهِ (ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ)

۱ (الديباج للسيوطي، المجلد الرابع، ص ۲۲۸، الحديث: ۱۶۳۲)

۲ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، الباب الثاني والعشرون في الزكاة، فصل في إطعام الطعام وسقي الماء، ص ۲۲۰-۲۲۱، الحديث: ۳۳۷۸)



میری والدہ فوت ہو گئیں اور وصیت نہیں کی، تو کیا میں ان کی طرف سے (ان کے ایصالِ ثواب کے لئے) صدقہ کروں تو انہیں نفع پہنچے گا؟ فرمایا، ہاں اور تم پر پانی کا صدقہ ضروری ہے۔

إِنَّ أُمَّي تُوَفِّيْتُ، وَلَمْ تُوصِرْ  
أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟  
قَالَ: "نَعَمْ، وَعَلَيْكَ بِالْمَاءِ" ۱

دوسری روایت میں ہے:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ (میری والدہ فوت ہو گئیں تو کون سا صدقہ ان کے لئے بہتر ہے؟ فرمایا، پانی، تو انہوں نے کنواں کھودا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے (ایصالِ ثواب کے) لئے ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:  
قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّي  
مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟  
قَالَ: "الْمَاءُ"، فَحَفَرَ بَيْتاً  
وَقَالَ: هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ ۲

اس حدیث میں بزرگانِ دین اور دیگر مردوں کے ایصالِ ثواب کے لئے دیکھیں چڑھانے کا واضح ثبوت ہے۔

کنواں کھدوانے والے کے لئے بروزِ قیامت بڑا اجر ہے، حدیث شریف

میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَضَرَتْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ سَمِعَ مَرُوءِيَّ هُوَ كَمَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الثامن، ص ۹۱، الحدیث: ۸۰۶۱)

۲ (سنن أبی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۴۱) فی فضل سقی الماء،

ص ۲۱۳، الحدیث: ۱۶۸۱)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الرابع، کتاب (۳۲) الأدب، باب (۸) فضل صدقة الماء، ص ۲۲۵،

الحدیث: ۳۶۸۳)



قَالَ: "مَنْ حَفَرَ مَاءً لَمْ تَشْرَبْ مِنْهُ كَبِدٌ حَرِيٌّ مِنْ جِنٍّ وَلَا إِنْسٍ وَلَا طَائِرٍ إِلَّا أُجِرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ۱

نے فرمایا، جو پانی کا کنواں کھودے گا تو بروز قیامت اس سے ہر ذی روح جن و انس کے پانی پینے کا اجر اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔

اپنے بچے ہوئے پانی کو مسافروں سے روکنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سَلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَثِيرًا مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبٌ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، رَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ، فَيَقُولُ اللَّهُ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ نہ کلام فرمائے گا اور نہ انہیں رحمت کی نظر سے دیکھے گا، ایک وہ شخص جو کسی سامان پر قسم کھائے کہ مجھے پہلے اس سے زیادہ قیمت ملتی رہی حالانکہ وہ جھوٹا ہو اور ایک وہ شخص جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس قسم سے مسلمان شخص کا مال مارے اور ایک وہ شخص جو بچا ہوا پانی روکے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روکتا ہوں جیسے تو نے بچا ہوا پانی روکا تھا

۱ (التاریخ الکبیر للبخاری، المجلد الأول، باب النون، ص ۳۳۱، الحدیث: ۱۰۴۶) (صحیح ابن خزیمہ، المجلد الثانی، باب فی فضل المسجد وإن صغر المسجد ضاق، ص ۲۶۹، الحدیث: ۱۲۹۲)



مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ الْحَدِيثُ<sup>۱</sup> جسے تیرے ہاتھوں نے نہ بنایا تھا۔

”کلام سے کلامِ محبت اور نظر سے نظرِ رحمت مراد ہے ورنہ غضب کا کلام اور قہر کی نظر تو کفار پر بھی ہوگی۔“

”گزرگاہ پر غیر مملوک پانی اسکی حاجت سے زائد ہو، پھر وہ مسافروں اور جانوروں کو نہ پینے دے، لہذا اس حکم سے وہ لوگ خارج ہیں جو پانی بیچ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں، کہ وہ پانی ان کے اپنے کنوئیں کا ہوتا ہے یا دور سے لایا ہوا۔“

وہ فرمان کہ جسے تیرے ہاتھوں نے نہ بنایا تھا، اس جملہ میں بھی اشارہ اس طرف ہے کہ اپنا کھودا ہوا کنواں یا اپنا جمع کیا ہوا پانی اپنی ملکیت ہے جسے فروخت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ یہ سے مراد کوشش اور محنت ہے۔<sup>۲</sup>

تین چیزوں کا روکنا ممنوع ہے:

عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةٌ عَنْ اِيك عَمْرٍ جَنْبِهِنَّ بُهَيْسَةٌ كَمَا جَاتَا تَهَا، س

۱ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۴۲) المساقاة، باب (۱۱) من رأى أن صاحب الحوض والقربة أحق بمائه، ص ۸۹-۹۰، الحدیث: ۲۳۶۹)  
 (صحیح مسلم، کتاب (۱) الإیمان، باب (۴۶) بیان غلظ تحریم الإزار إلخ، ص ۵۹، الحدیث: ۱۷۳- (۱۰۸))  
 (سنن أبی داود، المجلد الثالث، کتاب (۱۷) البيوع والإجازات، باب (۶۲) في منع الماء، ص ۳۸۳، الحدیث: ۳۳۷۴)  
 (سنن ابن ماجه، المجلد الثالث، کتاب (۱۲) التجارات، باب (۳۰) ما جاء في كراهية الأیمان في الشراء والبيع، ص ۴۳، الحدیث: ۲۲۰۷)  
 (سنن النسائي، المجلد الرابع، الجزء السابع، کتاب (۴۳) البيوع، باب (۶) الحلف الواجب للمخديعة في البيع، ص ۲۸۳، الحدیث: ۴۳۶۲)  
 (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب البيوع، باب (۱۵) إحياء الموات والشرب، الفصل الأول، ص ۵۲۲، الحدیث: ۲۹۹۵)  
 ۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابيح، ج ۳، ص ۳۳۲)



مروی ہے فرماتی ہیں میرے والد نے نبی کریم ﷺ سے اجازت چاہی اور آپ کے اور آپ کی قمیص مبارک کے درمیان داخل ہو کر بوسہ دیا اور برکت حاصل کی پھر عرض کی یا نبی اللہ کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ فرمایا، پانی، عرض کی یا نبی اللہ کونسی چیز روکنا حلال نہیں؟ فرمایا، نمک، عرض کی یا نبی اللہ کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ فرمایا تو اگر اچھا کرے تو تیرے لئے یہ بہتر ہے۔

أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "الْمَاءُ". قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "الْمِلْحُ". قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ" ۱

مسلمان گھاس، پانی اور آگ میں شریک ہیں، چنانچہ:

ایک مہاجر صحابی نبی ﷺ و ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے تین غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، گھاس، پانی اور آگ۔

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: "الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلْبِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ" ۲

ایک اور حدیث میں تین چیزیں پانی، نمک اور آگ بیان ہوئیں، چنانچہ:

۱ (سنن ابی داؤد، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۵) ما لا یجوز منعه، ص ۲۱۱، الحدیث: ۱۶۶۹)

۲ (سنن ابی داؤد، المجلد الثالث، کتاب (۱۷) البیوع والإجارات، ص ۳۸۳، الحدیث: ۳۳۷۷)



عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا  
 قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ  
 الَّذِي لَا يَجِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ:  
 "الْمَاءُ، وَالْمِلْحُ، وَالنَّارُ" قَالَتْ:  
 قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ،  
 وَقَدْ عَرَفْنَا، فَمَا بَالُ الْمِلْحِ  
 وَالنَّارِ؟ قَالَ: "يَا حُمَيْرَاءُ، مَنْ  
 أُعْطِيَ نَارًا فَكَانَ تَصَدَّقَ  
 بِجَمِيعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ،  
 وَمَنْ أُعْطِيَ مِلْحًا فَكَانَ تَصَدَّقَ  
 بِجَمِيعِ مَا طَبَّبَ ذَلِكَ  
 الْمِلْحُ، وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً  
 مِنْ مَاءٍ حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ  
 فَكَانَ تَصَدَّقَ بِرَقَبَةٍ، وَمَنْ سَقَى  
 مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لَا  
 يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَانَ تَصَدَّقَ بِأُحْيَاهَا" ۱

ایک اور حدیث شریف:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ  
 آپ نے عرض کی، یا رسول اللہ کس چیز کا  
 روکنا جائز نہیں؟ فرمایا، پانی، نمک اور  
 آگ، فرماتی ہیں میں نے عرض کی،  
 یا رسول اللہ پانی تو یہی ہے جس کا معاملہ  
 ہم جانتے ہیں، مگر نمک اور آگ میں کیا  
 حکمت ہے؟ فرمایا اے حمیراء! جو کسی کو  
 آگ دے تو گویا اس نے وہ سب دیا جو  
 آگ (کھانا وغیرہ) پکائے گی، اور جو کسی  
 کو نمک دے تو گویا اس نے نمک سے  
 پیدا ہونے والی تمام لذت دی، اور جس  
 نے کسی مسلمان کو اس طور پر پانی پلایا کہ  
 پانی پایا جاتا ہو تو گویا اس نے غلام آزاد کیا  
 اور اگر اس وقت کسی مسلمان کو پانی پلایا کہ  
 جب پانی پایا نہ جاتا ہو تو گویا اس نے اس  
 کو زندہ کر دیا۔

۱ (سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۱۶) الرهون، باب (۱۶) المسلمون شركاء في ثلاث، ص ۱۸۷، الحدیث: ۲۳۷۳)



عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ، وَالْكَلْبِ، وَالنَّارِ، وَثَمَنُهُ حَرَامٌ". قَالَ أَبُو سَعِيدٍ يَعْني: الْمَاءَ الْجَارِيَّ.<sup>۱</sup>

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی، گھاس اور آگ میں اور اس کی قیمت (لینا) حرام ہے۔ ابو سعید نے فرمایا اس سے مراد جاری پانی ہے۔

”یہاں پانی سے وہ پانی مراد ہے جو نہ کسی کی محنت سے حاصل ہوا ہو نہ کسی کے برتن میں بھرا ہو جیسے جنگل، بارش، سیلاب کا پانی مگر اپنے نہر، گھڑے، اپنی نالی کا پانی اس سے خارج ہے۔ ایسے ہی گھاس سے وہ گھاس مراد ہے جو غیر مملوک زمین میں کھڑی ہو، اپنی مملوک زمین کی گھاس، ایسے ہی وہ گھاس جو کاٹ کر اپنے گھر میں رکھ لی مملوک ہے۔ آگ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنے چراغ کی روشنی میں بیٹھنے، آگ تاپنے سے نہیں روک سکتے، یوں ہی اپنے شمع سے دوسرے کو شمع جلانے سے منع نہیں کر سکتے، بعض نے فرمایا کہ آگ سے مراد چقماق پتھر ہے لہذا ہر شخص اپنی آگ سے چنگاری لینے سے منع کر سکتا ہے کہ اس کی ملک ہے، اور اس سے آگ کم بھی ہو جاتی ہے۔“<sup>۲</sup>

۱ (سنن ابی داؤد، المنحلہ الثالث، کتاب (۱۷) البیوع والإجارات، باب (۶۲) فی منع الماء، ص ۳۸۴، الحدیث: ۳۴۷۷)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۱۶) الرهون، باب (۱۶) المسلمون شرکاء فی ثلاث، الحدیث: ۲۴۷۴)

(مشکاۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب البیوع، باب (۱۵) إحياء الموات والشرب، الفصل الثانی، ص ۵۵۳، الحدیث: ۳۰۰۱)

۲ (مرآة المتناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۴۳)



## قرض دینے اور تنگدست پر آسانی کرنے کے فضائل

چونکہ قرض دینا بھی صدقہ کی ایک قسم ہے، جیسا کہ پہلے باب میں ذکر گزرا، لہذا اس باب میں ان شاء اللہ ﷺ قرض دینے اور تنگدست پر آسانی کرنے کے فضائل میں وارد ہونے والی احادیث طیبہ کا بیان ہوگا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "كُلُّ قَرْضٍ  
صَدَقَةٌ" ۱

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر قرض صدقہ  
ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ، أَوْ وَرَقٍ، أَوْ هَدَى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو دودھ والا جانور عاریہ دے یا چاندی قرض دے یا کسی کو راستہ بتائے تو اسے غلام آزاد کرنے کا

۱ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، فصل في القرض، ص ۲۸۴، الحديث: ۳۵۶۳)

(المعجم الصغير للطبراني، ص ۲۳۶، الحديث: ۴۹۲)

(المعجم الكبير، المجلد الرابع، ص ۴۱۷، الحديث: ۳۳۹۸)

فضائل صدقات



ثواب ہے۔

”یعنی کسی کو دودھ کا جانور کچھ روز کے لئے عاریۃ دینا کہ وہ اس کا دودھ پی لے یا کسی حاجتمند کو کچھ روپیہ قرض دینا یا نابینا یا ناواقف کو راستہ بتا دینے کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے جب قرض دینے کا یہ ثواب ہو تو خیرات دے دینے کا کتنا ہوگا خود سوچ لو اس لئے (صاحب مشکوٰۃ) یہ حدیث صدقات کے باب میں لائے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کبھی قرض دینا صدقہ دینے سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ صدقہ تو غیر حاجتمند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ضرورت مند ہی لیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی معمولی نیکی کا ثواب بڑے سے بڑے کام سے بڑھ جاتا ہے، پیاسے کو ایک گھونٹ پانی پلا کر اس کی جان بچا لینے کا ثواب سینکڑوں روپیہ خیرات کرنے سے زیادہ ہے، اس لئے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں نیکیوں کا ثواب بقدر عمل ملے گا۔“ ۱

صدقہ دینا دس گنا ثواب رکھتا ہے جبکہ قرض دینا اٹھارہ گنا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "رَأَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ" معراج میں نے جنت کے دروازے پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شب

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر الصلة، باب (۳۷) ما جاء في المنحة، ص ۹۰، الحديث: ۱۹۵۷)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزكاة، باب (۶) فضل الصدقة، ص ۳۶۳، الحديث: ۱۹۱۷)

۲ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۰۷)

فضائل صدقات



مَكْتُوبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ  
أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةِ  
عَشْرٍ، فَقُلْتُ: يَا جَبْرِيلُ مَا  
بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ  
الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ  
يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ  
لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ“<sup>۱</sup>

لکھا دیکھا، صدقہ دس گنا اور قرض اٹھارہ گنا  
(زیادہ اجر رکھتا) ہے، میں نے فرمایا، اے  
جبریل قرض کی صدقہ کرنے پر فضیلت کا کیا  
معاملہ ہے؟ عرض کی، (یہ فضیلت اس وجہ سے  
ہے) کیونکہ سائل جب مانگتا ہے تو (بیشتر)  
اس کے پاس مال موجود ہوتا ہے، جبکہ قرض  
مانگنے والا بلا ضرورت قرض نہیں مانگتا۔

یونہی ایک مرتبہ قرض دینے کا ثواب دو مرتبہ صدقہ کرنے کے برابر ہے،

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ  
مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّةً  
إِلَّا كَانَ كَصَلَفَتِهَا مَرَّتَيْنِ“<sup>۲</sup>

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی  
مسلمان کو ایک بار قرض دیتا ہے تو اس کا اجر دو  
مرتبہ صدقہ دینے کی مثل ہے۔

یوں ہی تنگدست کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ رکھنے والے کے لئے بروز

قیامت مغفرت کی بشارت ہے، یعنی جو شخص دنیا میں پریشان حال کے لئے آسانی  
فراہم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی بخین عطا کرے گا اور آخرت میں بھی

۱ (سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۱۵) الصلقات، باب (۱۹) القرض،  
ص ۱۶۳-۱۶۴، الحدیث: ۲۳۳۱)  
۲ (سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۱۵) الصلقات، باب (۱۹) القرض، ص ۱۶۳،  
الحدیث: ۲۳۳۰)



راحت اس کا مقدر ہوگی، چنانچہ حدیث شریف میں بیان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يَسِّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"<sup>۱</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگدست کے لئے آسانی کر دے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَقَالُوا: أَعْمِلْتَ مِنْ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا. قَالُوا: تَذَكَّرُ. قَالَ: كُنْتُ أَدَايِنُ النَّاسَ فَأَمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ، وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُؤْسِرِ"، قَالَ: "قَالَ اللَّهُ: تَجَوَّزُوا عَنْهُ"<sup>۲</sup>

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے فرشتے پہنچے اور کہا کیا تو نے کوئی بھلائی کی ہے؟ اس نے کہا، نہیں تو فرشتوں نے کہا، یاد کر! تو اس نے کہا، میں لوگوں کو ادھار مال دیتا تھا، اور غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ تنگدستوں کا خیال رکھنا اور تو نگروں کو بھی معاف رکھنا، سرکار ﷺ نے فرمایا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس سے بھی درگزر کرو۔

۱ (سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۱۵) الصدقات، باب (۱۴) إنظار المعسر، ص ۱۵۶، الحدیث: ۲۴۱۷)

۲ (سنن الدارمی، کتاب (۸۱) البیوع، باب (۱۴) فی السماحة، ص ۸۲۹، الحدیث: ۱/۱۵۳۹) (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۳۳) البیوع، باب (۱۷) من أنظر معسراً، ص ۱۰-۱۱، الحدیث: ۲۰۷۷)



کسی پرزوی صرف مالی امداد کی صورت ہی میں نہیں تجارتی معاملات میں بھی ہو سکتی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ایک شخص کے متعلق بیان ہوا:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "أَتَى اللَّهَ بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهِ، آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ [النساء: ۴۲/۴] قَالَ: يَا رَبِّ آتَيْتَنِي مَالَكَ. فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ. فَكُنْتُ أَتَيْسِرُوا عَلَيَّ الْمُسِيرِ، وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ، تَجَاوَزُوا عَنِّي عَبْدِي".<sup>۱</sup>

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک بندہ پیش کیا جائے گا جسے اللہ نے دنیا میں مال عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ کہے گا، ”اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے“ (کنز الایمان) عرض کرے گا، اے میرے رب تو نے مجھے مال عطا کیا جو میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور میرے سلوک میں یہ درگزری شامل تھی تو میں خوشحال کے ساتھ بھی آسانی کرتا اور تنگدستوں کا بھی خیال رکھتا تھا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اس (بھلائی کے کرنے) کا زیادہ حق دار ہوں، میرے بندے کو چھوڑ دو۔

یوں ہی ایک اور شخص کا تذکرہ جس نے تجارتی معاملات میں اپنے ملازمین کو ہر کسی سے نرمی کا برتاؤ رکھنے کا حکم دے رکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب اس پر

= (صحیح مسلم، کتاب (۲۲) المساقاة، باب (۶) فضل إنظار المعسر، ص ۶۰۷، الحدیث: ۲۶-۱۵۶۰)

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۲۲) المساقاة، باب (۶) فضل إنظار المعسر، ص ۶۰۷-۶۰۸، الحدیث: ۲۹-۱۵۶۰)



نزی فرمائی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "جُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوَجِدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوسِرًا، وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ. قَالَ اللَّهُ ﷻ: نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ تَجَاوَزُوا عَنْهُ"؛

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے ایک شخص کے اعمال کا حساب کیا گیا تو اس کے اعمال نامہ میں کوئی اچھائی نہ ملی سوائے اس کے کہ وہ تو نگر ہوتے ہوئے بھی عام لوگوں میں گھل مل جاتا اور اپنے خادمین کو حکم دیا کرتا کہ تنگدستوں سے درگزر کیا کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں، اس کو بخش دو۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی (صلی اللہ علی صاحبہا وسلم) ہے:

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ." ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: "مَنْ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، جو کسی تنگدست کی حاجت روائی کرے تو اس کے لئے ہر روز ایک صدقہ کا ثواب ہے پھر ایک اور مرتبہ آپ کو فرماتے سنا کہ جو

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۲۴) المساقاة، باب (۶) فضل إنظار المعسر، ص ۶۰۷، الحدیث: ۳۰- (۱۵۶۱))

(سنن الترمذی، المجلد الثانی، کتاب (۱۲) البیوع، باب (۶۷) ما جاء فی إنظار المعسر والرفق به، ص ۳۱۷، الحدیث: ۱۳۰۷)  
(المعجم الكبير للطبرانی، المجلد السابع والعاشر، ص ۲۰۱، الحدیث: ۵۳۷)



کسی تنگدست کے لئے آسانی فراہم کرے تو اس کے لئے روزانہ اسکی مثل دو صدقوں کا ثواب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو ایک مرتبہ یہ فرماتے سنا کہ جو کسی تنگدست کے لئے آسانی کرے تو اس کے لئے روزانہ اسکی مثل ایک صدقہ کا ثواب ہے اور دوسری مرتبہ یہ فرماتے سنا کہ جو کسی تنگدست کے لئے کشادگی کا سامان کرے تو اس کے لئے روزانہ اسی کی مثل دو صدقوں کا ثواب ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا، روزانہ اسی کی مثل اس کا قرض ادا ہونے سے پہلے اجر، اور جب قرض ادا کر لیا اور حاجت روائی کی تو روزانہ اس کی مثل دو نوا اجر ہے۔

أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ، ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُولُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ كُلُّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ؟ قَالَ لَهُ: "كُلُّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ"۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث میں تنگدست پر آسانی کرنے والے کی فضیلت بیان فرمائی

گئی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کسی مسلمان کو دنیوی تکلیف سے رہائی دے تو اللہ تعالیٰ اس سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا، نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرْبِ

۱ (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في التوسير على المعسر الخ،

ص ۲۲، الحديث: ۸)



روز قیامت کی مصیبت دور کرے گا اور جو کسی  
تنگدست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دنیا  
و آخرت کی آسانیاں فرمائے گا اور جو کسی مسلمان  
کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں  
اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد  
پر رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد پر  
رہے، اور جو تلاشِ علم میں کوئی راستہ طے کرے تو  
اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کا راستہ  
آسان فرمادے گا، اور کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے  
گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن پڑھنے اور  
آپس میں قرآن سیکھنے سکھانے کے لئے جمع  
ہوتی ہے تو ان پردلوں کا چین نازل ہوتا ہے اور  
انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھیر  
لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے اس جماعت میں یاد  
کرتا ہے جو اُس کے پاس ہے۔ جسے عمل پیچھے  
کر دے اُسے نسب نہیں بڑھا سکتا۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ يُسِّرْ عَلَى  
مُعِيرٍ، يُسِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا،  
سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.  
وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ  
الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ  
سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا  
سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ.  
وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ  
بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ  
وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ  
عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمْ  
الرَّحْمَةُ، وَخَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ،  
وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ.  
وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ  
نَسَبُهُ ۗ

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۳۸) الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب (۱۱) فضل الاجتماع  
على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ص ۱۰۳۹، الحدیث: ۳۸- (۲۶۹۹))  
(سنن ابی داود، کتاب (۳۵) الأدب، باب (۶۸) فی المعونة للمسلم، ص ۱۳۸، الحدیث:  
۳۹۳۶)



”یعنی تم کسی کی فانی مصیبت دفع کرو اللہ تم سے باقی مصیبت دفع فرمائے گا تم

مومن کو فانی دنیوی آرام پہنچاؤ اللہ تمہیں باقی اُخروی آرام دے گا کیونکہ بدلہ احسان کا احسان ہے یہ حدیث بہت جامع ہے کسی مسلمان کے پاؤں سے کاٹنا زکالنا بھی ضائع نہیں جاتا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ صرف قیامت ہی میں بدلہ ملے گا بلکہ قیامت میں بدلہ ضرور ملے گا اگرچہ کبھی دنیا میں بھی مل جائے۔“

”جو مقروض کو معافی یا مہلت دے، غریب کی غربت دور کرے تو ان شاء

اللہ دین و دنیا میں اسکی مشکلیں آسان ہوں گی۔ مرقاة میں فرمایا کہ اس حکم میں مومن کافر سب شامل ہیں کافر کو مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک (بازاری عورت) نے پیاسے گتے کو پانی پلا کر جان بچائی اللہ نے اُسے اسی پر بخش دیا۔“

پردہ پوشی سے مراد، ”یا تو اس طرح کہ ننگے کو کپڑے پہنائے یا اُس کے چھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کرے بشرطیکہ اس ظاہر نہ کرنے سے دین یا قوم کا نقصان نہ ہو ورنہ ضرور ظاہر کر دے کفار کے جاسوسوں کو پکڑوائے، خفیہ سازشیں کرنیوالوں کے راز کو طشت از بام کزے، ظلماً قتل کی تدبیر کرنے کی مظلوم کو خبر دے دے، اخلاق اور ہیں معاملات اور سیاسیات کچھ اور۔“

”جو علم دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لئے عالم کے گھر جائے

= (سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب (۱۷) فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ص ۱۳۷، الحدیث: ۲۲۵)

(سنن الترمذی، المجلد الرابع، کتاب (۳۷) القرائات، باب (۱۲)، ص ۳۱، الحدیث: ۲۹۳۵)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب العلم، الفصل الأول، ص ۶۰، الحدیث: ۲۰۳)



سفر کر کے یا چند قدم تو اس کی برکت سے اللہ دنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کریگا مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا قبر و حشر کے حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائے گا۔ جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنا بہت ثواب ہے موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے گئے، حضرت جابر ایک حدیث کے لئے ایک ماہ کا سفر طے کر کے عبد اللہ بن قیس کے پاس پہنچے۔

”اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں دینی مدرسے اور صوفیاء کی خانقاہیں ہیں جو اللہ کے ذکر کیلئے وقف ہیں یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں تو مسلمان کو بلا ضرورت جانا ہی منع ہے درس قرآن سے مراد قرآن شریف کی تلاوت تجوید کے احکام سیکھنا ہیں لہذا اس میں صرف نحو، فقہ حدیث تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں جیسا کہ مرقاة وغیرہ میں ہے، اسی لئے تلاوت کے بعد درس کا علیحدہ ذکر فرمایا۔“

”سکینہ اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے اترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے اس کی برکت سے دل سے غیر خدا کا خوف جاتا رہتا ہے رحمت سے خالص رحمت مراد ہے جو بوقت ذکر خدا کر کو ہر طرف سے گھیرتی ہے فرشتوں سے سیاحین فرشتے مراد ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع کے ساتھ ذکر اللہ ہو رہا ہو وہاں یہ تین رحمتیں اترتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر سے جماعت کا ملکر ذکر کرنا افضل فضائل صدقات







رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی مسلمان سے پریشانی دور کرے گا تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ بل صراط پر اس کے لئے دو نور کے بقیے روشن فرمائے گا جس کی ضیاء سے تمام عالم ایسا روشن ہوگا کہ اس کا شمار رب العزت کے سوا کوئی نہ کر سکے گا۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ فَرَجَ  
عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً جَعَلَ اللَّهُ  
تَعَالَى لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُعْبَتَيْنِ  
مِنْ نُورٍ عَلَى الصِّرَاطِ  
يَسْتَضِيءُ بِضَوْءِئِهِمَا عَالَمٌ لَا  
يُخَصِّئُهُمْ إِلَّا رَبُّ الْعِزَّةِ" ۱

تنگدستی پر آسانی کرنے والا بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے

میں ہوگا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگدستی کے لئے آسانی کرے یا اس کے لئے نرمی برتے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت بچے عرش کے سائے میں رکھے گا کہ جس دن اس کے سوا کوئی سلیہ نہ ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَنْظَرَ  
مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظْلَهُ اللَّهُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ  
يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ" ۲

اسی طرح قرض خواہ پر آسانی کرنے والا اور قرض معاف کر دینے والا بھی

بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوگا:

حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ

۱ (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصلقات، الترغيب في التيسير على المعسر  
إلخ، ص ۲۲، الحديث: ۱۰)

۲ (سنن الترمذي، المجلد الثاني، كتاب (۱۲) البهوع، باب (۶۷) ما جاء في إنظار المعسر  
والرقيق به، ص ۳۱۷، الحديث: ۱۳۰۶)



میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، جو اپنے مقروض کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو وہ بروز قیامت عرش کے سایہ میں ہوگا۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ نَهَرَ عَنْ غَرِيمِهِ، أَوْ مَحَى عَنْهُ كَانَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث میں ہے:

حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ پہلا شخص جو بروز قیامت اللہ کے سائے میں پناہ لے گا وہ ایسا ہی شخص ہوگا جو کسی تنگدست پر آسانی کرے یہاں تک کہ وہ کوئی چیز پائے یا اس کی منہ مانگی چیز اسے یہ کہتے ہوئے صدقہ کرے کہ یہ اللہ کی رضا کی خاطر تجھ پر صدقہ ہے۔ اور اس (صدقہ کرنے والے) کا صحیفہ پھاڑ دیا جائے گا یعنی اس کی ذمہ داری منقطع کر دی جائے گی۔

عَنْ أَبِي الْيُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يَسْتِظِلُّ فِي ظِلِّ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٍ أَنْظَرَ مُعْسِرًا حَتَّى يَجِدَ شَيْئًا، أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا يَطْلُبُهُ يَقُولُ: مَالِي عَلَيْكَ صَدَقَةٌ أُبْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ، وَيُخْرَقُ صَحِيفَتُهُ"۔<sup>۲</sup> قولہ: "ويخرق صحيفته": أي يقطع العهدة التي عليه.<sup>۳</sup>

تنگدست پر آسانی کرنے والے کے لئے دعاؤں کی قبولیت کا مژدہ ہے،

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند أبي قتادة الأنصاري، ص ۵۰۶، الحديث: ۲۲۹۲۶)

۲ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد التاسع عشر، ص ۱۶۷، الحديث: ۳۷۷)



عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ، وَأَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيَفْرِجْ عَنِ مُعْسِرٍ" ۱

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو چاہے کہ اس کی دعا قبول کر لی جائے اور اس کی مشکل آسان فرمائی جائے تو تنگدست کے لئے کشادگی کرے۔

پریشان حالوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی

بھلائی فرماتا ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا إِلَى مَيْسَرَتِهِ أَنْظَرَهُ اللَّهُ بِذَنْبِهِ إِلَى تَوْبَتِهِ" ۲

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگدست کے ساتھ اس کے خوشحال ہونے تک آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کرنے تک گناہوں کی مہلت دے گا (یعنی گناہوں سے محفوظ فرما دے گا)۔

تنگدست پر آسانی کرنے والا جہنم تو مچا اس کی پیش سے بھی محفوظ رہے گا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ وَهُوَ يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا، (فَأَوْمَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِيَدِهِ إِلَى

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے یہ فرماتے مسجد کی جانب تشریف لائے، جبکہ ابو عبد الرحمن اپنے ہاتھ سے

۱ (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في التيسير على المعسر إلخ، ص ۲۳، الحديث: ۱۳)

۲ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد حادي عشر، ص ۱۵۱، الحديث: ۱۱۳۳۰)



الْأَرْضِ) "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ  
وَضَعَ لَهُ، وَقَاهُ اللَّهُ مِنْ فَيْحِ  
جَهَنَّمَ" (الحديث)

زمین کی طرف اشارہ کر رہے تھے، جو کسی  
تنگدست کے لئے آسانی کرے یا اس کا  
قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی  
تپش سے محفوظ فرمائے گا۔

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد الأول، مسند عبد الله بن عباس، ص ۸۲۶، الحديث:  
(۳۰۱۶)



## عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا

عورت خاوند کی طرف سے اتنا ہی صدقہ کر سکتی ہے جتنی شوہر کی جانب سے عادتاً اجازت ہوتی ہے، اور جس چیز کی خیرات کا شوہر کو ناگوار ہونا معلوم ہو یا کوئی خاص شے جو مرد نے اپنے لئے رکھی ہو، اس کا صدقہ کرنا عورت کے لئے جائز نہیں، اور اگر نیک نیتی، شوہر کی اجازت کے ساتھ اور بلا فساد صدقہ کرے تو شوہر، بیوی اور جس خادم کے ذریعہ صدقہ دے، سب کے لئے اجر ہے، چنانچہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا اكْتَسَبَ، وَلِلْخَادِمِ مِثْلُ ذَلِكَ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ مِنْ أَجْرِ بَعْضٍ شَيْئًا."<sup>۱</sup>

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ بربادی کی نیت نہ ہو تو اسے خیرات کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب اور خزانچی کو بھی اس کے برابر جن میں کوئی دوسرے کے ثواب سے کچھ کم نہ کریگا۔

<sup>۱</sup> (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۲۷) أجر الخادم إذا تصدق بلمر صاحبه غير مفسدة، ص ۳۵۲، الحدیث: ۱۴۳۷)  
(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۲۵) أجر الخازن الأمين، والمرأة إذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة إلخ، ص ۳۶۷، الحدیث: ۷۹-۱۰۲۳ =



”اگرچہ حدیث پاک میں کھانے کی خیرات کا ذکر ہے مگر اس میں تمام وہ معمولی چیزیں داخل ہیں جن کے خیرات کرنے کی خاوند کی طرف سے عادتاً اجازت ہوتی ہے جیسے پھٹا پرانا کپڑا ٹوٹا جوتا وغیرہ اور کھانے میں بھی عام کھانا روٹی سالن داخل ہے جس کی خیرات کرنے سے خاوند ناراض نہیں ہوتا، اگر خاوند نے کوئی خاص حلوہ یا معجون اپنے گھر کے خرچ کے لئے بہت روپیہ خرچ کر کے تیار کی ہے تو اس میں سے خیرات کی عورت کو اجازت نہیں مرقات نے فرمایا یہاں خرچ کرنے میں بچوں پر خرچ کرنا مہبانوں کی خاطر تو وضع پر خرچ بھکاری فقیر پر خرچ سب ہی شامل ہے مگر شرط یہ ہی ہے کہ مال برباد کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ حصول ثواب کا ارادہ ہو اور اتنا ہی خرچ کرے جتنے خرچ کر دینے کی عادت ہوتی ہے۔“<sup>۱</sup>

ایک اور روایت:

عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ مَلَّ تَتَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا؟ قَالَ: لَا إِلَّا مِنْ قُوَّتِهَا، وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا، وَلَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَتَصَدَّقَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ. زَادَ رَزِينُ الْعَبْدَرِيِّ فِي جَامِعِهِ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عورت کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ اپنے شوہر کے گھر (کے مال) سے صدقہ کر سکتی ہے؟ فرمایا، نہیں سوائے اپنی خزانکے، اور اجر دونوں میں برابر ہوگا اور عورت کے لئے حلال نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے صدقہ دے۔ اور رزین عبدری نے اپنی جامع میں اس میں مزید روایت کیا

= (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۸) صدقة المرأة من مال الزوج،

ص ۳۶۹، الحديث: ۱۹۳۷)

۱ (مرآة المناجیح شرح مشكاة المصابیح، ج ۳، ص ۱۲۷)

فضائل صدقات



فَإِنْ أَدِنَ لَهَا فَلَا جُرْمَ لِيَهُمَا،  
فَإِنْ فَعَلْتَ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَلَا جُرْمَ  
لَهُ، وَالْإِثْمُ عَلَيْهَا.

کہ اگر شوہر اسے اجازت دے تو اجر دونوں میں  
بمابہ ہیں لہذا اگر اس کی اجازت کے بغیر کرے تو  
شوہر کے لئے اجر اور عورت پر گناہ ہوگا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ  
الْعَاصِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَجُوزُ  
لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا".<sup>۱</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی  
اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا، عورت کا اپنے شوہر کی اجازت  
کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی حنفی ۹۱۱ھ اس حدیث کی شرح میں فرماتے

ہیں، أي من مال الزوج وإلا فالعطية من مالها لا يحتاج إلى إذن عند  
الجمهور.<sup>۲</sup>

یعنی، (حدیث شریف میں جو ممانعت فرمائی گئی وہ) شوہر کے مال سے

۱ (مصنف عبد الرزاق، المجلد الرابع، کتاب (۸) الزکاة، باب (۵۷) صدقة المرأة بغير إذن زوجها، ص ۱۱۳، الحديث: ۷۳۰۳)  
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۴) المرأة تتصدق من بيت زوجها، ص ۲۱۷، الحديث: ۱۶۸۸)  
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، کتاب الزکاة، باب (۱۴۲) من حمل هذه الأخبار على أنها تعطيه من الطعام الذي أعطاها إياه، ص ۳۴۴، الحديث: ۷۸۵۳)  
(الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، کتاب الصدقات، الترغيب في المرأة في الصدقة من مال زوجها إياه، ص ۳۴، الحديث: ۳)  
۲ (سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۵۸) عطية المرأة بغير إذن زوجها، ص ۷۰، الحديث: ۲۵۴۹)  
۳ (حاشية السيوطي على سنن النسائي، تحت الحديث: المذكور)



ہے، ورنہ عورت کو اپنے مال سے صدقہ کرنے کے لئے جمہور علماء کے نزدیک، کسی کی اجازت درکار نہیں۔

ایک اور حدیث شریف:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ میرے پاس (میرے شوہر) زبیر کے دیئے ہوئے مال کے سوا کچھ نہیں تو کیا میں صدقہ کروں؟ فرمایا صدقہ کر، اور بخل مت کر کہ تجھ سے روکا جائے۔

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لِي بِمَالٍ إِلَّا مَا أُدْخِلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ أَفَاتَصَدَّقُ؟ قَالَ: "تَصَدَّقِي، وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ عَلَيْكَ" ۱

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں، عرض کی یا نبی اللہ زبیر کے دیئے کے سوا میرے پاس کچھ نہیں اگر میں زبیر کے دیئے ہوئے سے تھوڑا صدقہ کروں تو مجھ پر گناہ تو نہیں؟ فرمایا، بقدر ضرورت خرچ کر جتنی تجھے استطاعت ہے اور بخل مت کر کہ اللہ (اپنا رزق) تجھ سے روکے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّهَا جَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أُدْخِلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ؟ قَالَ: "أَرْضِخِي مَا اسْتَطَعْتِ، وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ" ۲

۱ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۵۱) الهبة وفضلها والتحریر علیہا، باب (۱۵) هبة المرأة لغير زوجها وعتقها إلخ، ص ۱۵۳، الحدیث: ۲۵۹۰)  
۲ (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۲۸) الحث علی الإنفاق وکراهة الإحصاء، ص ۳۶۹، الحدیث: ۸۹-۱۰۲۹)



لہذا عورت خاوند کی طرف سے صدقہ کر سکتی ہے مگر اتنا ہی جتنا یا تو شوہر کی جانب سے اجازت ہو یا اجازت نہ ہو تو اتنا ہی صدقہ کرے کہ اگر معلوم ہو جائے تو شوہر اس صدقہ کو بُرا نہ مانے نیز صدقہ کرتے وقت عورت کی نیت خیر خواہی کی ہونہ کہ شوہر کے مال کو نقصان پہنچانے کی۔

= (السنن الكبرى للنسائي، المجلد الثاني، في الإحصاء في الصدقة، ص ۳۸، الحديث: ۲۳۳۲)  
 (سنن النسائي المجتبى، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۶۴)  
 الإحصاء في الصدقة، ص ۷۷-۷۸، الحديث: ۲۵۵۰)  
 (صحيح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۳۳، الحديث: ۳۳۵۷)  
 (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱۳۲) كراهة البخل والشح  
 والإقتار، ص ۳۱۳-۳۱۴، الحديث: ۷۸۱۴)  
 (المحلى للظاهرى، المجلد الثامن ص ۲۱۵)

فضائل صدقات



## حلال و حرام مال سے صدقہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف حلال خرچ کیا گیا مال قابل قبول ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس خرچ کئے گئے ثواب پہاڑ کی مثل عطا فرماتا ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِمِثْلِهَا ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا، كَمَا تُرَبِّي أَرْضُكُمْ فَلْوَهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ"<sup>۱</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ صرف حلال ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے داہنے بے مثل دست قدرت سے قبول فرماتا ہے پھر صدقہ کی صدقے کرنے والے کے حق میں ایسی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے چھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

۱ (الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۸) الصلقة، باب (۱) الترغيب في الصلقة، ص ۵۵۵، الحديث: ۱۸۷۴)  
 (سنن الدلمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۵) فضل الصلقة، ص ۴۹۲، الحديث: ۱/۱۶۷۵)  
 (صحیح البخاری، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۸) الصلقة من کسب طیب، ص ۳۳۵-۳۳۶، الحديث: ۱۴۱۰)  
 (صحیح مسلم، کتاب (۱۴) الزکاة، باب (۱۹) قبول الصلقة من الکسب الطیب وتربيتها، ص ۳۶۳، الحديث: ۶۳-۱۰۱۳)



حدیث شریف میں کھجور کے تذکرے کے متعلق حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یعنی معمولی سے معمولی چیز اللہ کی راہ میں دے، عرب شریف میں کھجور معمولی چیز ہے، پھر اس کی قاش تو بہت ہی معمولی ہوئی۔“

”یہ بہت ہی اہم قانون ہے کہ خیرات حلال کمائی سے کی جائے تب ہی قبول ہوگی حتیٰ کہ حج بھی طیب و پاک کمائی سے کرے یہاں دو قاعدے یاد رکھنا چاہئیں: ایک یہ کہ مال مخلوط سے اجرت، صدقہ، دعوت وغیرہ لینا جائز ہے: دیکھو موسیٰ الطیبری نے فرعون کے ہاں اور حضور انور ﷺ نے ابوطالب کے ہاں پرورش پائی جن کا مال مخلوط تھا، اگر اس مال پر حرام کے احکام جاری ہوتے، تو رب تعالیٰ اپنے ان محبوبوں کو وہاں پرورش نہ کراتا، دوسرا یہ کہ مال حرام دو قسم کا ہے ایک وہ جو انسان کی ملکیت میں آتا ہی نہیں جیسے زنا کی اجرت، سود کا پیسہ اور بیع باطل کے معاوضے، سو شراب وغیرہ کی قیمتیں۔ دوسرا وہ کہ مالک کی ملک میں آجاتا ہے اگرچہ مالک اس کا رو بار پر گنہگار ہوتا ہے جیسے بیع بالشرط وغیرہ تمام فاسد بیعوں کی قیمت، اور ناجائز پیشوں (گانے بجانے، داڑھی موٹڈنے وغیرہ) کی اجرت: پہلی قسم کا حرام کسی کے قبضہ میں پہنچے حرام ہی رہے گا کیونکہ پہلا شخص ہی اس کا مالک نہ بنا اور دوسری قسم کا حرام

= (سنن الترمذی، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۲۸) ما جاء فی فضل الصدقة، ص ۳۷۶، الحدیث: ۶۶۱)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الثانی، کتاب (۸) الزکاة، باب (۲۸) فضل الصدقة، ص ۴۱۱، الحدیث: ۱۸۴۲)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۳۸) الصدقة من غلول، ص ۶۱، الحدیث: ۲۵۲۳)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الأول، ص ۳۵۹، الحدیث: ۱۸۸۸)

فضائل صدقات



دوسرے کی ملک میں پہنچ کر اس کے لئے حلال ہوگا، وہ جو فقہاء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حرام یا مشکوک پیسہ ہو وہ دوسرے سے قرض لے کر حج یا صدقہ کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کر دے اس سے مراد یہی آخری حرام ہے کیونکہ ملک (یعنی ملکیت) بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: "لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ".

”داہنے ہاتھ میں قبول کرنے سے مراد براہی ہو کر قبول فرماتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ مال و نیت خیر کا صدقہ رضائے الہی کا باعث ہے اور وہ صدقہ کے وقت سے لے کر قیامت تک بھاری ہوتا رہے گا حتیٰ کہ میزان میں سارے گناہوں پر غالب آجائے گا جیسے اچھی زمین میں بوئی ہوئی اور ک آلو وغیرہ، اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ﴾ (البقرة: ۲۷۶/۲) ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو (کنز الایمان)۔

حرام مال سے چاہے کتنا ہی صدقہ خیرات کر لے بے سود ہے اور بجائے موجب ثواب کے باعث عتاب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ، وَكَانَ إِضْرًا" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو حرام مال جمع کرے پھر اس سے صدقہ دے تو اس میں اس کے لئے کوئی اجر نہیں اور اس کا وبال

! (مرآة المناجیح، شرح معانی الصالح، ج ۳، ص ۹۲-۹۳)



اسی پر ہوگا۔

عَلَيْهِ ۱

اس مقام پر اس مسئلہ کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے کہ اگر حرام قطعی (مثلاً سودی) مال سے صدقہ کرتے وقت اگر اس پر ثواب کی نیت رکھی تو صدقہ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، یوں ہی اگر لینے والے (فقیر) کو بھی علم ہو کہ دینے والا حرام قطعی مال سے دے رہا ہے اور لیتے وقت دعائے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متونی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں،  
رجل دفع إلى فقير من المال الحرام شيئاً يرجو به الثواب بكفره ولو علم الفقير بذلك فدعاه وأمن المعطي كفراً جميعاً ۲  
یعنی، اگر کوئی شخص ثواب کی امید پر حرام مال سے فقیر کو صدقہ دے تو کافر ہو جائے گا، اور اگر فقیر یہ بات جانتا ہو (کہ یہ حرام مال سے دے رہا ہے) اور دینے والے کے لئے دعا کرے اور دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہو گئے۔

۱ (صحیح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۵۳، الحدیث: ۳۳۶۷)

(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۳) الدليل على أن من أدى فرض الله في الزكاة فليس عليه أكثر منه إلا أن يخ، ص ۱۳۱، الحدیث: ۷۲۳۰)

۲ (رد المحتار، المجلد الثالث، كتاب (۳) الزكاة، باب (۳) زكاة الغنم، مطلب في التصديق من المال الحرام، ص ۲۶۱)

فضائل صدقات



## صدقہ دے کر رجوع کرنا کیسا ہے؟

صدقہ دے کر واپس لینا نہایت ناپسندیدہ ہے اگرچہ واپس لے لینا جائز ہے، حدیث شریف میں ایسا کرنے کو کتے کے قے کر کے چاٹ لینے سے تشبیہ دی گئی ہے، چنانچہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: "لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَالِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ الَّذِي يَعُودُ فِي قَيْئِهِ" ۱

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا، جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اسے برباد کر دیا، میں نے چاہا کہ گھوڑا خرید لوں میرا خیال تھا کہ سستا بیچ دے گا، میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو اگرچہ تمہیں ایک درہم میں دے دے، کیونکہ اپنے صدقے میں رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہوتا ہے جو قے کر کے چاٹ لے۔

اپنا صدقہ واپس نہ لو اگرچہ تمہیں ایک درہم میں دے دے، اس جملہ کی بنا

۱ (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۹) من لا يعود في الصدقة، ص ۳۷۰، الحديث: ۱۹۵۳)



پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ اپنے دیئے ہوئے صدقہ کا خریدنا حرام ہے، مگر حق یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے، اور کراہت کی کمی صدقہ کی واپسی ہے، مثلاً اگر سو روپیہ کا مال اُس نے اسی میں دے دیا، تو گویا صدقہ دینے والے نے بیس روپیہ صدقہ کر کے واپس لے لئے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ملک بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں اس کی مثال بالکل یوں سمجھ لو کہ اگر تم نے اپنے پڑوسی فقیر کو صدقہ دیا، اُس نے اس مال کا کھانا پکا کر تمہاری دعوت کی، یہ اگر اس مہربانی کا شکر یہ میں ہو، تو وہ دعوت ناجائز ہے، اور اگر عام دعوت تھی، جس میں اتفاقاً تمہیں بھی بلا لیا گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اور کتافے کر کے چاٹ لے، ”اس تشبیہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ ممانعت تنزیہی ہے کیونکہ کتے کے اپنی تے کو چاٹ لینے سے اس کا پیٹ تو بھر ہی جائے گا مگر یہ کام گھناؤنا ہے ایسے ہی اپنے صدقہ کو خرید لینے سے ملکیت تو حاصل ہو ہی جائے گی اگرچہ کام بہت بُرا ہے یہی تشبیہ واپس لینے والے پر بھی دی گئی ہے حالانکہ ہبہ کی واپسی بالاتفاق جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے۔“



## صدقات کی وصولیابی کے فضائل اور اس میں خیانت پر وعیدیں

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ لِيُوجِبَ اللَّهُ تَعَالَى كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ".<sup>۱</sup>

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، زکوٰۃ کا اللہ کی رضا کی خاطر سچا (زکوٰۃ وصول کرنے والا) عامل، اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی کی طرح ہے یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آجائے۔

”یعنی جیسے مجاہد جاتے آتے ہر حال میں عبادت کا ثواب پاتا ہے، ایسے ہی انصاف والا عامل ہر حال میں ثواب پائیگا، کیونکہ مجاہد اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ ہے، اور یہ عامل اسلامی قانون پھیلانے، مالداروں کو ان کے فریضہ سے فارغ کرنے اور

۱ (سنن ابی داؤد، المجلد الثالث، کتاب (۱۳) الخراج والإمارة والفتیاء، باب (۷) فی السعیة علی الصلقة، ص ۲۳۵، الحدیث: ۲۹۳۶)  
(سنن الترمذی، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۱۸) ما جاء فی العامل علی الصلقة بالحق، ص ۳۶۷، الحدیث: ۶۳۵)  
(سنن ابن ماجہ، المجلد الثاني، کتاب (۸) الزکاة، باب (۱۳) ما جاء فی عمال الصلقة، ص ۳۹۳، الحدیث: ۱۸۰۹)  
(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، الفصل الثاني، ص ۳۳۹، الحدیث: ۱۷۸۵)



فقراء کو ان کا حق دلانے کا ذریعہ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نیت خیر ہو تو دینی خدمت پر تنخواہ لینے کی وجہ سے اس کا ثواب کم نہیں ہوتا، دیکھو ان عاملوں کو پوری اجرت دی جاتی تھی مگر ساتھ میں یہ ثواب بھی تھا، چنانچہ مجاہد کو غنیمت بھی ملتی ہے اور ثواب بھی، حضرات خلفائے راشدین سوائے حضرت عثمان غنی کے سب نے خلافت پر تنخواہیں لیں، مگر ثواب کسی کا کم نہیں ہوا، ایسے ہی وہ علماء یا امام و موذن جو تنخواہ لے کر تعلیم، اذان، امام کے فرائض انجام دیتے ہیں اگر ان کی نیت خدمت دین ہے تو ان شاء اللہ ثواب بھی ضرور پائیں گے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ  
الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينَ الَّذِي  
نَقَلَ مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا  
مُوقِرًا طَيِّبَةً بِه نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ  
إِلَى الَّذِي أُمِرَ بِهِ أَحَدُ  
الْمُتَصَدِّقِينَ."<sup>۲</sup>

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے  
روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے  
فرمایا، بے شک وہ مسلمان امانت دار خازن  
صدیقین سے ہے، جسے ہم کسی کام پر بھیجیں  
اور اسے پورا اجر دیں کہ جس پر اس کا نفس  
مطمئن ہو، اور وہ جس کے متعلق حکم دیا گیا، کو  
پورا (مالی) صدقہ دے۔

۱ (مرآة المناجیح شرح مفاتیح الصالح، ج ۳، ص ۱۸)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۲۷) أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غیر مفسدة، ص ۳۵۲، الحدیث: ۱۳۳۸)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۲۵) أجر الخازن الأمين، والمرأة إذا تصدقت من بیت زوجها غیر مفسدة إلخ، ص ۳۶۷، الحدیث: ۷۹-۱۰۲۳) =



ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ يَدِ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ."<sup>۱</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھی کمائی عامل کی کمائی ہے جبکہ مخلص ہو۔

اور:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اسْتَعْمَلَنَا عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ."<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے ہم کسی کام پر لگادیں، پھر ہم اُسے معاوضہ دے دیں تو اس کے بعد جو کچھ لے گا وہ خیانت ہے۔

"یعنی اپنی تنخواہ کے علاوہ جو کچھ چھپا کر لے گا وہ چوری و خیانت ہوگا۔"<sup>۳</sup>

اور:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "مَنْ اسْتَعْمَلَنَا عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ."<sup>۴</sup>

<sup>۱</sup> (سنن ابی داؤد، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۴۳) أجر الخازن، ص ۲۱۵، الحدیث: ۱۶۸۳)  
<sup>۲</sup> (سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۶۷) أجر الخازن إذا تعلق بإذن مولاه، ص ۸۳، الحدیث: ۲۵۵۹)  
<sup>۳</sup> (المسند للإمام أحمد، المجلد الثالث، مسند ابی ہریرہ، ص ۲۷۸، الحدیث: ۸۳۹۳)  
<sup>۴</sup> (سنن ابی داؤد، المجلد الثالث، کتاب (۱۳) الخراج والإمارة والقی، باب (۱۰) فی لوزاق العمال، ص ۲۳۸، الحدیث: ۴۹۴۳)  
 (مشکاة المصابیح، المجلد الثانی، کتاب الإمارة والقضاء، باب (۳) رزق الولاة وهدایہم، الفصل الثانی، ص ۱۶، الحدیث: ۳۷۴۸)  
 (مرآة الناجح، ج ۵، ص ۳۸۸)



کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقات کی وصولیابی کے لئے بھیجا تو فرمایا اے ابوولید اللہ سے ڈر، قیامت کے دن یوں نہ آنا کہ وہ صدقہ کا اونٹ تمہاری گردن میں بلبلاتا ہو یا گائے چینی ہو یا بکری میاتی ہو، عرض کی یا رسول اللہ یہ ایسے ہی ہوگا؟ فرمایا، ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے (ایسا ہی ہوگا)، عرض کی، تو اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں کسی چیز کا عامل نہ ہوں گا۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ عَلَيَّ الصَّدَقَةَ فَقَالَ: "يَا أَبَا الْوَلِيدِ اتَّقِ اللَّهَ لَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ تَحْمِلُهُ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقْرَةً لَهَا خُورَارٌ، أَوْ شَاةً لَهَا تُغَاءٌ". قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ذَلِكَ لَكُنْتُ لِكَ؟ قَالَ: "إِي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ". قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَعْمَلُ لَكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا".<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے سوئی یا اس سے زیادہ چھپالے تو یہ بھی خیانت ہے، جسے قیامت کے دن لایگا۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ اسْتَعْمَلَنَا مِنْكُمْ عَلَى حَمَلٍ فَكُتْمَنَا مِغْطًا فَمَلَّ فِرْقَهُ كَانَ غُلُولًا يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". فَقَامَ إِلَيْهِ

۱ (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱۰۰) غلول الصلقة، ص ۲۶۷، الحديث: ۷۶۱۳)



رَجُلٌ أَسْوَدٌ مِنَ الْأَنْصَارِ  
كَانِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ! اقْبَلْ عَنِّي  
عَمَلَكَ. قَالَ: "وَمَا لَكَ؟"  
قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذًّا  
وَكَذًّا. قَالَ: "وَأَنَا أَقُولُ الْآنَ:  
مَنْ اسْتَعْمَلَنَا مِنْكُمْ عَلَى  
عَمَلٍ فَلْيَجِيْ بِقَلْبِهِ وَكَثِيرِهِ،  
فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَ وَمَا نُهِيَ  
عَنْهُ انْتَهَى" ۱۔

ایک حبشی انصاری صحابی حاضر ہوئے گویا کہ  
میں اُن کی جانب دیکھ رہا تھا عرض کرنے لگے یا  
رسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا کام واپس قبول  
فرما لیجئے، سرکار ﷺ نے فرمایا، کیا ہوا؟ عرض  
کی، میں نے آپ کو فلاں فلاں بات فرماتے  
سنا۔ فرمایا، میں تو اب بھی کہتا ہوں کہ ہم جسے  
کسی کام پر لگائیں تو وہ اس کا کم و بیش (سب)  
ہماری بارگاہ میں لے کر حاضر ہو اور جو (ہماری  
بارگاہ سے) اُسے دیا جائے لے لے اور جس  
نے منع کیا جائے (اس سے) باز رہے۔

”یعنی خیانت چھوٹی ہو یا بڑی قیامت میں سزا اور رسوائی کا باعث ہے  
خصوصاً جو خیانت زکوٰۃ وغیرہ میں کی جائے، کیونکہ یہ عبادت میں خیانت ہے اور اس  
میں اللہ کا حق مارنا ہے اور فقیروں کو اُن کے حق سے محروم کرنا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:  
﴿وَمَنْ يُّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ([آل عمران: ۱۶۱/۳] ترجمہ: اور جو  
چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا) (کنز الایمان) خیال رہے  
کہ ما فوقہ سے مراد سوئی سے کم چیز ہے یا سوئی سے زیادہ“ ۲۔

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۷) تحریم ہدایا العتال، ص ۷۳۵، الحدیث:  
۳۰ (۱۸۳۳))

(مشکوٰۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، الفصل الأول، ص ۳۳۸، الحدیث: ۱۷۸۰)

۲ (مرآة الناجح، ج ۳، ص ۱۵)



ایک اور حدیث شریف جس میں ایک نہایت قیمتی قاعدہ بیان فرمایا جس سے آج کل کے اکثر لوگ نابلد ہیں اور جنہیں ادراک ہے وہ بھی جانے انجانے ہیں، چنانچہ:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللَّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ إِلَيَّ. قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي اسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَّلَانِي اللَّهُ، فَيَأْتِيَنِي فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيْتُ لِي، أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا؟ وَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا

حضرت ابو حمید ساعدی سے مروی ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو جنہیں ابن لتبیه کہا جاتا تھا صدقہ پر عامل بنایا، جب وہ واپس آئے تو کہا، یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا، تب نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا، حمد و ثناء کے بعد سنو! ہم تم میں سے بعض کو ان چیزوں پر عامل بناتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں والی بنایا تو ان میں سے بعض آکر کہتے ہیں کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ نذرانہ دیا گیا تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا؟ پھر دیکھتا اُسے نذرانہ ملتا ہے یا نہیں۔ اللہ کی قسم تم میں سے جو شخص اس میں سے کچھ ناحق لے گا تو بروز قیامت اللہ کی بارگاہ میں اُسے اپنے اوپر اٹھائے آئے گا تو میں اسے (سفارش کیلئے) نہ پہچانوں گا

فضائل صدقات



اور وہ اس خیانت والے جانور کو اپنی گردن پر اٹھا کر لائیگا، اگر اونٹ ہے تو بلبلاتا ہوگا یا گائے ہے تو وہ چیختی ہوگی یا بکری کہ ممیاتی ہوگی۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے، حتیٰ کہ ہم نے حضور کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے، الہی میں نے تبلیغ کر دی۔

مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا  
لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقْرَةً لَهَا خُورٌ، أَوْ  
شَاةً تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى  
رَوَى بَيَاضَ إِبْطِيهِ يَقُولُ:  
اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ“۔<sup>۱</sup>

”یعنی ان کے پاس وصول کردہ زکوٰۃ سے زیادہ مال تھا جو زکوٰۃ دینے والوں نے انہیں بطور ہدیہ علاوہ زکوٰۃ دیا تھا، یہ ان صحابی کی انتہائی دیانتداری ہے کہ اس ہدیہ کو گھر نہ رکھ گئے سب کچھ بارگاہِ شریف میں پیش کر دیا اور اصل واقعہ بیان کر دیا۔“

اور جو حدیث شریف میں فرمایا، اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا اُسے نذرانہ ملتا ہے یا نہیں، ”یعنی یہ نذرانہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے کہ اس کے ذریعہ صاحبِ نصاب آئندہ اصل زکوٰۃ سے کچھ کم کرانے کی کوشش کریں گے، نیز جب اسے کام کی اجرت پوری ہم دیتے ہیں تو یہ ہدیہ کیا چیز ہے، فقہاء فرماتے ہیں کہ

۱ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۵۱) الهبة وفضلها والتحریر علیہا، باب (۱۷) من لم یقبل الهدیة لعلہ، ص ۱۵۴-۱۵۵، الحدیث: ۲۵۹۷)  
(صحیح مسلم، کتاب (۲۳) الإمارة، باب (۷) تحریم ہدایا العمال، ص ۷۳۳-۷۳۵، الحدیث: ۲۶- (۱۸۳۲))  
(سنن ابی داود، المجلد الثالث، کتاب (۱۳) الخراج والإمارة والفیء، باب (۱۱) فی ہدایا العمال، ص ۲۳۹، الحدیث: ۲۹۳۶)  
(مشکاۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، الفصل الأول، ص ۳۳۸، الحدیث: ۱۷۷۹)



حکام کے نذرانے اور خاص دعوتیں رشوت ہیں، ہاں حاکم عام دعوت ولیمہ وغیرہ کھا سکتا ہے، نیز جو نذرانے، ہدیہ اور ڈالیاں اس کے حاکم بننے کے بعد شروع ہوں وہ سب رشوتیں ہیں، ہاں جن لوگوں کے ساتھ اس کا پہلے ہی سے لین دین ہو اور اس کے معزول ہونے کے بعد بھی وہی لین دین رہے وہ رشوت نہیں، جیسے عزیزوں اور قدیمی احباب سے نیوتے بھاجی وغیرہ، ان مسائل کی اصل یہ حدیث ہے۔

”جو عامل زکوٰۃ میں چوری یا خیانت کرے یا زکوٰۃ دینے والوں سے رشوت

وصول کرے، غرض کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ جس طرح بھی خفیۃً یا علانیۃً کچھ لے لفظ منہ

ان سب کو شامل ہے (مرقات) غرض کہ یہاں زکوٰۃ کی چوری ہی مراد نہیں کیونکہ ان

صاحب نے کوئی چوری نہ کی تھی، خیال رہے کہ یہاں تو گردن کے اٹھانے کا ذکر ہے

قرآن شریف میں پیٹھوں پر لادنے کا ارشاد ہوا: ﴿وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ

ظُهُورِهِمْ﴾ ([الأنعام: ۶/۳۱] ترجمہ: اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں

(کنز الایمان)) کیونکہ آیت میں کفار کا ذکر ہے اور یہاں گنہگار مسلمان کا چونکہ کفار کے

گناہ زیادہ اور بھاری ہونگے اس لئے وہ پیٹھوں پر لادینگے اور مسلمان گنہگار کے گناہ

ان سے کم اور ہلکے ہوں گے، اس لئے گردن پر اٹھائیں گے، یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پیٹھ

کی انتہا گردن ہے، لہذا گردن پر اٹھانا گویا پیٹھ پر ہی اٹھانا ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی

ہے۔“

اور جو فرمایا کہ اگر اونٹ ہے تو بلبلاتا ہوگا یا گائے ہے تو چیختی ہوگی یا بکری

ہے تو میاتی ہوگی، ”یعنی اگر خیانت یا رشوۃ اونٹ، گائے، بکری یا کوئی اور جانور بھی لیا

ہوگا، تو اسے بھی اپنی گردن پر اٹھائے پھرے گا، بوجھ سے دبے گا بھی اور ان آوازوں

فضائل صدقات



کی وجہ سے سارے میں بدنام ہوگا، معلوم ہوا کہ نیکیوں پر قیامت میں انسان سوار ہوگا، اور بدیاں انسان پر سوار ہوں گی۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مسلمانوں کے خفیہ گناہ نہ کھولے گا ستاری فرمائے گا، مگر جو بے غیرت دنیا میں علانیہ گناہ کریں، اور ان پر فخر بھی کریں وہ ضرور کھلیں گے، لہذا یہ حدیث عیب پوشی کی احادیث کے خلاف نہیں۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں فرمایا میں اُس (خائن) کو بروز قیامت شفاعت کے لئے نہ پہچانوں گا، یہاں اس فعل کی قباحت کا بیان اور اس پر زجر کرنا ہے جیسا کہ ماں بچے کو کسی غلط کام سے بچنے کے لئے پہلے سے کہہ دے کہ دیکھ ایسا مت کرنا ورنہ میں تیری مدد نہ کروں گی لیکن پھر بھی بچے سے وہ کام سرزد ہو جائے تو کیا ماں اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دے گی؟؟ جواب قاری پر ہے۔ (مؤلف غفرلہ)

ایک دوسری حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ  
 ﷺ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ سَاعِيًا، ثُمَّ قَالَ: "انْطَلِقْ  
 أَبَا مَسْعُودٍ لَا أُلْفِيَنَّكَ تَجِيءُ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرٌ  
 مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ  
 غَلَّتَهُ". قَالَ: إِذَا لَا أَنْطَلِقُ

حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
 فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے عامل بنا  
 کر بھیجا پھر فرمایا اے ابو مسعود میں تمہیں  
 قیامت کے دن اس حال میں آتے ہرگز نہ  
 پاؤں کہ تمہاری پیٹھ پر صدقہ کا اونٹ بلبلاتا  
 ہو، کہ تو نے خیانت کی ہے راوی فرماتے ہیں تو  
 میں نے عرض کی، یوں ہے تو میں نہیں جاتا،

۱ (مرآة الناجح، ج ۳، ص ۱۳-۱۴)



قَالَ: "إِذَا لَا تُكْرِهُكَ" ۱۔ فرمایا ٹھیک ہے میں بھی تمہیں منع نہیں کرتا۔

دیکھئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زہد و تقویٰ کا عالم کہ جس میں حرام کاری کے تھوڑے غنصر کا بھی شبہ ہوتا تو اس فعل سے اجتناب کرتے حالانکہ ظاہر اس کام پر معاوضہ بھی ملتا مگر ان کے دلوں میں حب مال نہیں خشیت الہی راسخ تھی۔ ان کی سیرت سے بالخصوص وہ لوگ درس حاصل کریں جو زکوٰۃ و عشر کی وصولیابی کی نوکریوں کے حصول کے لئے سرگرداں ہیں جس میں بعض لوگوں کا اصل مقصد تو رشوتیں کمانا ہی ہوتا ہے۔ چند روزہ زندگی کے لئے کیوں اپنی عاقبت کو داغدار کیا جائے؟

ایک اور حدیث شریف پڑھئے اور درس عبرت حاصل کیجئے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتَّى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ مُسْرِعٌ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرَّرْنَا بِالْبَقِيعِ، فَقَالَ: "أَفَا لَكَ أَفَا لَكَ"، فَكَبَّرَ ذَلِكَ فِي ذُرْعِي،

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب عصر پڑھتے تو قبیلہ بنو عبد الاشہل کے پاس جاتے اور انہیں نصیحت فرماتے، یہاں تک کہ مغرب کے لئے لوٹتے۔ ابو رافع فرماتے ہیں، تو جس دوران نبی کریم ﷺ مغرب کے لئے تیزی سے جا رہے تھے تو ہم بقیع شریف سے گزرے تو آپ نے فرمایا، تجھ پر اُت ہے تجھ پر اُت ہے، تو میں خوف زدہ ہوا

۱ (سنن ابی داؤد، المجلد الثالث، کتاب (۱۴) الخراج والإمارة والفتی، باب (۱۴) غلول الصدقة، ص ۲۴۰، الحدیث: ۲۹۴۷)



اور رُک گیا کہ شاید آپ مجھ سے فرما رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا کیا ہوا؟ چلو نا! تو میں نے عرض کی کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی؟ فرمایا نہیں، میں نے عرض کی، آپ نے مجھ سے بے زاری کا اظہار فرمایا؟ فرمایا نہیں، مگر یہ فلاں ہے جسے میں نے فلاں قبیلے پر وصولیابی کے لئے بھیجا تھا تو اس نے ایک چادر کی خیانت کی اب اُسے (قبر میں) اُسی چادر کی مثل آگ کی زرہ سے عذاب دیا جا رہا ہے۔

فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي، فَقَالَ: "مَا لَكَ أَمْشِرٍ"، فَقُلْتُ: أَلَا أُحَدِّثُ حَدَثًا؟ قَالَ: "وَمَا لَكَ؟" قُلْتُ: أَفَفَتَ بِي؟ قَالَ: "لَا، وَلَكِنْ هَذَا فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فُلَانٍ فَعَلَّ نَمِرَةَ فَدَرَّعَ عَلَى مِثْلِهَا مِنَ النَّارِ"۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرنے والا زکوٰۃ نہ دینے والے کی طرح ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَا نِعِيهَا"۔<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> (الترغيب والترهيب، المجلد الأول، كتاب الصدقات، فصل، الترغيب في العمل على الصدقة بالتقوى إلخ، ص ۲۸۹، الحديث: ۱۱)

<sup>۲</sup> (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۴) في زكاة السائمة، ص ۱۶۶، الحديث: ۱۵۸۵)

(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (۵) الزكاة، باب (۱۹) ما جاء في المعتدي، في الصدقة، ص ۳۶۸، الحديث: ۶۴۶)

(سنن ابن ماجه، المجلد الثاني، كتاب (۸) الزكاة، باب (۱۴) ما جاء في عمال الصدقة، ص ۳۹۳-۳۹۴، الحديث: ۱۸۰۸)



”اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جو عامل زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرے کہ یا زیادہ لے یا بہترین مال لے، وہ ایسا ہی گنہگار ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینے والا، یا جو مالک زکوٰۃ دینے میں زیادتی کرے کہ یا تو کم دینے کی کوشش کرے یا ناقص یا مال مٹول کرے وہ ایسا ہی گنہگار ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینے والا، علماء فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ خوش دلی سے دو، اسے عبادت سمجھو ٹیکس نہ سمجھو، مستحق کو دو، جان بوجھ کر غیر مستحق کو نہ دو، دے کر احسان نہ جتاؤ اگر اپنے عزیز فقیر کو دی ہے تو اسے طعنہ نہ دو بلکہ اس کا ذکر کبھی بھی نہ کرو کہ ان سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾ (البقرة: ۲۶۴/۲) ترجمہ: اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر (کنز الایمان) اور یہ سب حد سے بڑھنے میں داخل ہیں“۔<sup>۱</sup>

عاملِ خائنِ جنت میں داخل نہ ہوگا، چنانچہ:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا يَدْخُلُ صَاحِبُ مَكْسٍ الْجَنَّةَ."<sup>۲</sup>

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے والا (خائن) جنت میں داخل نہ ہوگا۔

= (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۱) ما تجب فيه الزكاة، الفصل

الثاني، ص ۳۴۳، الحديث: ۱۸۰۱)

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۳۵)

۲ (المسند للإمام أحمد، المجلد الخامس، مسند عقبہ بن عامر، ص ۹۰۱، الحديث: ۱۷۴۸۷)

(صحيح ابن خزيمة، المجلد الرابع، ص ۵۱، الحديث: ۲۳۳۳)

(المستدرک علی الصحیحین، المجلد الأول، ص ۵۶۲، الحديث: ۱۴۶۹) =



یوں ہی خائن عامل کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی، چنانچہ:

عَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ،  
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
يَقُولُ: "كَانَ لِدَاوُدَ نَبِيِّ اللَّهِ  
السَّلِيلِ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوقِظُ  
فِيهَا أَهْلَهُ، يَقُولُ: يَا آلَ دَاوُدَ!  
قَوْمُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ  
يَسْتَجِيبُ اللَّهُ عَلَيْكَ فِيهَا  
الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْ عَشَّارٍ"<sup>۱</sup>

حضرت عثمان بن ابی العاص سے مروی ہے  
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو  
فرماتے سنا، حضرت داؤد علیہ السلام کی رات میں  
ایک گھڑی ایسی تھی جس میں اپنے گھر والوں کو  
جگاتے تھے، فرماتے تھے اے داؤد کے گھر  
والو! اٹھو نماز پڑھ لو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس  
میں اللہ تعالیٰ جادوگر یا (خائن) محصولیوں  
کے سوا سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔

”چونکہ یہ دونوں بڑے ظالم ہوتے ہیں کہ جادوگر لوگوں پر جانی ظلم کرتا ہے،  
اور چنگی والے ٹیکس وصول کرنے والے مالی ظلم بہت کرتے ہیں اور انکے ذمہ حقوق  
العباد بہت ہوتے ہیں اس لئے ان کی تہجد کے وقت مانگی ہوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی  
کیونکہ لوگوں کی بددعائیں ان کے پیچھے پڑی ہوتی ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں، دعا کی  
قبولیت چاہتے ہو تو بددعائیں نہ لو، عشار عشر سے بنا ہے بمعنی پیداوار کا دسواں حصہ جو  
حکومت لیتی ہے۔“<sup>۲</sup>

= (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد السابع، كتاب قسم الصدقات، باب (۱۶) لا يكتف منها شيء، ص ۲۶، الحديث: ۱۳۱۷۵)

۱ (المسند للإمام أحمد، المجلد الخامس، مسند عثمان بن أبي العاص، ص ۵۷۹، الحديث: ۱۶۳۹۰)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الصلاة، باب (۳۳) التحريض على قيام الليل، الفصل الثالث، ص ۲۳۳، الحديث: ۱۲۳۵)

۲ (مرآة الناجح، ج ۲، ص ۲۶۱)



ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِي مُنَادٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيَسْتَجَابُ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى، هَلْ مِنْ مَكْرُوبٍ فَيَفْرَجُ عَنْهُ، فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ ﷻ لَهُ إِلَّا زَانِيَةً تَسْغَى بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَارًا»<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ لِلْعَبَّاسِ سَلِ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَعْمِلُكَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَسَأَلَهُ قَالَ: «مَا كُنْتُ لِأَسْتَعْمِلُكَ عَلَى غُسَالَةِ ذُنُوبِ النَّاسِ»<sup>۲</sup>

حضرت ابو العاص ثقفی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو ایک منادی پکارتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟، ہے کوئی مانگنے والا کہ اُسے دیا جائے؟، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی حاجت روائی کی جائے؟، تو اس وقت اللہ تعالیٰ ہر مومن کی دعا قبول فرماتا ہے سوائے زانیہ کے جو اپنی شرمگاہ سے بدکاری کرتی ہے اور (خائن) وصولی کرنے والے کے۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے حضرت عباسؑ سے کہا، آپ نبی کریم ﷺ سے گزارش کریں کہ وہ آپ کو صدقات کی وصولیابی پر عامل بنادیں تو حضرت عباس نے گزارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ میں آپ کو لوگوں کے گناہ دھونے پر استعمال نہیں کر سکتا۔

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الثالث، ص ۱۵۳، الحدیث: ۲۷۶۹)

۲ (صحیح ابن خزيمة، المجلد الرابع، باب استجاب الاستغفار عن أكل الصدقة إلخ، ص ۷۹،

الحدیث: ۲۳۹۰)



## قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمت

اللہ کے ولی امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں، جان لو کہ فقر قابلِ تعریف ہے لیکن فقیر کو لوگوں سے نہ لالچ رکھنے والا ہونا چاہئے نہ لوگوں کے پاس موجودہ چیزوں کی طرف توجہ کرنے والا اور نہ مال کی کمائی کے مختلف طریقے ڈھونڈنے والا ہونا چاہئے کہ چاہے جس طرح بھی حاصل ہو، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ کھانے، پہننے اور رہنے میں بقدرِ ضرورت پر قناعت کرے۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا تُزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى، وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةٌ لَحْمٍ."<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو ہمیشہ مانگتا رہے تو قیامت کے روز یوں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم الحرص والطمع، ومدح القناعة والیاس مما فی ابدي الناس، ص ۳۱۸)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۵۳) من سأل الناس تکثراً، ص ۳۶۳، الحدیث: ۱۴۷۴)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۵) کراهة المسألة للناس، ص ۳۷۲، الحدیث: ۱۰۳-۱۰۴)



اسی طرح ایک حدیث شریف میں سوال یعنی مانگنے کو سائل کے چہرے پر

خراشوں کا سبب فرمایا گیا ہے، چنانچہ:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک سوالات خراشیں ہیں جو مانگتے وقت منگتے کے چہرے پر پڑتی ہیں تو جو چاہے اپنا چہرہ بچا لے اور جو چاہے چھوڑ دے سوائے اس کے کہ صاحب سلطنت سے مانگے یا اس صورت میں مانگے کہ اس کے سوا چارہ کار نہ ہو۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٍ يُكَدِّحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يُسْأَلَ ذَا سُلْطَانَ، أَوْ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بَدَأً."<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، مانگنا بروز قیامت منگتے کے چہرے پر خراشیں ثابت ہوگا، تو جو چاہے اپنا چہرہ بچالے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْمَسْأَلَةُ كُدُوحٌ فِي وَجْهِ صَاحِبِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ شَاءَ فَالْيَسْتَبِقِ عَلَى وَجْهِهِ."<sup>۲</sup> الْحَدِيثُ.

۱ (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۶) ما تجوز فيه المسألة، ص ۱۹۸، الحديث: ۱۲۳۹)

(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (۵) الزكاة، باب (۳۸) ما جاء في النهي عن المسألة، ص ۳۸۸، الحديث: ۲۸۱)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۹۲) مسألة الرجل ذا السلطان، ص ۱۰۵، الحديث: ۲۵۹۸)

۲ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب في الزكاة، فصل في الاتعاف عن المسألة، ص ۲۷۰، الحديث: ۳۵۱۰)



خراشوں کے علاوہ مانگنے والے کا چہرہ بھی بگڑ جاتا ہے، چنانچہ:

عَنْ مَسْعُودِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَسْأَلُ  
وَهُوَ غَنِيٌّ حَتَّى يَخْلُقَ وَجْهَهُ فَمَا  
يَكُونُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ وَجْهٌ"<sup>۱</sup>

حضرت مسعود بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص غنی ہونے کے  
باوجود مانگتا رہے یہاں تک کہ چہرہ بگڑ جائے  
تو اللہ کے ہاں اس کے لئے کیا رضا ہوگی؟

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ فِي غَيْرِ  
فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهِ، أَوْ عِيَالٍ لَا  
يُطِيقُهُمْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
بِوَجْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ"<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا، جو کسی سے بغیر فاقے یا ایسی  
احتیاج کے بغیر مانگے جس کی وہ طاقت نہ  
رکھے تو بروز قیامت یوں آئے گا کہ اس کے  
چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔

بلا احتیاج مانگنے کا نتیجہ دائمی محتاجی ہے جس کا تدارک انسانی کوششوں سے

بالا تر ہے، چنانچہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: "مَنْ فَتَحَ عَلَى نَفْسِهِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی  
ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو خود پر

۱ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد العشرون، ص ۳۳۳، الحديث: ۷۹۰)

(الإصابة، المجلد السادس، ص ۱۰۲، الحديث: ۷۹۱)

۲ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، كتاب (۲۲) في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة،

ص ۲۷۳، الحديث: ۳۵۲۶)



بَابُ مَسْأَلَةٍ مِنْ غَيْرِ فَاقَةٍ  
نَزَلَتْ بِهِ، أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيقُهُمْ  
فَتَحَّ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَاقَةٍ مِنْ  
حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ<sup>۱</sup>۔

بغیر فاقے یا ایسی احتیاج کے بغیر سوال کے  
دروازہ کھولے گا کہ جو اس کی برداشت سے  
بڑھ کر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر فاقہ کا ایسا  
درکھولے گا کہ کبھی شمار نہ کر سکے گا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی کو پانی کے ساتھ تر کر کے  
کھاتے اور فرماتے جو شخص اس پر قناعت کرتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔<sup>۲</sup>  
اگر معلوم ہو جائے کہ مانگنے میں کیا کراہت ہے تو کوئی نہ مانگے، چنانچہ:

عَنْ عَائِدِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ  
رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ  
فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ  
عَلَى أُسْكُفَةِ الْبَابِ. قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَوْ يَعْلَمُونَ  
مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَسَى أَحَدٌ  
إِلَى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ"<sup>۳</sup>۔

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سوال  
کرنے آیا تو آپ نے عطا فرمایا، جب  
(لوٹتے ہوئے) اس شخص نے دہلیز پر قدم  
رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر لوگ جان  
لیتے کہ سوال میں کیا (کراہت) ہے تو کوئی  
شخص کسی کے پاس مانگنے نہ جاتا۔

اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب وہ ضروری کھانے، لباس اور رہائش ہی  
پر قناعت کرے کہ اس کی مقدار بھی کم ہو اور ادنیٰ قسم کا ہو اور اپنی توجہ کو ایک دن یا ایک

۱ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، کتاب (۲۲) فی الزکاة، فصل فی الاستغفار عن المسألة،  
ص ۲۷۴، الحدیث: ۳۵۲۶)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

۳ (السنن الكبرى للنسائی، المجلد الثاني، ص ۵۰، الحدیث: ۲۳۶۷)



مہینے کی طرف مبذول رکھے اور مہینے کے بعد جو کچھ ہے اس میں دلچسپی سے گریز کرے اگر زیادتی کی چاہ رکھے گا یا طویل امید قائم کرے گا تو قناعت کے اعزاز سے محروم ہو جائے گا اور لازماً لالچ کی گرد میں آلودہ ہوگا اور حرص کی ذلت برداشت کرنا پڑے گی۔ پھر حرص اور لالچ اسے (مزید) بری عادات اور برائیوں کے ارتکاب کی طرف لے جائیں گی جس سے مروت ختم ہو جائے گی کہ حرص و لالچ تو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسان فطرتاً قناعت بہت کم کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرتا ہے اور انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

حضرت ابو واقد لیشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی آتی تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ ہمیں اس وحی کی تعلیم فرماتے، ایک دن میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بے شک ہم نے مال نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اتارا ہے اور اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی ہو اور اگر دوسری بھی ہو تو وہ چاہے گا کہ تیسری بھی ہو اور انسان کے پیٹ کو تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف آتی ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف میں غنی کے سوال کی قباحت کا بیان ہوا، چنانچہ:

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم الحرص و الطمع، ومدح القناعة و الیاس مافی ایدی الناس، ص ۳۱۸)



عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَسْأَلَةُ الْغَنِيِّ شَيْنٌ فِي وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَسْأَلَةُ الْغَنِيِّ نَارٌ إِنْ أُعْطِيَ قَلِيلًا فَقَلِيلٌ، وَإِنْ أُعْطِيَ كَثِيرًا فَكَثِيرٌ."<sup>۱</sup>

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غنی کا مانگنا بروز قیامت اس کے چہرے پر عیب کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اور (ایک اور روایت میں ہے کہ) غنی کا مانگنا آگ ہے، اگر (غنی کو) کم ملا تو کم ہے اور اگر زیادہ ملا تو زیادہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو حیا سے اس کا رنگ بدل گیا تو حضرت علی نے فرمایا اپنی حاجت زمین پر لکھ لو تا کہ میں تمہارے مانگنے کی شرمندگی کو نہ دیکھوں، تو اس نے لکھا،

لم يبق لي شيء يباع بدرهم إلا ببقية ماء وجه صنته  
تغنيك حالة منظري عن مخبري  
أن لا يباع ونعم أنت المشتري

یعنی، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کی قیمت ایک درہم ہی ہو۔ میری خستہ حالی بیان کی محتاج نہیں۔ سوائے چہرے کی شرم کے، کہ جسے اب تک سنبھالے رکھا ہے اور یہ ایک ایسی انمول شے ہے جسے بیچا نہیں جاتا اور اے مولیٰ علی حیدر کرار! (رضی اللہ عنک) آپ کیا ہی اچھے مول دینے والے ہیں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے ایک سونے چاندی سے لدے اونٹ کا حکم فرمایا، پھر فرمایا،

عاجلتنا فأتاك عاجل برنا  
فلا ولو أمهلتنا لم تقتر  
فخذ القليل وكن كأنك لم تبع  
ما صنته و كأننا لم نتشر

۱ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن عشر، ص ۱۷۵، الحديث: ۴۰۰)



یعنی، تو نے ہم سے مانگنے میں جلدی کی تو تجھے ہماری جلد بھلائی میسر آئی اور اگر تو ہمیں مہلت نہ دیتا کہ تیری مہمان نوازی کی جاتی، تو اب تھوڑا لے اور یوں ہو جا کہ گویا تو نے بیچا ہی نہیں، اُسے جو تیرے چہرے کی شرم ہے اور گویا کہ ہم نے خریدا نہیں۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْمَسْأَلَةِ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهِيَ خُمُوشٌ فِي وَجْهِهِ."<sup>۲</sup>

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اس حال میں مانگے کہ مانگنے سے بے نیاز ہو (یعنی اُسے سوال کی حاجت نہ ہو) تو اُس کا مانگنا بروز قیامت اس کے لئے چہرے پر خراشیں ثابت ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے عرض کی، اے میرے رب! تیرا کونسا بندہ زیادہ غنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جو میرے دیئے پر سب سے زیادہ قناعت کرے۔ عرض کی، سب سے زیادہ عدل کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے۔<sup>۳</sup>

قناعت کو ترک کر کے بلا ادائیگی حقوق، بے جا مال جمع کرنے والوں کو قیامت کے دن ان کے سکوں سے داغا جائے گا، چنانچہ:

۱ (نزہة المجالس، المجلد الثانی، باب فضل الصدقة وفعل المعروف، ص ۲۳)

۲ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد الخامس، ص ۳۳۲، الحدیث: ۵۲۶۷)

۳ (إحیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم الحرص والطمع، ومدح القناعة والیاس مافی أیدی الناس، ص ۳۱۹)



عَنْ مَسْعُودِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ،  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ  
يُصَلِّي عَلَيْهِ فَقَالَ: "كَمْ  
تَرَكَ؟" قَالُوا: دِينَارَيْنِ أَوْ  
ثَلَاثَةً. قَالَ: "تَرَكَ كَيْتَيْنِ أَوْ  
ثَلَاثَ كِيَّاتٍ"، فَلَقِيْتُ عَبْدَ  
اللَّهِ بْنَ الْقَاسِمِ مَوْلَى أَبِي  
بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ  
لَهُ: ذَاكَ رَجُلٌ كَانَ يَسْأَلُ  
النَّاسَ تَكْثُرًا<sup>۱</sup>

حضرت مسعود بن عمرو رضی اللہ عنہ سے  
روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک شخص کی  
نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو  
فرمایا، کتنا چھوڑ مرا؟ لوگوں نے عرض کی دو تین  
دینار چھوڑے ہیں، فرمایا دو تین داغ (لگنے  
کے اسباب) چھوڑ گیا۔ (یعنی ان دیناروں  
سے بروز قیامت اُسے داغا جائے گا والعیاذ  
باللہ) راوی فرماتے ہیں، تو میں نے عبد اللہ  
بن قاسم جو ابوبکر کے آزاد کردہ غلام ہیں، سے  
ملکر یہ حدیث شریف بیان کی تو انہوں نے  
فرمایا، وہ شخص لوگوں سے بہت مانگا کرتا تھا۔

یوں ہی مانگنے کو انکارے جمع کرنا فرمایا گیا، چنانچہ:

عَنْ حُبْشِ بْنِ جُنَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:  
"الَّذِي يَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ  
كَمَثَلِ الَّذِي يَلْتَقِطُ الْجَمْرَ"<sup>۲</sup>

حضرت حبش بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے  
سنا، جو بغیر حاجت لوگوں سے مانگتا پھرے تو  
گویا وہ اپنے لئے انکارے جمع کرتا ہے۔

۱ (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، فصل، الترهيب من المسألة  
وتحريمها مع الغنى، ص ۲۹۵، الحديث: ۱۱)  
۲ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۴) في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة،  
ص ۲۷۱، الحديث: ۳۵۱۷)



حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمہاری بہترین دنیا وہ ہے جس میں تم بتلانہ ہو جاؤ اور بہترین چیز جس میں تمہاری آزمائش ہوتی ہے وہ ہے جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔<sup>۱</sup>

ایک اور روایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص مال بڑھانے کیلئے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے، اب چاہے کم کرے یا زیادہ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكْثُرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ".<sup>۲</sup>

”یعنی بلا سخت ضرورت بھیک مانگے بقدر حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لئے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لئے اسے انگارہ فرمایا: اس حدیث سے آج کل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت لینی چاہئے۔“<sup>۳</sup>

ایک اور حدیث شریف:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

<sup>۱</sup> (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

<sup>۲</sup> (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۵) کراهة المسألة للناس، ص ۳۷۲، الحدیث: ۱۰۵- (۱۰۴۱))

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ۳۳۹، الحدیث: ۱۸۳۹)

<sup>۳</sup> (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۵۵)



اللہ ﷻ: "مَنْ سَأَلَ مَسْأَلَةً  
عَنْ ظَهْرِ غِنَى، اسْتَكْثَرَ بِهَا  
مِنْ رَضْفِ جَهَنَّمَ". قَالُوا:  
وَمَا ظَهْرُ غِنَى؟ قَالَ: "عَشَاءُ  
لَيْلَةٍ"۔<sup>۱</sup>

اللہ ﷻ نے فرمایا، جو تو نگری چھپا کر لوگوں  
سے مانگتا ہے تو گویا وہ اس طرح (اپنے  
لئے) جہنم کے تپتے پتھر بڑھا رہا ہے۔ صحابہ  
نے عرض کی، غناء چھپانے سے کیا مراد ہے؟  
فرمایا، رات کا کھانا۔

یعنی جس شخص کے پاس رات کا کھانا ہو اسے سوال جائز نہیں۔ لہذا جس  
شخص کے پاس بقدر حاجت مال ہو تو اسے سوال جائز نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر دن ایک فرشتہ آواز دیتا ہے  
اے ابن آدم! تھوڑا جو تمہیں کفایت کرے اس زیادہ سے بہتر ہے جو تمہیں سرکش  
بنادے۔<sup>۲</sup>

حضرت سمیط بن عجبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے انسان! تمہارا پیٹ  
ایک بالشت مکعب ہے پھر وہ تجھے دوزخ میں کیوں لے جاتا ہے کسی دانا سے پوچھا گیا  
کہ آپ کا مال کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ظاہر میں اچھی حالت میں رہنا، باطن  
میں میانہ روی اختیار کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونا۔<sup>۳</sup>

ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابن آدم! اگر تمام دنیا  
تیرے لئے ہوتی پھر بھی تجھے غذا ہی ملتی تو اگر میں تجھے غذا دے دوں اور اس کا حساب

۱ الرضف: الحجارة المحمّاة.  
(سنن الدار قطنی، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۱۶) الغنی التي يحرم السؤال،  
ص ۱۰۵، الحدیث: ۱۹۸۰)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، ص ۳۲۰)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، ص ۳۲۰)



دوسروں پر رکھوں تو یہ میرا تجھ پر احسان ہوگا۔<sup>۱</sup>

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ

النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَمَسْئَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ

خُمُوشٌ أَوْ خُدُوشٌ أَوْ

كُدُوحٌ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا

يُغْنِيهِ؟ قَالَ: "خَمْسُونَ دِرْهَمًا

أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ".<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے،

فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو

لوگوں سے مانگے حالانکہ اسکے پاس بقدر دفع

حاجت (مال موجود) ہے تو قیامت میں اس

طرح آئیگا کہ اسکے سوال اس کے چہرے

میں گھر چن یا خارش یا زخم ہونگے، عرض کیا

کیا یا رسول اللہ قدر غنا کیا ہے؟ فرمایا، پچاس

درہم یا اس قیمت کا سونا۔

”یعنی اس کے پاس روز مرہ کی ضروریات کھانا کپڑا ہے اور کوئی خاص

ضرورت درپیش نہیں۔“

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، ص ۳۲۰)

۲ (سنن أبي داود، المجلد الثاني، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۳) من يعطى من الصدقة وحد

الغنى، ص ۱۸۹، الحديث: ۱۶۲۶)

(سنن ابن ماجه، المجلد الثاني، کتاب (۸) الزکاة، باب (۲۶) من سأل عن ظهر غنى،

ص ۴۱۰، الحديث: ۱۸۴۰)

(سنن الترمذي، المجلد الأول، کتاب (۵) الزکاة، باب (۲۲) ما جاء من تحل له الزکاة،

ص ۴۷۰، الحديث: ۶۵۰)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۸۷) حد الغنى،

ص ۱۰۲، الحديث: ۲۵۹۱)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل

له، ص ۳۲۹، الحديث: ۱۸۴۷)



”ظاہر یہ ہے کہ غنیوں ہی الفاظ او کے ساتھ حضور انور ﷺ ہی کے ہیں، راوی کا شک نہیں اور ان غنیوں کے الگ الگ معنی ہیں، ہر دوسرے لفظ میں پہلے سے ترقی زیادہ ہے، جیسا کہ ہم (حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) نے ترجمہ میں ظاہر کر دیا، چونکہ بے ضرورت بھکاری تین قسم کے تھے معمولی کبھی کبھی مانگ لینے والے، اور ہمیشہ کے بھکاری، ضدی ہٹ دھرم بھکاری، اسی لئے ان کے چہروں کے آثار بھی تین طرح کے ہوئے جیسی بھیک ویسا اُس کا اثر لہذا او تقسیم کے لئے ہے شک کے لئے نہیں۔“

”خیال رہے کہ جس نصاب سے سوال حرام ہوتا ہے اُس کی مقداریں مختلف آئی ہیں، یہاں تو پچاس درہم یعنی قریباً ساڑھے بارہ روپے ارشاد ہوئے، (یہ تخمینہ سیدی حکیم الامت کے زمانے کا ہے قاری پچاس درہم کا تخمینہ 13.125 تولہ چاندی کی قیمت سے اعتبار کرے (مؤلف)) دوسری روایت میں ہے کہ اوقیہ ارشاد ہوا یعنی چالیس درہم، تیسری روایت میں دن رات کا کھانا ارشاد ہوا، لہذا بعض شارحین نے ان دونوں حدیثوں کو دن رات کے کھانے والی حدیث سے منسوخ مانا، لیکن چونکہ ہر شخص کی حاجت مختلف ہوتی ہے، بڑے کنبے والے کا روزانہ خرچ زیادہ ہوتا ہے درمیانی کنبے والے کا درمیانہ، اور اکیلے آدمی کا خرچہ بھی بہت معمولی، سرکار کے یہ تین ارشاد تین قسم کے لوگوں کے لحاظ سے ہیں، جیسا موقعہ اور جیسا مسئلہ پوچھنے والا ویسا حضور انور ﷺ کا جواب، حکیم کی ہر بات حکمت سے ہوتی ہے، لہذا حدیث میں تعارض نہیں، اور ممکن ہے کہ حرمت سوال کا حکم تدریجاً آہستگی سے وارد ہوا ہو، اولاً پچاس درہم والوں کو روکا گیا ہو، پھر چالیس والوں کو آخر میں دن رات کے کھانے پر قدرت فضائل صدقات



رکھنے والے کو، جیسے شراب کا حال ہوا، کیونکہ اہل عرب سوال کے عادی تھے، ایک دم سوال چھوڑ نہ سکتے تھے اس لئے یہ تربیت برتی گئی۔<sup>۱</sup>

اپنی حاجات عام لوگوں کے بجائے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے سے اللہ تعالیٰ جلد غناء عطا فرماتا ہے، چنانچہ:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ؛ لَمْ تُسَدِّ فَاقَتُهُ. وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللَّهِ، أَوْشَكَ اللَّهُ لَهُ بِالْغِنَى، إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ، أَوْ غِنَى آجِلٍ."<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جسے فاقہ پہنچے وہ اسے لوگوں پر پیش کرے تو اس کا فاقہ بند نہ ہوگا اور جو اُسے اللہ پر پیش کرے اُسے اللہ بہت جلد غنی کر دیگا یا فوری موت سے یا آئندہ غنا سے۔

”یعنی اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے اور بے صبری ظاہر کرے اور لوگوں کو اپنا حاجت روا جان کر ان سے مانگنا شروع کر دے، تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ اُسے مانگنے کی عادت پڑ جائے گی، جس میں برکت نہ ہوگی اور ہمیشہ مانگتا ہی رہے گا۔“

<sup>۱</sup> (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۱-۶۲)

<sup>۲</sup> (سنن ابی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۸) فی الاستغفار، ص ۲۰۲، الحدیث: ۱۶۳۵)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۱۸) ما جاء فی الهم فی الدنیا وحبها، ص ۲۹۶، الحدیث: ۲۳۲۶)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من تحل له المسألة ومن لا تحل له، الفصل الثانی، ص ۳۵۲، الحدیث: ۱۸۵۲)



اور ”جو اپنا فاقہ لوگوں سے چھپائے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگے اور حلال پیشہ میں کوشش کرے، تو رب تعالیٰ اُسے مانگنے کی ضرورت ڈالے گا ہی نہیں، اگر اس کے نصیب میں دولت مندی نہیں ہے تو اُسے ایمان پر موت نصیب کر کے جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا، اور اگر دولت مندی نصیب میں ہے تو وہ جلدی نہ سہی دیر سے ہی عطا فرمادے گا کہ اسکی کمائی میں برکت دیگا، ہماری اس تقریر سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ موت سے غناء کیسے حاصل ہوتی ہے، کیونکہ پہلے غنا سے مراد مالداری نہیں بلکہ لوگوں سے بے نیازی ہے خیال رہے کہ آدمی مر کر لوگوں کے مال سے بے نیاز ہو جاتا ہے اگرچہ اُنکے ایصالِ ثواب کا منتظر رہتا ہے یہاں مالی غنا مراد ہے“<sup>۱</sup>

زیادتی مال کی حرص میں بھیک مانگنا حقیقتاً جہنم کے انگارے جمع کرنا ہے،

چنانچہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِي مَالَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ رِضْفٌ مِّنَ النَّارِ مُلْهَبَةٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُقَلِّ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ."<sup>۲</sup>

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مالدار ہونے کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہے تو یہ درحقیقت جہنم کے گرم بھڑکتے پتھر جمع کرتا ہے، تو جو چاہے کم مانگے اور جو چاہے زیادہ مانگے۔

قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمت میں ایک اور حدیث شریف:

<sup>۱</sup> (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۵-۶۶)

<sup>۲</sup> (صحیح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۸۵، الحدیث: ۳۳۹۱)

فضائل صدقات



عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَدَعَا  
النَّبِيَّ ﷺ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَفَنَ لَهُ،  
ثُمَّ قَالَ: "أَزِيدُكَ؟" قَالَ: نَعَمْ،  
فَحَفَنَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَزِيدُكَ؟"  
قَالَ: نَعَمْ، فَحَفَنَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ:  
"أَزِيدُكَ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "أَبِي  
إِمْنُ بَعْدَكَ"، ثُمَّ دَعَانِي، فَحَفَنَ  
لِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، خَيْرٌ  
لِي أَوْ شَرٌّ لِي؟ قَالَ: "لَا. بَلْ شَرٌّ  
لَكَ"، فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ مَا أَعْطَانِي  
ثُمَّ قُلْتُ: لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ  
لَا أَقْبِلُ مِنْ أَحَدٍ عَطِيَّةً بَعْدَكَ.  
قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: قَالَ  
حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ  
ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لِي. قَالَ:  
"اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي صَفْقَةِ  
يَدِهِ".<sup>۱</sup>

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے  
ہیں، بحرین کا ایک شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر  
ہوا، تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر اُسے  
لپ بھر دیا، پھر فرمایا، اور دوں کیا؟ عرض کی ضرور تو  
آپ نے اُسے لپ بھر دیا اور فرمایا اور دوں کیا؟ تو  
عرض کی جی ضرور! تو لپ بھر دیا پھر فرمایا اور دوں؟  
عرض کی جی ضرور! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے  
بعد والے کے لئے بھی چھوڑا!، (راوی فرماتے  
ہیں) پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور لپ بھر دیا تو  
میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے لئے  
خیر ہے یا شر؟ فرمایا، نہیں بلکہ شر ہے تو میں نے عطا  
کر دیا وہ چیز لوٹادی پھر عرض کی اُس ذات پاک کی  
قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے  
آپ کے بعد کسی اور سے کوئی عطیہ نہ لوں گا۔ محمد  
بن سیرین نے فرمایا، حکیم (راوی حدیث) نے  
فرمایا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ تعالیٰ سے  
دعا فرمائیں کہ میرے لئے برکت فرمادے، تو  
آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ ان کی ہاتھ کی  
کمانی میں برکت فرمادے۔

۱ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثالث، ص ۲۰۵، الحدیث: ۳۱۳۶)







وَتَطِيعُوا۔ وَأَسْرَ كَلِمَةً خَفِيَّةً۔  
وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا،  
فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَوْلِيَّكَ  
النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ،  
فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ۔<sup>۱</sup>

فرمانبرداری کرو گے اور آہستہ سے فرمایا، اور  
لوگوں سے نہ مانگو گے، (راوی فرماتے ہیں)  
پھر میں نے اس محفل میں موجود صحابہ سے بعض  
لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب ان (کے گھوڑوں)  
کی سوط (چابک) بھی گر جاتی ہے تو کسی سے  
سوال نہیں کرتے کہ کوئی اٹھا دے۔

یعنی وہ اس گری ہوئی چابک کو بھی خود ہی اتر کر اٹھاتے۔ ایک اور حدیث

شریف میں اس طرح کا مفہوم ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يُبَايِعُ؟"  
فَقَالَ ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ: "بَايَعْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ."  
قَالَ: "عَلَى أَنْ لَا تَسْأَلَ أَحَدًا  
شَيْئًا"، فَقَالَ ثَوْبَانُ: "فَمَا لَهُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ؟" قَالَ: "الْبَجْنَةُ"،

حضرت ابو امامہ رضي الله عنه سے مروی ہے فرماتے ہیں،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون بیعت کرے گا؟ رسول  
اللہ ﷺ کے آزا کردہ غلام ثوبان نے عرض کی، ہم سب  
بیعت کریں گے تو آپ نے فرمایا، اس بات پر  
(بیعت کرو) کہ کسی سے کچھ نہ مانگو گے تو ثوبان  
عرض کرنے لگے ایسے (بیعت کرنے والے یا ایسا  
کرنے والے) کے لئے کیا اجر ہے؟ فرمایا، حست!

۱ (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۵) کراهية المسألة للناس، ص ۳۷۳، الحدیث:

۱۰۸- (۱۰۳۳))

(سنن ابی داؤد، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۷) کراهية المسألة، ص ۲۰۱،

الحدیث: (۱۶۳۲)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۲۳) الجهاد، باب (۳۱) البيعة، ص ۳۹۸-۳۹۹،

الحدیث: (۲۸۶۷)



تو ثوبان بیعت سے سرفراز ہوئے (راوی) حدیث) ابو امامہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ مکہ میں کثیر لوگوں کے درمیان بھی آپ (یعنی ثوبان) سے سواری کی حالت میں اگر چھڑی گر جاتی تو بسا اوقات کسی شخص کے کندھے پر گر جاتی اور وہ شخص اُسے پکڑ لیتا تا کہ ثوبان اُسے لے لیں تو حضرت ثوبان اُس وقت بھی وہ چھڑی سواری سے اترے بغیر نہ لیتے۔

فَبَايَعَهُ ثُوبَانُ. قَالَ أَبُو أَمَامَةَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بِمَكَّةَ فِي أَجْمَعٍ مَا يَكُونُ مِنَ النَّاسِ يَسْقُطُ سَوَاطِئُهُ وَهُوَ رَاكِبٌ، فَرَبَّمَا وَقَعَ عَلَى عَاتِقِ رَجُلٍ فَيَأْخُذُ الرَّجُلُ فَيَنَاوِلُهُ فَمَا يَأْخُذُهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَنْزِلُ فَيَأْخُذُهُ.<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، مجھے میرے خلیل رضی اللہ عنہ نے سات باتوں کی وصیت فرمائی ہے، مسکینوں سے محبت کی کہ ان کے قریب ہو جاؤں، اپنے سے کم تر کو دیکھوں (تا کہ شکر گزاری کروں) اور اپنے سے برتر کو نہ دیکھوں (کہ حرص کے دلدل میں پھنس جاؤں)، اُس سے بھی صلہ رحمی کروں جو بے وفائی کر جائے، زیادہ سے زیادہ لا حول و لا قوۃ إلا باللہ پر ہوں، حق بات کہوں اگرچہ کڑوی ہو،

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي رضی اللہ عنہ بِسَبْعِ حُبِّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ أَدْنُو مِنْهُمْ، وَأَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنِّي، وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ فَوْقِي، وَأَنْ أَصِلَ رَجَمِي وَإِنْ جَفَانِي، وَأَنْ أَكْثِرَ مِنْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَأَنْ أَتَكَلَّمَ بِمِرِّ الْحَقِّ لَا تَأْخُذَنِي

<sup>۱</sup> (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن، ص ۲۰۶، الحديث: ۷۸۳۲)



فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَّائِمٍ، وَأَنْ لَا  
أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا.<sup>۱</sup>  
ملامت کرنے والے کی ملامت مجھے ضرر نہ  
دیگی، اور یہ کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگوں۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علماء کے  
دلوں سے علم کو کونسی چیز لے جاتی ہے جب وہ اسے سمجھ بھی لیتے ہیں اور یاد بھی کر لیتے  
ہیں؟ انہوں نے فرمایا نفس کی حرص اور حاجات کی طلب۔

ایک شخص نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت کعب کے اس قول کی  
وضاحت پوچھی تو انہوں نے فرمایا جب آدمی کسی چیز کی لالچ کرتا ہے تو اسے طلب کرتا  
ہے تو یوں وہ اپنا دین کھو بیٹھتا ہے جہاں تک حرص کا تعلق ہے تو نفس کی حرص بھی اس  
چیز کی طرف کی جاتی ہے اور کبھی اُس چیز کی طرف، حتیٰ کہ وہ کسی بھی چیز کے ہاتھوں  
سے نکل جانے کو پسند کرتا ہے اور کبھی کسی شخص سے غرض ہوتی ہے اور کبھی اس سے کام  
ہوتا ہے اور جب وہ اس کا کام پورا کر دیتا ہے تو تکمیل اس کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے وہ  
جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے وہ تجھ پر قادر ہوتا ہے اور تو اس کے سامنے جھکتا ہے اور  
دنیا کی محبت کے باعث جب تو اس کے پاس سے گزرتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے جب  
وہ بیمار ہوتا ہے تو تو اس کی عیادت کرتا ہے تو اسے رضائے خداوندی کی خاطر سلام نہیں  
کرتا اور نہ ہی عیادت سے رضائے الہی مقصود ہوتی ہے پس اگر تجھے اس سے کوئی کام  
نہ ہوتا تو تیرے لئے اچھا تھا پھر حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات فلاں  
فلاں کی سو باتوں سے بہتر ہے۔<sup>۲</sup>

۱ (الكتاب المصنف لابن أبي شيبة، المجلد السابع، كتاب (۳۳) الزهد، (۶) ما ذكر عن نبينا ﷺ  
في الزهد، ص ۱۰۲، الحديث: ۳۴۳۳۹)

۲ (احياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۱-۳۲۲)



سوال کی مذمت میں وارد ایک اور حدیث شریف:

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: "يَا حَكِيمُ، هَذَا الْمَالُ خَصِيرٌ حُلُوٌّ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى". قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ، فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا حضور نے دیا میں نے پھر مانگا حضور ﷺ نے مجھے اور دیا پھر مانگا پھر دیا، پھر مجھ سے فرمایا اے حکیم یہ مال خوش نما خوش ذائقہ ہے جو اسے دلی لا پرواہی سے لے گا اسے اس مال میں برکت ہوگی اور جو اسے نفسانی طمع سے لے گا اسے برکت نہ ہوگی اور وہ اس کی طرح ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، حضرت حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگوں گا حتیٰ کہ دنیا چھوڑ دوں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کو (اپنے دورِ خلافت میں) عطیہ دینے کے لئے بلائے تو آپ کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کرتے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اپنے دورِ خلافت میں) آپ کو عطیہ دینے کے لئے

فضائل صدقات



يَقْبَلُهُ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ  
 الْمُسْلِمِينَ: أَشْهَدُكُمْ عَلَى  
 حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ  
 الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ فِي هَذَا  
 الْفَيْءِ، فَيَأْتِي أَنْ يَأْخُذَهُ، وَلَمْ  
 يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ  
 بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تُوفِّيَ  
 ﷺ.

بلا تے تو آپ لینے سے انکار کرتے۔ تو حضرت  
 عمر نے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! میں  
 تمہاری توجہ حکیم کی جانب دلاؤں، کہ میں ان کو  
 ان کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے  
 غنیمت سے ان کا حصہ مقرر فرمایا ہے تو آپ وہ  
 لینے سے انکار کرتے ہیں اور حکیم نے نبی کریم  
 ﷺ (کی بارگاہ میں عہد) کے بعد کسی سے کچھ نہ  
 مانگا حتیٰ کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

”زمانہ جاہلیت میں لوگ مانگنے کو عیب نہ سمجھتے تھے بلا ضرورت بھی دست  
 سوال دراز کرتے تھے، نو مسلم حضرات اسی عادت کے مطابق اولاً مانگتے تھے، نبی کریم  
 ﷺ اکثر انہیں دے کر سوال سے منع فرماتے تھے، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ  
 اللہ علیہ کو دیکھا گیا کہ آپ مسجد کے بھکاری کو پہلے دیتے، پھر مسجد میں مانگنے سے منع  
 کرتے، شاید آپ کے عمل کا ماخذ یہ حدیث ہو۔“

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۵۲) الاستغفار عن المسألة،  
 ص ۳۶۲، الحدیث: ۱۳۷۲)  
 (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۲) بیان أن اليد العليا خير من اليد السفلى إلخ،  
 ص ۳۷۱، الحدیث: ۵۶-۱۰۳۵)  
 (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۸) صفة القيامة والرقائق والورع، باب (۲۹)،  
 ص ۳۶۶، الحدیث: ۲۳۶۳)  
 (سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۹۳) مسألة  
 الرجل في أمر لا بد له منه، ص ۱۰۶، الحدیث: ۲۶۰۱)  
 (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل  
 له، الفصل الأول، ص ۳۵۰، الحدیث: ۱۸۴۲)

فضائل صدقات



”لا پرواہی سے مراد طمع اور ہوس کا مقابل ہے، یعنی جو مال لے تو لیکن صبر و قناعت کے ساتھ کہ ناجائز کی طرف نہ اٹھائے اور جائز مال کا بھی ہوس نہ ہو تو اگرچہ اس کے پاس مال تھوڑا ہو مگر برکت ہوگی، کیونکہ اس میں اللہ رسول کی رضا شامل ہوگی، خیال رہے کہ مال کی زیادتی اور ہے، برکت کچھ اور، زیادتی مال کبھی ہلاک کر دیتی ہے، مگر برکت مال دین و دنیا میں رب تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے برکت والا تھوڑا پانی پیاس بجھا دیتا ہے، بہت سا پانی ڈبو دیتا ہے دیکھو طالوت کے جن ساتھیوں نے نہر سے ایک چلو پانی پر قناعت کی، وہ کامیاب رہے اور بہت سا پینے والے مارے گئے، کیونکہ چلو میں برکت تھی اور اس میں محض کثرت۔“

”جوع البقر (گائے کی بھوک) کی بیماری والا کبھی سیر نہیں ہوتا اور استسقاء والا پانی سے، ان دونوں کی یہ بھوک اور پیاس کبھی ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے، حضور انور ﷺ نے مال کی ہوس کو جوع البقر قرار دیا۔“

”اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا اور نیچے والے سے مانگ کر لینے والا، خواہ دینے والا نذرانہ کے طور پر نیچا ہاتھ کر کے ہی دے اور لینے والا اوپر ہاتھ کر کے ہی اٹھائے، مگر پھر بھی دینے والا ہی اونچا ہے، یہاں دینے اور لینے سے مراد بھیک دینا اور لینا ہے اولاد کا ماں باپ کو دینا، مرید صادق کا اپنے شیخ کامل کی خدمت میں کچھ پیش کرنا، انصار کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں نذرانے پیش کرنا اس حکم سے علیحدہ ہیں، اگر ہماری کھالوں کے جوتے بنیں اور زشتہ جان کے تسمے اور حضور انور ﷺ اسے استعمال فرمائیں تو ان کے حق کا کروڑواں حصہ ادا نہ ہو اس حدیث سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ غنا فقر سے بہتر ہے، اور غنی شاکر، فقیر صابر سے افضل، مگر حق یہ ہے کہ فقیر صابر غنی فضائل صدقات



شاکر سے افضل ہے، ہماری اس تقریر سے یہ حدیث غنی کے افضل ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں بھکاری فقیر کا ذکر ہے نہ کہ صابر کا بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہاں اوپر والے ہاتھ سے فقیر صابر مراد ہے اور نیچے والے سے بھکاری، تب تو سبحان اللہ بہت لطف کی بات ہے۔

”بَعْدُ کے معنی سوا بہت ہی مناسب ہیں جو شیخ نے اختیار کئے یعنی آپ سے تو جیتے جی قبر میں حشر میں مانگتا ہی رہوں گا کیوں نہ مانگوں میں بھکاری آپ داتا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ﴾ (النساء: ۶۴/۴) ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں (کنز الایمان) اور فرماتا ہے: ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْهُ﴾ (الضحیٰ: ۱۰/۹۳) ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو (کنز الایمان) آپ سے مانگنے میں ہماری عزت ہے، ہاں آپ کے سوا کسی سے نہ مانگوں گا، شعر

اُن کی در کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے

اُن کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

کل قیامت میں ساری مخلوق حضور ﷺ سے شفاعت وغیرہ کی بھیک مانگے گی، حضرت حکیم نے یہ وعدہ ایسا پورا کیا کہ اگر گھوڑے سے آپ کا کوڑا گر جاتا تو خود اتر کر لیتے، کسی سے مانگتے نہیں، خیال رہے کہ اَرْزُءُ رَزْءٌ سے بنا بمعنی کم کرنا، چونکہ مانگنے والے کی عزت گھٹ جاتی ہے اور دینے والے کا کچھ مال بھی کم ہوتا ہے، اس لئے اسے رزء فرمایا۔

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۵۷-۵۸)

فضائل صدقات



سوال سے گریز کرنے پر حجت کی بشارت ہے، چنانچہ:

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا أَتَكْفُلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ"، فَقُلْتُ: أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا.<sup>۱</sup>

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مجھے اس کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا تو میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں، حضرت ثوبان نے کہا میں۔ اس کے بعد آپ (ثوبان) کسی سے کچھ نہ مانگتے۔

”یعنی جو مجھ سے بھیک نہ مانگنے کا عہد کرے تو میں اُس کی چار چیزوں کا ذمہ دار ہوتا ہوں، زندگی تقویٰ پر، موت ایمان پر کامیابی، قبر میں چھٹکارا، حشر میں کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی جنت کا مالک و مختار بنایا ہے کیونکہ بغیر اختیار ضمانت کیسی، یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے والے کو حضور انور ﷺ اپنی امان میں لے لیتے ہیں پھر اس پر نہ شیطان کا داؤ چلے، نہ نفس امارہ قابو پائے، جسے وہ اپنے دامن میں چھپالیں اُس کا کوئی کیا باگڑ سکتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کا تصرف اور حضور ﷺ کی امان و امان عالم میں قیامت تک جاری ہے، کیونکہ حضور انور ﷺ کی یہ ضمانت صرف صحابہ کے لئے نہیں تا قیامت ہر سوال سے بچنے والے مومن کے لئے ہے، شعر

۱ (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۸) في الاستغفار، ص ۲۰۲، الحديث: ۱۶۳۳)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الثالث، ص ۳۵۳، الحديث: ۱۸۵۷)



ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یہاں شیخ نے فرمایا کہ انبیائے کرام کی یہ ضمانتیں باذنِ الہی ہیں اور برحق ہیں حتیٰ کہ ایک پیغمبر کا نام ہی ذی الکفل ہے کیونکہ وہ اپنی امت کے لئے جنت کے کفیل ہو گئے تھے۔

”سب سے پہلے اس حدیث پر خود حضرت ثوبان نے ایسا عمل کیا کہ وفات

تک کسی سے کچھ نہ مانگا، معلوم ہوا کہ علم پر عالم خود عمل کرے۔“<sup>۱</sup>

سوال کا انجام فقر ہے، جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی، چنانچہ:

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات

ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد

”ثَلَاثٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

[صلی اللہ علیہ وسلم] کی جان ہے تین باتیں ہیں جن پر میں

بَيِّدُهُ إِنْ كُنْتُ لِحَالِفًا عَلَيْهِنَّ:

قسم کھاتا ہوں، صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا تو

لَا يَنْقُصُ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ

صدقہ دیا کرو، اور جو بندہ اللہ کی رضا کی خاطر

فَتَصَدَّقُوا، وَلَا يَعْفُو عَبْدٌ عَنْ

ظلم کو درگزر کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت

مَظْلَمَةٍ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا

اُسے عزت عطا فرمائے گا اور جو بندہ خود پر

رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا عِزًّا، وَلَا يَفْتَحُ

سوال کا دروازہ کھول لے تو اللہ تعالیٰ اس پر

عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ

فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ.<sup>۲</sup>

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۸)

۲ (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الأول، مسند عبد الرحمان بن عوف، ص ۵۱۵،

الحدیث: ۱۶۷۴)



حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص اپنی ضرورت طلب کرے تو نرمی سے طلب کرے اور کسی کے پاس جا کر یہ نہ کہے کہ تم ایسے ہو تم ایسے ہو کہ اس کی پیٹھ توڑ دے (یعنی تعریف میں مبالغہ کرتا جائے) کیوں کہ رزق تو اتنا ہی ملے گا جو اس کے نصیب میں ہے بنو امیہ میں سے کسی نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا اور قسم دے کر کہا جو حاجات ہوں مجھے بتائیں حضرت ابو حازم نے جواباً لکھا میں نے اپنی حاجات اپنے مولا کے ہاں پیش کر دی ہیں تو وہ جو کچھ دے گا قبول کروں گا اور جو کچھ مجھ سے روک رکھے گا اس پر صبر کروں گا۔<sup>۱</sup>

مانگنے والا حقیقتاً آگ طلب کرتا ہے، چنانچہ:

عَنْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ فُلَانًا وَفُلَانًا يُحْسِنَانِ الشَّنَاءَ يَذْكُرَانِ أَنَّكَ أُعْطَيْتَهُمَا دِينَارَيْنِ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَاللَّهِ لَكِنَّ فُلَانًا مَا هُوَ كَذَلِكَ لَقَدْ أُعْطِيَتْهُ مَا بَيْنَ عَشْرَةِ إِلَى مِائَةٍ فَمَا يَقُولُ ذَلِكَ، أَمَا وَاللَّهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَخْرُجُ مَسْأَلَتُهُ مِنْ عِنْدِي

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ میں نے فلاں اور فلاں کو تعریفیں کرتے سنا کہ آپ نے انہیں دو دینار دیئے ہیں، راوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مگر حقیقتاً ایسا نہیں میں نے تو اُسے دس سے سو کے درمیان کچھ دیئے ہیں تو وہ یہ کیا کہہ رہا ہے (کہ دو دینار دیئے) خبردار! اللہ کی قسم تم میں جو کوئی مجھ سے اپنی طلب

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)



يَتَأْبَطُهَا“، يَعْنِي تَكُونُ تَحْتَ  
 إِبْطِهِ نَارًا، فَقَالَ: قَالَ عُمَرُ  
 ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ (ﷺ) لِمَ  
 تُعْطِيهَا إِيَّاهُمْ؟ قَالَ: ”فَمَا  
 أَصْنَعُ؟ يَأْبُونَ إِلَّا ذَلِكَ،  
 وَيَأْتِي اللَّهُ لِي الْبُخْلَ“<sup>۱</sup>

بغل میں دبائے لے جاتا ہے، تو حقیقتاً اس کی  
 بغل میں آگ ہوتی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے  
 عرض کی یا رسول اللہ (اگر یوں ہے تو) آپ  
 نے انہیں دیا کیوں؟ فرمایا، میں کیا کروں وہ  
 مانگنے سے باز نہیں آتے اور مجھے اللہ تعالیٰ  
 نے بخل سے منع فرمایا ہے۔

صاحب نزہۃ المجالس فرماتے ہیں کہ میں نے تفسیر علانی میں سورہ لیس شریف  
 میں دیکھا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں سے گزرے تو وہاں والوں کو راستہ میں  
 غیر مدفون مردوں کی صورت میں پایا تو اپنے رب سے ان کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ  
 انہیں وحی فرمائی کہ جب رات ہو تو ان کو پکارئے گا یہ آپ کو جواب دیں گے۔ جب  
 رات ہوئی تو آپ نے انہیں پکارا تو ان میں سے ایک بولا بیک اے روح اللہ! حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا، ہم دن عافیت میں  
 گزارتے تھے اور راتیں خواہشات میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، کیوں؟ اس نے جواب  
 دیا اس لئے کہ ہم دنیا سے یوں محبت کرتے تھے جیسے بچہ ماں سے محبت کرتا ہے جب کوئی  
 دنیاوی اچھائی پاتے تو بہت خوش ہوتے اور جب کوئی مصیبت پڑتی تو روتے تھے۔ تو  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تمہارے ساتھیوں کو کیا ہوا وہ کیوں جواب نہیں دیتے؟  
 عرض کی، انہیں عذاب کے فرشتے اپنے ہاتھوں سے آگ کے کوڑے برسا

۱ (الترغیب والترہیب، المجلد الأول، کتاب الصدقات، فصل، الترہیب من المسألة  
 وتحريمها مع الغنى، ص ۳۰۰، الحدیث: ۲۸)



رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا، تو تم کیسے ان کے درمیان جواب دے رہے ہو؟ عرض کی، میں ان میں سے نہیں میں تو بس ان پر عذاب نازل ہوتے وقت ان کے درمیان سے گزر رہا تھا تو وہ عذاب مجھے بھی آپہنچا اور میں جہنم کے کنارے ایک بال سے لڑکا ہوا ہوں پس میں نہیں جانتا کہ میں اس سے نجات پاؤں گا یا نہیں۔<sup>۱</sup>

تین قسم کے لوگوں کے سوا کسی کو سوال جائز نہیں، چنانچہ:

عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قُبَيْصَةَ بْنِ  
الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَحَمَّلْتُ  
حَمَالَةً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ: "أَقِمْ حَتَّى  
تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا."  
ثُمَّ قَالَ: "يَا قُبَيْصَةُ، إِنَّ  
الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ  
ثَلَاثِيهِ: رَجُلٍ تَحْمَلُ حَمَالَةً  
فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى  
يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ  
أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَا حَتْ مَالَهُ  
فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى  
يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَوْ

حضرت ابو بشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں ایک قرض کا ضامن بن گیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کے لئے کچھ مانگنے کو حاضر ہوا، تو حضور نے فرمایا ٹھہرو حتیٰ کہ صدقہ آجائے تو ہم اُس کا تمہارے لئے حکم دے دیں گے پھر فرمایا اے قبیصہ تین شخصوں کے سوا کسی کو مانگنا جائز نہیں ایک وہ جو کسی قرض کا ضامن ہو گیا ہو اُسے مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ بقدر قرض پالے پھر باز رہے، ایک وہ جس پر آفت آجائے جو اُس کا مال برباد کر دے اُسے مانگنا حلال ہے حتیٰ کہ زندگانی کا قیام پائے یا

۱ (نزہة المجالس، باب الزهد والقناعة والتوكل، ص ۲۴)



قَالَ - سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٍ  
أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةً مِنْ  
ذَوِي الْحِجْبِيِّ مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ  
أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ  
الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصَيِّبَ قَوْمًا مِنْ  
عَيْشٍ - أَوْ قَالَ - سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ،  
فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قُبَيْصَةَ  
سُحَّتْ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا“ ۱

فرمایا کہ زندگی کی درستی پائے، اور ایک  
وہ جسے فاقہ پہنچ جائے حتیٰ کہ اس قوم  
کے تین عقل والے اٹھ کر کہہ دیں کہ  
فلاں فاقہ کو پہنچا ہے تو اُسے مانگنا حلال  
ہے حتیٰ کہ زندگی کا قیام یا زندگی کی درستی  
پائے، اے قبیسہ ان کے سواء مانگنا  
حرام ہے کہ مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔

”اس ضمانت کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو قومیں دیت یا دوسرے قرض کی  
وجہ سے آپس میں لڑنے لگیں، کوئی اُن میں صلح کرانے اور دفع شر کے لئے مقروض کا  
قرض یا مقتول کی دیت اپنے ذمہ لے لے یعنی دفع فساد یا صلح کرانے کے لئے مال کا  
ضامن بن جانا یا اپنے ذمہ لے لینا“۔

”صدقہ سے مراد ظاہری جانوروں کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے جو حکومت

۱ (سنن الدارمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۷) من تحل له الصدقة، ص ۴۹۳، الحدیث:  
(۱۶۸۳)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۶) من تحل له المسألة، ص ۳۷۳، الحدیث:  
۱۰۹- (۱۰۴۳))

(سنن أبی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۶) ما تجوز فيه المسألة،  
ص ۱۹۸-۱۹۹، الحدیث: (۱۶۳۰)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۸۰) الصدقة  
لمن تحمل بحمالة، ص ۹۳-۹۴، الحدیث: (۲۵۸۰)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له المسألة ومن تحل  
له، الفصل الأول، ص ۳۳۹، الحدیث: (۱۸۳۷)



اسلامیہ وصول کرتی تھی یا مال باطنی یعنی سونے چاندی وغیرہ کی زکوٰۃ جو غنی صحابہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تاکہ حضور ﷺ ہی خیرات کر دیں اور حضور انور ﷺ کی برکت سے خیرات قبول ہو یعنی اے قبیصہ اتنا توقف کرو کہ زکوٰۃ وصول ہو جائے تو اس سے تمہارا زرضمانت ادا کر دیا جائیگا۔“

”اس سے معلوم ہوا کہ ایسا ضامن اگرچہ مالدار بھی ہو تو صدقہ مانگ سکتا ہے کیونکہ یہ مانگنا اپنے لئے نہیں بلکہ اُس مقروض فقیر کے لئے ہے جو فقیر ہے جس کا یہ ضامن ہے، رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف میں غارمین (مقروضوں) کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہی مقروض ہیں۔“

ایک اور حدیث شریف میں سوال سے اجتناب کی تعلیم فرمائی گئی، چنانچہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اسْتَعْنُوا عَنِ النَّاسِ، وَلَا تَبْشُرُوا السِّوَاكِ".  
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں سے مانگنے سے احتراز کرو اگرچہ مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک لالچ فقر ہے اور (لوگوں سے) ناامیدی، مالداری ہے جو شخص لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے ناامید ہو جائے تو وہ لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کسی دانا سے پوچھا گیا کہ مالداری کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تیرا خواہش کم کرنا اور جو کچھ موجود ہو اسی پر

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۵۳)

۲ (المعجم الكبير للطبرانی، المجلد الحادي عشر، ص ۳۳۳، الحدیث: ۱۲۲۵۷)



راضی رہنا مال داری ہے۔<sup>۱</sup>

مانگنے والے سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتا ہے (نعوذ باللہ من ذلک)، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يَأْمِنَ جَارُهُ بِوَائِقِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ: فَلْيُقِلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَسْكُتْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْغَنِيَّ الْحَلِيمَ الْمُتَعَفِّفَ، وَيَبْغِضُ الْبَدِيَّ الْفَاجِرَ السَّائِلَ الْمُلِحَّ". رواه البزار.<sup>۲</sup>

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا ہمسایہ مصائب سے محفوظ نہ ہو۔ اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتا ہے تو اسے لازم ہے کہ مہمان نوازی کرے اور جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو تو یا اچھی بات کہے یا خاموش رہے، بے شک اللہ تعالیٰ بردبار پرہیزگار غنی کو پسند فرماتا ہے اور بدگو فاجر مانگنے والے سے نفرت فرماتا ہے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ سمجھدار کے لئے زیادہ خوشی کا باعث کیا چیز ہے اور غم دور کرنے میں کون سی چیز زیادہ معاون ثابت ہو سکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کے لئے زیادہ خوشی کا باعث وہ (نیک) اعمال ہیں جو اس نے آگے بھیجے ہوں اور اس کا غم اس وقت ہی دور ہو سکتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو۔<sup>۳</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

۲ (الترغیب والترہیب، المجلد الأول، کتاب الصدقات، فصل، الترہیب من المسألة وتحريمها مع الغنى، ص ۳۰۱، الحدیث: ۳۱)

۳ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)



جہنم میں داخل ہونے والے پہلے تین اشخاص میں فاجر فقیر بھی شامل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر وہ تین شخص پیش کئے گئے جو پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ تین بھی جو پہلے جہنم میں جائیں گے۔ تو پہلے تین جو جنت میں جائیں گے ان میں ایک شہید ہے، دوسرا وہ غلام جو (غلام ہوتے ہوئے بھی) اپنے رب کا حق ادا کرے اور اپنے آقا کو اچھی نصیحت کرتا رہے اور وہ محتاج جو (محتاج ہوتے ہوئے بھی سوال سے) پرہیز کرے اور دیگر تین جو پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں ایک زبردستی مسلط حاکم ہے دوسرا ایسا صاحب ثروت جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اور تیسرا فاجر فقیر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَأَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ النَّارَ، فَأَمَّا أَوَّلُ الثَّلَاثَةِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: فَالشَّهِيدُ، وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَفَقِيرٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ، وَأَمَّا أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ النَّارَ فَسُلْطَانٌ مُسَلِّطٌ وَذُو ثُرُوءٍ مِّنَ الْمَالِ لَمْ يُعْطِ حَقَّ مَالِهِ وَفَقِيرٌ فَجُورٌ" <sup>۱</sup>

کسی دانانے فرمایا کہ میں نے سب سے زیادہ غمگین حاسدوں کو پایا اور سب سے خوشحال اس شخص کو پایا جو زیادہ قناعت کرتا ہے اور خواہشات والی چیزوں پر صبر کرتا ہے۔ جو شخص تارک الدنیا ہو اس کی زندگی آسانی سے گزرتی ہے اور جو عالم

۱ (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱) ماورد من الوعيد فيمن كنز مال زكاة ولم يود زكاته، ص ۱۳۸، الحديث: ۷۲۷۷)



زیادہ کوتاہی کرتا ہے اسے ندامت زیادہ ہوتی ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ، وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ: "الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْعُلْيَا: هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى: هِيَ السَّائِلَةُ".<sup>۲</sup>

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا، جبکہ آپ صدقہ کرنے اور مانگنے سے باز رہنے کا ذکر فرما رہے تھے، کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک راہب کے پاس سے گزرا تو میں نے پوچھا آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ اس نے کہا مہربان خبر رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) کی گندم کے ڈھیر سے کھاتا ہوں جس نے چکی یعنی میرے دانت

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۲۰) لا صدقة إلا عن ظهر غنی، ص ۳۵۰، الحدیث: ۱۴۲۹)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۲) بیان أن اليد العليا خير من اليد السفلى إلخ، ص ۳۷۰-۳۷۱، الحدیث: ۹۴-۱۰۳۳)

(سنن أبي داود، المجلد الثاني، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۸) في الاستعفاف، ص ۲۰۳، الحدیث: ۱۶۳۸)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۵۳) الصدقة عن ظهر غنی، ص ۶۶، الحدیث: ۲۵۳۳)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ۳۵۰، الحدیث: ۱۸۴۳)



بنائے ہیں وہی پسا ہوا دے دیتا ہے۔ وہ قادرِ خبر رکھنے والا پاک ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْأَيْدِيُّ ثَلَاثَةٌ أَيْدٍ: فَيْدُ اللَّهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِيِ الَّتِي تَلِيهَا، وَيَدُ السَّائِلِ أَسْفَلَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَاسْتَعْفُوا عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَمَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا فَلَيْرَ عَلَيْهِ، وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ، وَارْضَخْ مِنَ الْفَضْلِ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَلَا تُعْجِزُ عَنْ نَفْسِكَ".<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاتھ تین قسم کے ہیں، اللہ کا بے مثل دستِ قدرت دینے والے کا ہاتھ جو اللہ کے دستِ قدرت سے ملا ہے (یعنی اللہ کے فضل و کرم و عطا سے مشرف ہے) اور تیسرا ہاتھ مانگنے والے کا ہے جو قیامت تک نیچا ہے۔ تو سوال سے پرہیز کرو اور جس قدر ممکن ہو مانگنے سے بچو اور جسے اللہ تعالیٰ کوئی اچھی چیز عطا فرمائے تو وہ اس پر نظر آنی چاہئے (یعنی اسے استعمال کرے) اور (دینے میں) اہل قرابت سے ابتداء کرو اور زیادتی سے کم دو (یعنی بقدر حاجت دو) کہ بقدر حاجت پر (لینے والے کو) ملامت نہ ہوگی اور نہ خود کو تکلیف میں ڈالے گا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْيَدُ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۲)  
 ۲ (السنن الکبری للبیہقی، المجلد الرابع، کتاب الزکاة، باب (۱۳۷) بیان الید العلیا والید السفلی، ص ۳۳۳، الحدیث: ۷۸۸۶)

فَسَائِلُ صَدَقَاتٍ



الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى،  
وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ  
الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ  
غِنَى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفُّهُ  
اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ“<sup>۱</sup>

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور  
(دینے میں) اہل قرابت سے ابتداء کرو، اچھا  
صدقہ وہ ہے جو بقدر حاجت ہو۔ تو جو (سوال  
سے) پرہیز کرے گا تو اللہ اُسے پرہیزگار بنائے  
گا اور جو غنی بننا چاہے اُسے اللہ غنی بنا دے گا۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد نے حضرت موسیٰ عليه السلام سے عرض کی اے موسیٰ  
اپنے رب سے سوال کیجئے کہ مجھے عطا فرمائے تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی  
فرمائی اے موسیٰ آپ نے کم مانگا ہے یا زیادہ تو عرض کی اے میرے پروردگار میں نے  
تجھ سے زیادہ دینے کی دعا کی ہے دوسرے دن صبح کے وقت موسیٰ عليه السلام نے دیکھا کہ  
اس شخص کو ایک درندے نے کھالیا ہے۔ تو عرض کی اے رب میں نے تجھ سے عرض کی  
تھی کہ اسے زیادہ دے مگر اسے تو درندے نے کھالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ  
بے شک آپ نے اس کے لئے کثرت کی دعا فرمائی مگر دنیا کا سب کا سب مال قلیل  
ہے۔<sup>۲</sup>

سوال کی مذمت میں ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ  
أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ  
حَضْرَتِ ابُو سَعِيدِ خُدْرِي رضي الله عنه فَرَمَاتِهِ هِيَ  
كَمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا أَنَّ  
سَمَاعَةَ بْنَ مَرْثَدَةَ سَأَلُوهُ

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۲۰) لا صدقة إلا عن ظهر غنى،  
ص ۳۵۰، الحدیث: ۱۴۲۷)

۲ (نزہة المجالس، باب الزهد والقناعة والتوکل، ص ۲۵)



فَاعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: "مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أُدْخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ اسْتَعْفَى يَعْفَهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَعِنِ يُعْنِهِ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ، وَمَا أُعْطِيَ اللَّهُ أَحَدًا عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ" <sup>۱</sup>

حضور نے پھر عطا کیا، حتیٰ کہ جو آپ کے پاس (ظاہراً) تھا ختم ہو گیا، پھر فرمایا جو کچھ مال میرے پاس ہوگا وہ تم سے ہرگز بچا نہ رکھوں گا، جو سوال سے بچنا چاہے اللہ اُسے بچائے گا اور جو غنا چاہے گا اللہ اُسے غنا دیگا اور جو صبر چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا کریگا، اور اللہ نے کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع چیز نہ دی۔

”وہ حضرات مانگتے رہے اور حضور ﷺ دیتے رہے انہیں سب کچھ دے کر مسئلہ بتایا، اس میں تبلیغ بھی ہے اور سخاوت مطلقہ کا اظہار بھی معلوم ہوا کہ بلا ضرورت مانگنے والوں کو دینا حرام نہیں اگرچہ انہیں مانگنا ممنوع ہے خیال رہے کہ جس کو حضور ﷺ

<sup>۱</sup> (سنن الدارمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۹) فی الاستغفار عن المسألة، ص ۴۸۱، الحدیث: ۱۶۵۲)

(صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۵۲) الاستغفار عن المسألة، ص ۳۶۱، الحدیث: ۱۴۶۹)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۴۲) فضل التعفف والصبر، ص ۳۷۶، الحدیث: ۱۲۳-۱۰۵۳)

(سنن أبی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۸) فی الاستغفار، ص ۲۰۲، الحدیث: ۱۶۳۳)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلوة، باب (۷۷) ما جاء فی الصبر، ص ۱۲۳، الحدیث: ۲۰۲۳)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۸۵) الاستغفار عن المسألة، ص ۱۰۰، الحدیث: ۲۵۸۷)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ۳۵۰، الحدیث: ۱۸۳۳)

فضائل صدقات



نے کچھ خوش ہو کر دیا ہے وہ بہت عرصہ تک ختم نہ ہوا، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تھوڑے تھوڑے جو عطا فرمائے تھے جو ان بزرگوں نے سالہا سال کھائے اور کھلائے، پھر جب تولے تو اتنے ہی تھے مگر تولنے سے ختم ہو گئے، حضرت طلحہ کے ہاں ساڑھے چار سیر جو کی روٹی پر سینکڑوں آدمیوں کی دعوت فرمائی“

”یہ حدیث اس حدیث قدسی کی شرح ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي لِعِنِّي رَبِّ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ كَمَا فِي بِنْدَةِ كَمَا فِي قَرِيبٍ رَهْتَا هُوَ اس كَا ظَهْرٍ اٰخِرَتِ مِيں تُو هُو كَا هِي كَا اِكْر بِنْدَه مَعَانِي كِي اَمِيْد كِرْتَا هُو اَمْر جَا ئَ تُو اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اُسَ مَعَانِي هِي مَلَّ كَا، اِكْثَر دُنْيَا مِيں بَهِي هُو جَاتَا هِيَ كَا جُو قَرْضِ نَه لِيْنَه نَه مَانْغَنَه كَا خَدَا كَا بَهْرُو سَه پَر پُو رَا اِرَادَه كَر لَه، تُو اللّٰهُ تَعَالَى اَسَه اِنْ سَه بَجَا هِي لِيْتَا هِيَ، اُوْر جُو يَه كُو شَش كَرَه كَا دُنْيَا وَا لُو سَه لَا پَر وَا هُو سَه۔ تُو بَهْت حَدِثْ ك اللّٰهُ تَعَالَى اُسَه لَا پَر وَا هِي رَهْتَا هِيَ، مَكْر يَه فِقْط زَبَانِي دَعْوَى نَه هُو عَمَلِي كُو شَش بَهِي هُو كَا كَمَا نَه مِيں مَشْغُو ل رَهَه، خَرْجِ دَر مِيَا نَه رَهْ كَه، كَلْ چَهْرَه رَهَه نَه اُزَا ئَه اللّٰهُ رَسُو ل سَجَّ هِيں اِنْ كَه وَا عَدَه حَق، غَلْطِي هَم كَر جَاتَه هِيں۔“

”رب تعالیٰ کی عطاؤں میں سے بہترین اور بہت گنجائش والی عطا صبر ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کا ذکر نماز سے پہلے فرمایا: ﴿اَسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرة: ۱۵۲/۲) ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد چاہو (کنز الایمان) اور صابر کے ساتھ اللہ ہوتا ہے، نیز صبر کے ذریعہ انسان بڑی بڑی مشقتیں برداشت کر لیتا ہے اور بڑے بڑے درجے حاصل کر لیتا ہے، رب تعالیٰ نے ایوب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: فضائل صدقات



﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا﴾ [ص: ۳۳] ہم نے انہیں بندۂ صابر پایا، صبر ہی کی برکت سے حضرت حسین علیہ السلام سید الشہداء ہوئے۔<sup>۱</sup>

اور غنّاء کثرتِ مال کا نام نہیں بلکہ اصل غنّاء تو دل کی تو نگری ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
 ﷺ قَالَ: "لَيْسَ الْغِنَى عَنْ  
 كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى  
 غِنَى النَّفْسِ".<sup>۲</sup>  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے  
 ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امیری زیادہ  
 مال و اسباب سے نہیں، بلکہ امیری دل کی غنّاء  
 سے ہے۔

”دل کی غنّاء سے مراد قناعت و صبر رضا بر قضا ہے۔ حریص مالدار فقیر ہے

قناعت والا غریب امیر ہے، شعر

تو انگری نہ بمال است نزد اہل کمال ❁ کہ مال تائب گوراست بعد از اہل اعمال  
 (یعنی اہل کمال کے ہاں تو نگری و خوشحالی مال نہیں کہ مال تو قبر کے کنارے تک ہے  
 اس کے بعد تو اعمال ہیں)

ہو سکتا ہے کہ غنی نفس سے مراد کمالات روحانیہ ہوں کہ اس کی برکت سے دولت مند اس

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۵۹-۶۰)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الرابع، کتاب (۸۱) الرقاق، باب (۱۵) الغنی غنی النفس،  
 ص ۱۹۷، الحدیث: ۶۳۳۶)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۴۰) لیس الغنی عن کثرة العرض، ص ۳۷۵،  
 الحدیث: ۱۲۰-۱۰۵۱)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزہد، باب (۴۰) ما جاء أن الغنی غنی  
 النفس، ص ۳۱۸، الحدیث: ۲۳۷۳)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الرابع، کتاب (۳۷) الزہد، باب (۹) القناعة، ص ۴۸۲، الحدیث:  
 ۴۱۳۷)

(مشکاة المصابیح، المجلد الثاني، کتاب الرقاق، الفصل الأول، ص ۲۳۴، الحدیث: ۵۱۷۰)

فضائل صدقات



کے دروازہ کی خاک چاٹتے ہیں دیکھ لو داتا گنج بخش اور خواجہ اجمیری کے آستانے رضی اللہ عنہما مطلب یہ ہے کہ غنی وہ ہے جس کو نفس غنا (یعنی) نفس کا کمال حاصل ہو حضرت علی فرماتے ہیں، شعر

رضینا قسمة الجبار رفینا ❁ لنا علم وللجهال مال

فإن المال یفنی عن قریب ❁ وإن العلم باقی لا یزال<sup>۱</sup>

(ہم تو رب تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں ہمارے لئے (دولت) علم ہے جبکہ جاہلوں کے

لئے مال، بے شک مال جلد فناء ہو جائے گا اور بے شک علم باقی رہے گا زائل نہ ہوگا)

حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

عَنْ أَبِي ذَرِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو ذر کیا

رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "يَا أَبَا ذَرِّ

آپ سمجھتے ہیں کہ غنی ہونا کثرتِ مال ہے؟

أَتَرَى كَثْرَةَ الْمَالِ هُوَ الْغِنَى؟"

میں نے عرض کی، جی یا رسول اللہ، فرمایا، تو کیا

قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:

آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مال کی کمی فقر ہے؟ میں

"أَفَتَرَى قِلَّةَ الْمَالِ هُوَ الْفَقْرُ؟"

نے عرض کی، جی یا رسول اللہ، فرمایا، بے شک

قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ:

غنی ہونا تو دل کی تو نگری ہے۔

"إِنَّمَا الْغِنَى غِنَى الْقَلْبِ"<sup>۲</sup>

ایک اور حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ

۱ (مرآة المناجیح، ج ۷، ص ۱۱-۱۲)

۲ (الترغیب والترہیب، المجلد الأول، کتاب الصدقات، فصل، الترہیب من المسألة

و بحریمها مع الغنی، ص ۳۰۳، الحدیث: ۴۲)



اللہ ﷻ قَالَ: "لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ اللَّقْمَةُ وَاللَّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَكِنَّ الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطِنُ لَهُ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ" ۱۔

اللہ ﷻ نے فرمایا، مسکین وہ نہیں جو لوگوں پر چکر لگاتا پھرے کہ اُسے ایک دو لقمے یا ایک دو چھوہارے دے کر لوٹا دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو تو نگری نہ پائے اور لوگوں سے لا پرواہ ہو جائے اور اُسے پہچانا بھی نہ جائے، تاکہ اُسے صدقہ دیا جائے اور نہ اٹھ کر لوگوں سے سوال کرے۔

”یعنی جس مسکیت پر ثواب ہے اور صابروں کے زمرہ میں داخل ہے وہ یہ بھکاری فقیر نہیں ہے بلکہ یہ تو عام حالات میں اسی سوال پر گنہگار ہے کہ جب وہ بھیک مانگنے کے لئے اتنی دَوڑ دھوپ کر سکتا ہے تو وہ کمانے کے لئے بھی کر سکتا ہے، ہاں صابر وہ مسکین ہے جو حاجت مند ہو، مگر پھر کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کرے، اپنے فقر کو چھپانے کی کوشش کرے، اسی مسکین کی رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے کہ فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ الآیة

۱۔ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۵۵) قول اللہ تعالیٰ: ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ تم الغنی، ص ۳۶۳، الحدیث: (۱۴۷۹)  
 (صحیح مسلم، کتاب (۱۴) الزکاة، باب (۳۳) المسکین الذی لا یجد غنی إلخ، ص ۳۷۲، الحدیث: ۱۰۱- (۱۰۳۹))  
 (سنن ابی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۳) من یعطی من الصدقة، وحد الغنی، ص ۱۹۳، الحدیث: (۱۶۳۱)  
 (سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۷۶) تفسیر المسکین، ص ۹۰، الحدیث: (۲۵۷۱)  
 (مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص ۳۳۷، الحدیث: (۱۸۲۸)

فضائل صدقات



[البقرة: ۳/۲۷۳] ترجمہ: ان فقیروں کے لئے جو راہِ خدا میں روکے گئے (کنز الایمان) خیال رہے کہ جس مسکینیت کی دعا حضور انور ﷺ نے مانگی ہے وہ مسکینیت دل ہے یعنی دل میں عجز و انکسار ہونا، تکبر و غرور نہ ہونا، ایسا شخص اگر مالدار بھی ہو تو مبارک مسکین ہے، اور جن احادیث میں فقر و مسکینیت سے پناہ مانگی گئی ہے وہ ایسی تنگدستی ہے جو فتنہ میں مبتلا کر دے، لہذا احادیث میں تعارض نہیں اور نہ اعتراض ہے کہ حضور انور ﷺ نے تو مسکینیت کی دعا کی مگر رب تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کو بادشاہ بنا دیا یہ دعا قبول نہ ہوئی۔<sup>۱</sup>

کامیاب وہی ہے جس نے بکفایت رزق پایا اور قناعت کی، چنانچہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ،  
وَرُزِقَ كِفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا  
آتَاهُ."<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ کامیاب ہو گیا جو مسلمان ہوا، اور بقدر کفایت رزق دیا گیا، اور اللہ نے اُسے اپنے عطا کردہ پر قناعت دی۔

”یعنی جسے ایمان و تقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبریہ چار نعمتیں مل گئیں، اُس پر اللہ کا بڑا ہی کرم و فضل ہو گیا، وہ کامیاب رہا، اور دنیا سے

<sup>۱</sup> (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۳۹)

<sup>۲</sup> (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۳) فی الکفاف والقناعة، ص ۳۷۶، الحدیث: ۱۲۵-۱۰۵۴)

(سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۳۵) ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ، ص ۳۰۷، الحدیث: ۲۳۳۸)

(مشکاة المصابیح، المجلد الثانی، کتاب الرقاق، الفصل الأول، ص ۲۳۳، الحدیث: ۵۱۶۵)



کامیاب گیا“۔<sup>۱</sup>

ابو محمد یزیدی فرماتے ہیں میں ہارون الرشید کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ ایک کاغذ کو دیکھ رہا ہے جس کی تحریر سونے کی ہے جب مجھے دیکھا تو ہنس پڑا میں نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو سلامت رکھے کیا کوئی فائدہ مند چیز ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے بنو امیہ کے ایک خزانے کو ان دو شعروں میں پایا تو ان کو اچھا سمجھا اور ان کے ساتھ تیسرا شعر بھی ملا دیا اور مجھے وہ شعر سنائے۔

إِذَا سَدَّ بَابَ عَنكَ مِنْ دُونِ حَاجَةٍ  
فَدَعُهُ لِأَخْرَى يَنْفَتِحُ لَكَ بَابُهَا  
فَإِنَّ قِرَابَ الْبَطْنِ يَكْفِيكَ مِلْوَةً  
وَيَكْفِيكَ سَوَاتُ الْأُمُورِ اجْتِنَابُهَا  
وَلَا تَكُ مَبْدَأًا لِعَرَضِكَ وَاجْتِنِبْ  
رُكُوبَ الْمَعَاصِي يَجْتَنِبُكَ عِقَابُهَا

جب تمہاری حاجت سے ایک دروازہ بند ہو جائے تو اس کو چھوڑ دو تیرے لئے دوسرا دروازہ کھل جائے گا پیٹ کے مشکیزے کا بھر جانا تیرے لئے کافی ہے اور برائی کے کاموں سے پرہیز بھی کافی ہے، اپنی عزت کو داؤ پر نہ لگا اور گناہوں پر سوار ہونے سے بچ سزا سے بچ جائے گا۔<sup>۲</sup>

ضروریات سے باقی ماندہ خرچ کرنے میں بھی فضیلت ہے، چنانچہ:

۱ (مرآة المناجیح، ج ۵، ص ۹)

۲ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۱)



حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رب تعالیٰ فرماتا ہے، اے انسان اگر تو بچا مال خرچ کر دے تیرے لئے اچھا ہے اور اگر تو اُسے روک رکھے تو تیرے لئے بُرا ہے اور بقدرِ ضرورت پر ملامت نہیں اور اپنے عیال سے ابتدا کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ يُمَسِّكَهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى" <sup>۱</sup>

”یعنی اپنی ضروریات سے بچا ہوا مال خرچ کر دینا خود تیرے لئے ہی مفید ہے کہ اس سے تیرا کوئی کام نہ رُکے گا اور تجھے دنیا و آخرت میں عوض مل جائے گا، اور اسے روک رکھنا خود تیرے لئے ہی بُرا ہے کیونکہ وہ چیز سڑگل یا اور طرح ضائع ہو جائے گی اور تو ثواب سے محروم ہو جائے گا، اسی لئے حکم ہے کہ نیا کپڑا پاؤ تو پرانا کپڑا خیرات کر دو، نیا جو تار ب تعالیٰ دے تو پرانا جو تار تمہاری ضرورت سے بچا ہوا ہے کسی فقیر کو دے دو کہ تمہارے گھر کا کوڑا نکل جائے گا اور اُس کا بھلا ہو جائے گا“ <sup>۲</sup>

حدیث شریف میں لالچ کو فقر فرمایا گیا، چنانچہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

<sup>۱</sup> (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۲) بیان أن اليد العليا خير من اليد السفلى إلخ، ص ۳۷۱، الحدیث: ۹۷- (۱۰۳۶))

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق و کراهية الإمساک، الفصل الأول، ص ۳۵۳، الحدیث: ۱۸۶۳)

<sup>۲</sup> (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۷۰)



”إِيَّاكُمْ وَالطَّمَعِ، فَإِنَّهُ هُوَ  
الْفَقْرُ، وَإِيَّاكُمْ وَمَا يُعْتَدَرُ  
مِنْهُ“<sup>۱</sup>  
لا لُحْجَ سَ بَچُو، كَيُونَكُه لالُحْ فُقَيْرِي (كاسب)  
ہے۔ اور لالُحْ سَ پيدا ہونے والی معذوری  
سے بچو۔

حضرت شععی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکایت بیان کی گئی کہ ایک شخص نے قبرہ (چنڈول پرندہ) شکار کیا، تو پرندے نے کہا تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں تجھے ذبح کر کے کھاؤں گا پرندے نے کہا اللہ کی قسم نہ میں تیری خواہش کو پورا کر سکتا ہوں اور نہ ہی مجھے کھا کر تو سیر ہوگا البتہ میں تجھے تین باتیں سکھاتا ہوں جو مجھے کھانے سے بہتر ہیں ایک بات تو ابھی سکھاؤں گا جب تیرے قبضے میں ہوں دوسری بات اس وقت سکھاؤں گا جب درخت پر چلا جاؤں اور تیسری بات اس وقت بتاؤں گا جب پہاڑ پر چلا جاؤں۔ اس آدمی نے کہا پہلی بات بتاؤ پرندے نے کہا گزری ہوئی بات پر افسوس نہ کرنا اس نے اسے چھوڑ دیا جب پرندہ درخت پر چلا گیا تو اس نے کہا دوسری بات بتاؤ، پرندے نے کہا جو کام نہ ہو سکے اس کے ہونے کا یقین نہ کرنا، پھر وہ اڑ کر درخت پر جا بیٹھا اور کہا اے بد بخت! اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پوٹے میں سے دو موتی نکالتا ہر موتی کا وزن بیس مثقال ہے حضرت شععی فرماتے ہیں یہ سن کر اس شخص کو افسوس ہوا اور کہا تیسری بات بتا اس نے کہا تو تو پہلی دو باتیں بھول چکا ہے تیسری بات کیسے بتاؤں کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ جو کچھ ہاتھوں سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرنا اور جو کچھ نہ ہو سکے اس پر یقین نہ کرنا؟ میں تو ایک گوشت، خون اور پروں کا مجموعہ ہوں اور یہ سب کچھ ملا کر بیس مثقال وزن نہیں ہو سکتا تو میرے

۱ (المعجم الأوسط للطبرانی، المجلد السابع، ص ۳۷۰، الحدیث: ۷۷۵۳)



پوٹے میں بیس بیس مثقال کے دو موتی کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر وہ پرندہ اُڑ کر چلا گیا۔ یہ مثال انسان کے زیادہ لالچ کرنے سے متعلق ہے کہ اس (لالچ) کے سبب آدمی حق بات کو پانے سے اندھا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ جو کام نہ کر سکتا ہو وہ اس کے بارے میں خیال کرتا ہے کہ ہو جائے گا۔<sup>۱</sup>

اور قناعت نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے، چنانچہ:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْقَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنَى".<sup>۲</sup>  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امید تیرے دل میں ایک رسی ہے جو پاؤں کی بیڑی بنی ہوئی ہے تو دل سے امید کو نکال دے کہ تیرے پاؤں سے بیڑی خود بخود نکل جائے گی۔<sup>۳</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحْصِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافَى فِي بَدَنِهِ، عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمَهُ فَكَأَنَّمَا  
حضرت عبید اللہ بن محسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص تم میں سے صبح پائے کہ اُس کے دل میں امن و امان ہو، اپنے جسم میں تندرستی، اُس کے پاس اُس دن کا کھانا ہو تو گویا

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۱)

۲ (کتاب الزهد الكبير للبيهقي، المجلد الثاني، ص ۸۸، الحديث: ۱۰۴)



حَبِزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَا فَبِيرَهَا“<sup>۱</sup> اُس کے لئے دنیا پوری کی پوری جمع کر دی گئی۔

”سرب سین کے فتح یا کسرہ سے ر کے سکون سے بمعنی راستہ، چہرہ، سینہ،

دل، نفس، یہاں بمعنی دل ہے، یعنی اس کو نہ دشمن کا خوف ہو، نہ عذابِ الہی کا خطرہ،

کیونکہ اُس کا دشمن کوئی نہ ہو، اور اُس نے کفر یا گناہ نہ کیا ہو، اہل عرب کہتے ہیں لیس

العید لمن لیس الجدید إنما العید لمن آمن الوعید یعنی عید اُس کی نہیں جو

نئے کپڑے پہن لے، بلکہ عید اُسکی ہے جو عذاب سے امن میں ہو“<sup>۲</sup>۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام

سمندر کے کنارے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک مومن اور ایک کافر کو مچھلیاں

پکڑنے دیکھا مومن تو اللہ کے ذکر میں مشغول تھا شکار نہیں کر رہا تھا مگر کافر اپنے بتوں کا

نام لے رہا تھا کہ اس کے جال میں مچھلی آگئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر تعجب فرمایا، اللہ

تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی دیکھئے موسیٰ! تو آپ علیہ السلام نے جنت میں دیکھا تو

وہاں ایک حوض پر سونے سے مومن بندے کا نام لکھا تھا جس میں بے شمار مچھلیاں تھیں

اور جہنم میں ایک آگ کا محل تھا جس پر کافر کا نام لکھا تھا اور اس میں بے شمار سانپ اور

بچھوتھے کہ جن کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو

وحی فرمائی، اے موسیٰ میرے مومن بندے سے فرمائیے کہ اُسے سمندر کی مچھلیاں

زیادہ پسند ہیں یا جنت کی نعمتیں؟ تو وہ شخص رو یا اور عرض کی اے رب اگر تو مجھ سے

۱ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۳۳)، ص ۳۰۵، الحدیث: ۲۳۴۶)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الرابع، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۹) القناعة، ص ۳۸۳، الحدیث:

(۳۱۳۱)

مشکاة المصابیح، المجلد الثانی، کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ص ۲۳۷، الحدیث: ۵۱۹۱)

۲ (مرآة المناجیح)

فضائل صدقات



رزق روکتا ہے تو میں تیری رضا کی خاطر کھانے سے بھی صبر کر سکتا ہوں تو مچھلیوں سے کیوں نہ کروں۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف جس میں حضور ﷺ نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو سوال سے بچنے اور قناعت پر عمل کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا، چنانچہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، کہ ایک انصاری نبی ﷺ کی بارگاہ میں مانگنے کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں، عرض کیا ہاں ایک ٹاٹ ہے جو ہم کچھ اوڑھ لیتے ہیں کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ جس میں پانی پیتے ہیں فرمایا دونوں ہمارے پاس لے آؤ وہ یہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوئے، انہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا، یہ کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا ایک درہم میں، میں لیتا ہوں، آپ نے دو بار فرمایا، ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک صاحب بولے کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: "أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟" قَالَ: بَلَى. جَلَسْتُ نَلْبَسُ بَعْضَهُ، وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ. قَالَ: "أَتَيْنِي بِهِمَا، فَأَتَاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ". قَالَ رَجُلٌ: أَنَا أَخَذُهُمَا بِدِرْهَمٍ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يَزِيدُ عَلَيَّ دِرْهَمٍ" مَرَّتَيْنِ. قَالَ رَجُلٌ: أَنَا أَخَذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا

۱ (نزہۃ المجالس، المجلد الثانی، باب الزهد والقناعة والتوکل، ص ۲۵)



إِيَّاهُ، وَأَخَذَ الدَّرَاهِمِينَ  
فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ، وَقَالَ:  
”أَشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَاثْبُدْهُ  
إِلَى أَهْلِكَ، وَأَشْتَرِ بِالْآخِرِ  
قُدُومًا فَاتَّبِنِي بِهِ“، فَاتَّاهُ بِهِ فَشَدَّ  
فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُوْدًا بِيَدِهِ،  
ثُمَّ قَالَ: ”أَذْهَبُ فَاخْتَطِبُ وَبِعُ،  
وَلَا أُرِيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا“،  
فَفَعَلَ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ  
دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثُوبًا  
وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ”هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ  
تَجِيَّ الْمَسْأَلَةَ نُكْتَةً فِي  
وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ  
الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثٍ:  
لِيَدِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ، أَوْ لِيَدِي غُرْمٍ  
مُقْطِعٍ، أَوْ لِيَدِي دَمٍ مُوجِعٍ“<sup>۱</sup>

انہیں دے دو اور دو درہم ان انصاری کو  
دیئے اور فرمایا ان میں سے ایک کا غلہ خرید  
کر اپنے گھر میں ڈال دے اور دوسرے کی  
کلباڑی خرید کر میرے پاس لا، وہ حضور  
کے پاس کلباڑی لائے حضور انور ﷺ نے  
اپنے دست اقدس سے اس میں دستہ ڈالا، پھر  
فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور اب میں  
تمہیں پندرہ دن نہ دیکھوں پھر وہ صاحب  
لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے پھر حاضر ہوئے  
جبکہ دس درہم کما چکے تھے انہوں نے کچھ  
درہموں سے کپڑا اور کچھ سے غلہ خریدا،  
حضور ﷺ نے فرمایا، تمہارے لئے یہ اس  
سے بہتر ہے کہ سوالات قیامت کے دن  
تمہارے منہ میں داغ بن کر آئیں، تین  
شخصوں کے سوا کسی کو سوال جائز نہیں، مگر  
توڑفقیری یا رسوا کن قرض یا تکلیف دہ خون  
سے۔

۱ (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۶) ما تجوز فيه المسألة، ص ۲۰۰-۲۰۱، الحديث: ۱۶۳۱)



”یعنی ایک درہم کے جو خرید کر اپنی بیوی کو دے تاکہ وہ پیس کر پکا کر خود بھی کھائے تجھے اور بچوں کو بھی کھلائے، اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر مجھے دے جا اور روٹی کھا کر پھر آنا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ فقیر نادار پر بھی بیوی بچوں کا خرچہ واجب ہے، کیونکہ حضور انور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ بیوی سے بھی کمائی کرا، دوسرے یہ کہ کمانا صرف مرد پر لازم ہے نہ کہ بیوی پر، کہ حضور انور ﷺ نے کلہاڑی صرف مرد کو دی، دو کلہاڑیاں لیکر عورت و مرد میں تقسیم نہ فرمائیں، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو لڑکیوں سے کمائی کرانے کے لئے بی۔ اے، ایم۔ اے کر رہے ہیں اور جو ضروری مسائل لڑکیوں کو سیکھنا فرض ہیں ان سے بالکل بے خبر ہیں۔“

اس حدیث شریف سے یہ بھی ”معلوم ہوا کہ جس سے کوئی کام کاج شروع کرایا جائے اس کی کچھ بدنی امداد بھی کی جائے، دیکھو حضور انور ﷺ نے یہاں اس کی مالی امداد نہ کی بلکہ بدنی امداد فرمائی، کیونکہ مالی امداد سے اس کے مانگنے کی عادت نہ چھوٹی، اب اُسے عبرت ہوگئی کہ جب سرکار (ﷺ) خود اپنے ہاتھ سے اتنا کام کر سکتے ہیں تو میں کیوں محنت نہ کروں۔“

”اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جنگلی لکڑیاں شکاری جانوروں کی طرح عام مباح ہیں جو قبضہ کر لے وہ اس کا مالک ہے کہ وہ اسے بیچ بھی سکتا ہے، دوسرے یہ کہ نبی کریم ﷺ باذن الہی مالک احکام ہیں، دیکھو حضور انور ﷺ نے اس کے

= (سنن ابن ماجہ، المجلد الثالث، کتاب (۱۲) التجارات، باب (۲۵) بیع المزایدة، ص ۳۸، الحدیث: ۲۱۹۸)  
(مشکوٰۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الثانی، ص ۳۵۲، الحدیث: ۱۸۵۱)



لئے ان پندرہ دنوں کی جماعت سے نماز معاف فرمادی، حتیٰ کہ درمیان میں جمعہ بھی آیا، وہ بھی اس کے لئے معاف رہا، اسی دوران میں اسے مسجد نبوی میں آنا ممنوع ہو گیا کیونکہ اس کو فرمایا گیا تجھ کو میں دیکھوں نہیں، اب اگر وہ مسجد میں حاضر ہوتے، تو اس ممانعت کے مرتکب ہوتے، انہوں نے اس زمانہ میں دن کی نماز جنگل میں اور رات کی گھر پر دھیں۔“

”اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت پندرہ دن تک مسجد میں قطعاً حاضر نہ ہوئے ورنہ اگر اس دوران میں جماعت عشاء کے لئے بھی کبھی آئے ہوتے، تو اس کا ضرور یہاں ذکر ہوتا اور سرکار ﷺ ان سے روزانہ کا حساب پوچھتے، یہ ان کی خصوصیات میں سے ہے، اب کسی تاجر یا پیشہ ور کو یہ جائز نہیں کہ کاروبار میں مشغول رہ کر جماعت ترک کرے۔“

”حلال پیشہ خواہ کتنا ہی معمولی ہو بھیک مانگنے سے افضل ہے کہ اس میں دنیا و آخرت میں عزت ہے، افسوس آج بہت سے لوگ اس تعلیم کو بھول گئے، مسلمانوں میں صد ہا خاندان پیشہ ور بھکاری ہیں۔“

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَإِنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبَلَهُ فَيَأْتِي بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلَى

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر ایک کے لئے لوگوں سے مانگنے سے زیادہ بہتر ہے، چاہے وہ اُسے دیں یا نہ دیں، کہ وہ اپنی رسیاں لے کر لکڑیوں کے

۱۔ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۳-۶۵)

فضائل صدقہ



ظہرہ، فَبِيعَهَا، فَيَكْفُ بِهَا  
وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ  
النَّاسَ أَعْطُوهُ أَمْ مَنَعُوهُ“<sup>۱</sup>۔

گٹھے اپنی پیٹھ پر اٹھائے اور انہیں بیچے کہ اس  
کی وجہ سے اس کا چہرہ بارونق ہوگا۔

اپنے ہاتھ کی کمائی کا کھانا ہی بہتر ہے، چنانچہ:

عَنِ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدٍ يَكْرِبُ  
ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ”مَا طَاكَلَ  
أَحَدٌ طَعَامًا خَيْرًا مِّنْ أَنْ يَأْكُلَ  
مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ  
دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ  
عَمَلِ يَدِهِ“<sup>۲</sup>۔

حضرت مقدم بن معد یکرِب ﷺ سے مروی  
ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،  
کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ  
کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے،  
اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے دست ہائے  
اقدس سے محنت کر کے کھاتے۔

”ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے، ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا  
زبان سے غرضیکہ اپنی قوت سے حلال روزی کمائے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَبِمَا  
كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (شوری: ۳۰/۳۲) ترجمہ: جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا  
(کنز الایمان) وہاں بھی ایدی یعنی ہاتھوں سے ذات ہی مراد ہے، مقصد یہ ہے کہ

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۵۲) الاستغفار عن المسألة،  
ص ۳۶۴، الحدیث: ۱۳۷۱)

(سنن ابن ماجہ، المجلد الثانی، کتاب (۸) الزکاة، باب (۲۵) کراهیة المسألة، ص ۴۰۸،  
الحدیث: ۱۸۳۶)

۲ (صحیح البخاری، المجلد الثانی، کتاب (۳۳) البیوع، باب (۱۵) کسب الرجل وعمل یدہ،  
ص ۱۰، الحدیث: ۲۰۷۲)

(مشکاہ المصابیح، المجلد الأول، کتاب البیوع، باب (۱) الکسب وطلب الحلال، الفصل  
الأول، ص ۵۱۳، الحدیث: ۲۷۵۹)



دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارہ نہ کرے خود محنت کرے۔“

حضرت داؤد علیہ السلام: ”باوجودیکہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنے پر خرچ نہ کیا بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے، دو ہزار اپنے بال بچوں پر خرچ فرماتے تھے اور چار ہزار فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے (مرقات) علماء فرماتے ہیں کہ بقدر ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح، اور فخر و زیادتی مال کے لئے کمائی مکروہ ہے۔“<sup>۱</sup>

اگر مانگنا واقعی ناگوار ہو تو نیک لوگوں سے مانگا جائے، چنانچہ:

عَنْ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ، أَنَّ الْفِرَاسِيَّ  
قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ:  
أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ”لَا، وَإِنْ كُنْتَ لَا  
بُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِينَ“<sup>۲</sup>  
ابن فراسی سے مروی ہے کہ فراسی فرماتے  
ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں  
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مانگ سکتا ہوں؟  
تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں اور اگر مانگنا  
پڑ جائے تو نیکوں سے مانگ۔

”مطلب یہ ہے کہ بلا سخت مجبوری کسی سے کچھ مانگومت، جب سخت مجبور  
ہو جاؤ، جس سے شرعاً مانگنا درست ہو جائے تو اللہ کے متقی و نیک بندوں ہی سے مانگو

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۲۲۶-۲۲۷)

۲ (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۸) في الاستغفار، ص ۲۰۲،  
الحديث: ۱۶۳۶)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۸۴) سوال  
الصالحين، ص ۹۹، الحديث: ۲۵۸۶)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۳) من تحل له المسألة ومن لا تحل  
له، الفصل الثالث، ص ۳۵۲، الحديث: ۱۸۵۳)



کیونکہ ان کی روزی حلال ہوگی نیز اس میں برکت ہوگی جو تمہیں بھی نصیب ہو جائے گی نیز وہ تمہیں لعنت ملامت نہ کریں گے جھڑکیں گے نہیں نیز وہ تمہارے حق میں دعا بھی کریں گے جس سے تمہاری فقیری دور ہو جائے گی۔ یہ حکم بھیک مانگنے کے متعلق ہے مگر برکت حاصل کرنے کے لئے ان کے تبرکات مانگنا بہت ہی بہتر ہے جس پر بادشاہوں کو فخر ہوتا ہے، صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ کے بال شریف، تہبند، فضالہ پانی حضور انور ﷺ سے مانگا ہے بال اور تہبند شریف اپنی قبروں میں لے گئے ہیں، حضور خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کے لنگر کا دلیہ سلاطین دکن مانگ کر حاصل کرتے ہیں، ہم کو اس پر فخر ہے ہم گدائے آستانہ غوثیہ ہیں رضی اللہ عنہ۔<sup>۱</sup>

لاج فقر اور ناامیدی تو نگری ہے، چنانچہ:

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَعْلَمَنَّ  
أَيُّهَا النَّاسُ! أَنَّ الطَّمْعَ فَقْرٌ،  
وَأَنَّ الْإِيَّاسَ غِنًى، وَأَنَّ الْمَرْءَ  
إِذَا يَيْسَ عَنْ شَيْءٍ اسْتَعْنَى  
عَنْهُ. رواه رزين.<sup>۲</sup>

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں،  
اے لوگو یقین رکھو کہ لاج فقیری ہے اور  
ناامیدی غنا ہے اور انسان جب کسی چیز سے  
مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے لا پرواہ ہو جاتا  
ہے۔

”اس سے معلوم ہوا کہ بھیک مانگنا ہمیشہ اور ہر جگہ ہی برا ہے لیکن مبارک تاریخوں اور مبارک مقامات پر بندوں سے بھیک مانگنا بہت زیادہ برا امرقات نے فرمایا کہ اسی طرح مسجدوں میں اور جمعہ کے دن بھیک مانگنا بہت برا ہے۔ کہ یہ جگہ

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۶)

۲ (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من لا تحل له المسئلة ومن تحل له، الفصل الثالث، ص ۳۵۳، الحديث: ۱۸۵۶)



عبادت کے لے ہیں بھیک مانگنے کے لئے نہیں، صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کی جگہ میں غیر اللہ سے مانگنا رحمت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔“

انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے لا پرواہ ہو جاتا ہے، ”اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مایوسی بھی ایک قسم کی راحت ہے، کسی نے حضرت ابو محسن شاذلی سے کیا پوچھی، آپ نے فرمایا مخلوق سے امید توڑو اور تقدیر پر شاکر رہو، سب سے بڑی کمیایہ ہے، شعر:

آس بگزار بادشاہی کن \* گردن بے طمع بلند بود،<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدِّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِاللَّهِ، فَيُوشِكُ اللَّهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ“<sup>۲</sup>

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو فاقہ کا شکار ہو اور لوگوں سے اپنا مدعا بیان کرتا پھرے تو اس کی بھوک نہ مٹے گی اور ایک وہ ہے جسے فاقہ پیش آیا تو وہ اللہ کی بارگاہ میں اپنا معاملہ پیش کرتا ہے تو جلد اللہ تعالیٰ اُسے رزق عطا فرمائے گا یا (اپنی حکمت کے سبب) کچھ تاخیر سے۔

کسی دانانے فرمایا کہ انسان کا معاملہ بھی عجیب ہے اگر اسے کہا جائے کہ تو

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۶۷-۶۸)

۲ (سنن الترمذی، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۱۸) ما جاء فی الهم فی الدنيا وحبها، ص ۲۹۶، الحدیث: ۲۳۲۶)

(سنن ابی داؤد، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۸) فی الاستغفار، ص ۲۰۲، الحدیث: ۱۶۳۵)

فضائل صدقات



دنیا میں ہمیشہ رہے گا تو اسے جمع کرنے کی اس قدر حرص نہ ہوتی جتنی اب ہے حالانکہ نفع حاصل کرنے کی مدت کم ہے اور زندگی چند دنوں کی ہے۔<sup>۱</sup>

### حرص و لالچ کا علاج اور حصول قناعت کی دوا:

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حرص اور لالچ کا علاج بیان فرماتے ہیں کہ یہ دو تین چیزوں کا مرکب ہے: صبر، علم اور عمل اور پانچ باتوں میں یہ تینوں چیزیں آتی ہیں۔

(۱) پہلی چیز عمل ہے یعنی گزر بسر میں میانہ روی اور خرچ میں کفایت۔ جو شخص قناعت میں بزرگی چاہتا ہو اسے چاہئے کہ صرف بضرورت خرچ کرے اور حتیٰ الامکان اپنے اوپر عیاشی کا دروازہ بند کرے ایک موٹے کھر درے کپڑے پر قناعت کرے اور جو کھانا میسر ہو اسی پر صابر و شاکر ہو جس قدر ممکن ہو سالن کم استعمال کرے اور اپنے نفس کو اس بات کی عادت ڈالے۔ اگر وہ صاحب اولاد ہو تو ان کو بھی اسی مقدار پر رکھے کیوں کہ یہ مقدار ادنیٰ محنت سے بھی حاصل ہو جاتی ہے اور طلب بھی اچھی رہتی ہے قناعت کے سلسلے میں اصل چیز اعتدال ہے اور اس سے ہماری (یعنی امام غزالی کی) مراد خرچ کرنے میں نرمی اختیار کرنا اور بُرے طریقے سے بچنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ  
(صحیح بخاری، کتاب الأدب)

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۲)



اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا عَالَ مَنْ اِقْتَصَدَ. جو شخص اعتدال اختیار کرے گا تنگ دست نہیں ہوگا۔

اور فرمایا:

ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: خَشْيَةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ وَالْعَدْلُ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ.

تین باتیں نجات دینے والی ہیں پوشیدہ اور ظاہری حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف، مالداری اور فقر میں اعتدال، اور حالتِ رضا اور غضب میں انصاف

سے کام لینا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ زمین سے ایک دانا چن رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ زندگی سہولت کے ساتھ گزارنا سمجھداری کی دلیل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الإِقْتِصَادُ حُسْنُ السَّمْتِ وَالْهَدْيُ الْمِيَانَةُ رُوحِيَّةٌ وَطَرِيقَةٌ وَأُجْحَى سِيرَتِ النَّبِيِّ كَأُجْحَى سِيرَتِ النَّبِيِّ.

میانہ روی اچھا طریقہ اور اچھی سیرت نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔

جُزْءٌ مِنَ النَّبُوَّةِ. (سنن ابی داؤد)

(مطلب یہ ہے کہ یہ خصائل انبیائے کرام کے خصائل ہیں اور ان کو اپنانا ان کی

اقتدا کرنا ہے ورنہ نبوت کے اجزاء نہیں ہوتے، (مصباح السالکین))

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

فضائل صدقات



تدبیر سے کام لینا نصف معیشت ہے۔

التَّدْبِيرُ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ.

(مسند الفردوس)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص (اخراجات میں) اعتدال قائم

مَنْ اِقْتَصَدَ اَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ بَدَّرَ

رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے مالدار بنائے

اَفْقَرَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ رَغَبَكَ اَحَبَّهُ

گا، اور جو آدمی ضرورت سے زائد خرچ

اللّٰهُ. (مجمع الزوائد، کتاب الزهد)

کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فقیر کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اسے پسند کرتا ہے۔

اور فرمایا:

جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو تم پر تاخیر

اِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا فَعَلَيْكَ بِالتَّوَدُّةِ حَتَّى

لازم ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے

يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكَ فُرْجًا وَمَخْرَجًا.

کشادگی اور راستہ کھول دے۔

(البر والصلة لابن المبارک)

خرچ کرنے میں تاخیر کرنا (یعنی جلد بازی میں سب کچھ خرچ نہ کرنا) نہایت

اہم بات ہے۔

(۲) جب فی الحال مال کافی ہو تو مستقبل کے لئے زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں ہے

اور اس بات پر امید کم رکھنا تمہارے لئے معاون ثابت ہوگا حقیقت یہ ہے کہ جس

قدر رزق تمہارے لئے مقدر (لکھ دیا گیا) ہے وہ تمہارے پاس ضرور آئے گا

اگرچہ شدید حرص نہ کرے، کیونکہ زیادہ حرص رزق کے پہنچنے کا سبب نہیں ہے بلکہ

اللہ تعالیٰ کے وعدے پر پختہ یقین ہونا چاہئے کیوں کہ ارشادِ خداوندی ہے:

فضائل صدقات



وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا. (هود: ۶۱۱)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو (کنز الایمان)

مزید یہ کہ شیطان اسے محتاجی سے ڈراتا بھی ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم مال جمع کرنے اور اسے ذخیرہ بنانے کی حرص نہیں کرو گے تو کبھی ایسا ہوگا کہ بیمار پڑ جاؤ گے اور کبھی عاجز ہو جاؤ گے اور مانگ کر ذلیل ہونا پڑے گا، تو وہ زندگی بھر طلب مال میں اسے تھکا تارہتا ہے کیونکہ اسے اس تھکاوٹ کا ڈر ہوتا ہے، اور شیطان اس پر ہنستا ہے کہ وہ تکلیف برداشت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل بھی ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ دوسرے موقعہ کی مشقت اور تکلیف کا وہم رکھتا ہے حالانکہ ہو سکتا ہے اسے مستقبل میں یہ پریشانی اٹھانا نہ پڑے اسی قسم کے معاملے میں کہا گیا ہے:

وَمَنْ يُنْفِقِ السَّاعَاتِ فِي جَمْعِ مَالِهِ  
مَخَافَةَ فَقْرٍ فَالَّذِي فَعَلَ الْفَقْرَ  
جو شخص فقر کے خوف سے اپنا تمام وقت  
مال جمع کرنے میں صرف کرتا ہے اس کا  
تمام عمل خود فقر اور محتاجی ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا:

لَا تَيَأَسَا مِنَ الرِّزْقِ مَا  
تَهْزَهَزَتْ رُؤُوسُكُمْ فَإِنَّ  
الْإِنْسَانَ تَلِدُهُ أُمُّهُ أَحْمَرَ لَيْسَ  
عَلَيْهِ قِشْرٌ ثُمَّ يَرْزُقُهُ اللَّهُ تَعَالَى.

جب تک تمہارے سروں میں حرکت ہے تم  
رزق سے مایوس نہ ہو انسان کو اس کی ماں جنتی  
ہے تو وہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اس پر چمڑا بھی  
نہیں ہوتا پھر اللہ تعالیٰ ہی اسے رزق دیتا ہے۔

فضائل صدقات



اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر فرمایا

جبکہ وہ غمگین تھے تو آپ نے فرمایا:

لَا تُكثِرُ هَمَّكَ مَا قَدَرَ يَكُنْ، وَمَا تُرْزَقُ تَأْتِكَ. (الترغيب والترهيب)

زیادہ غمگین نہ ہو جو مقدر میں ہے وہ ہوگا اور جو رزق لکھا گیا ہے وہ آئے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ أَجْمَلُوا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِعَبْدٍ إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ وَلَنْ يَذْهَبَ عَبْدٌ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَهُ مَا كُتِبَ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ.

اے لوگو! سنو! اچھی طلب کیا کرو کیوں کہ بندے کے لئے جو کچھ لکھا گیا ہے وہی اسے ملے گا اور کوئی شخص دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا جب تک اس کے لئے مقدر دنیا اس کے سامنے ذلیل ہو کر نہ آجائے۔

بندہ حرص سے اس وقت تک بری نہیں ہو سکتا جب تک وہ بندوں کے رزق سے متعلق اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر اچھا اعتقاد نہ رکھے اور یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ اچھی طلب ہو تو ضرور ملے گا۔ بلکہ اسے اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے کو جو زیادہ رزق ملتا ہے وہ ان مقامات سے آتا ہے جن کے بارے میں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۲۱، ۲۵-۳)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان نہ ہو (کنز الایمان)

فضائل صدقات



تو جس دروازے سے اسے رزق کا انتظار تھا اگر وہ بند ہو جائے تو اس سے اس کے دل میں اضطراب اور پریشانی نہیں آنی چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو وہاں سے رزق دیتا ہے جس کے بارے میں اس کا گمان نہیں ہوتا۔ (کنز العمال)

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ سے ڈرو تم کسی متقی کو محتاج نہیں دیکھو گے یعنی اللہ تعالیٰ کسی متقی کو یوں نہیں چھوڑتا کہ اس کی ضرورتیں پوری نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ اس تک اس کا رزق پہنچائیں۔

حضرت مفضل ضعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک دیہاتی سے کہا تم کہاں سے کھاتے پیتے ہو؟ اس نے کہا حاجیوں کی نذر سے، میں نے کہا جب وہ چلے جاتے ہیں تو پھر کہاں سے کھاتے ہو؟ اس پر وہ رو پڑا اور کہنے لگا اگر ہم یوں زندگی گزارتے کہ ہمیں معلوم ہوتا تو ہم زندہ نہ رہتے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دنیا کو دو چیزوں کی صورت میں پایا ایک وہ جو میرے لئے ہے تو میں اس کے وقت سے پہلے اس کے لئے جلدی نہیں کرتا اگرچہ میں اسے آسمانوں اور زمین کی قوت سے طلب کروں اور دوسری چیز وہ ہے جو میرے غیر کے لئے ہے وہ مجھے پہلے بھی نہیں ملی اور آئندہ بھی نہیں ملے گی دوسروں کی چیز کو مجھ سے اسی ذات نے روکا ہے جس نے میری چیز کو ان سے روکا ہے تو میں ان دو باتوں میں اپنی زندگی کیوں تباہ کروں۔

فضائل صدقات



تو معرفت کی جہت سے حرص اور لالچ کا علاج یہی ہے اور اسے حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ شیطان کا ڈرانا اور محتاجی کا خوف دلانا ختم ہو جائے۔

(۳) اس بات کی پہچان حاصل ہونی چاہئے کہ قناعت میں دوسروں سے بے نیازی کی عزت حاصل ہوتی ہے اور لالچ اور حرص کی صورت میں ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب آدمی کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے تو وہ قناعت کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ حرص کی صورت میں مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے اور لالچ، ذلت سے خالی نہیں ہوتی جب کہ قناعت میں خواہش اور زوائد سے صبر کی تکلیف برداشت کرنا ہوتی ہے اور وہ تکلیف ہے جس پر صرف اللہ تعالیٰ ہی مطلع ہوتا ہے اور اس میں آخرت کا ثواب بھی ہے۔ جب کہ لالچ اور حرص لوگوں کے سامنے ہوتی ہے اور اس کا وبال اور گناہ الگ ہے۔ عزت نفس چلی جاتی ہے اور حق کی اتباع کی طاقت بھی نہیں رہتی کیونکہ جو شخص زیادہ حرص اور لالچ کرتا ہے وہ لوگوں کا زیادہ محتاج ہوتا ہے لہذا وہ لوگوں کو حق کی طرف بلا نہیں سکتا۔ اور وہ منافقت سے کام لیتا ہے ایسے آدمی کا دین ہلاک ہو جاتا ہے اور جو آدمی اپنے نفس کی عزت کو پیٹ کی خواہش پر ترجیح نہیں دیتا اس کی عقل بہت کمزور ہے اور ایمان ناقص ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عِزُّ الْمُؤْمِنِ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ . مومن کی عزت لوگوں سے بے نیاز رہنا ہے۔

قناعت میں آزادی بھی ہے اور عزت بھی، اسی لئے کہا گیا ہے جس سے کچھ لینا چاہتا ہے اس سے بے نیاز رہ اس کی مثل ہو جائے گا جس سے کوئی حاجت

فضائل صدقات



طلب کرتا ہے اس کا اسیر ہو جائے گا اور جس پر چاہے احسان کر اس کا امیر ہو جائے گا۔

(۴) یہود و نصاریٰ کی عیش پرستی، ذلیل و رسوا قسم کے لوگوں بیوقوف گردوں (گرد ایک قبیلہ ہے) اُجڑ دیہاتوں اور ایسے لوگوں کی حالت کو دیکھ جن کا نہ کوئی دین ہے اور نہ عقل، پھر انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے احوال ملاحظہ کر خلفاء راشدین اور باقی صحابہ کرام کے حالات زندگی دیکھ تا بعین کو دیکھ اور پھر ان کی باتیں غور سے سن کر ان کے حالات کا مطالعہ کر اور اس کے بعد اپنی عقل کو اختیار دے کہ وہ ذلیل و رسوا قسم کے لوگوں کی پیروی کو پسند کرتی ہے یا ان لوگوں کی اقتدا چاہتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ معزز ہیں تاکہ معیشت کی تنگی اور تھوڑے رزق پر قناعت آسان ہو جائے اگر پیٹ کو ہی زیادہ بھرنا ہے تو گدھا زیادہ کھاتا ہے اگر جماع کی فروانی چاہتا ہے تو اس سے خنزیر کا رتبہ زیادہ ہوگا اگر لباس اور سواریوں کی زینت مطلوب ہے تو کئی یہودیوں کو زیادہ زینت حاصل ہے اور اگر تھوڑے پر قناعت اور راضی رہے تو اس صورت میں صرف انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے ساتھ شریک ہوگا۔

(۵) مال جمع کرنے کا جو خطرہ ہے اسے سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہم (یعنی امام غزالی) نے آفات کے ذکر میں بیان کیا ہے۔ اس میں چوری، لوٹ کھسوٹ اور ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے اور جب ہاتھ خالی ہوتا ہے تو امن اور فراغت ہوتی ہے ہم نے مال کی آفات کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا ہے ان سب پر غور کرنا چاہئے اس کے علاوہ پانچ سو سال تک جنت سے دُور رہے گا اور جب وہ بقدر کفایت پر قناعت نہیں کرتا

فضائل صدقات



تو اغنیاء کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اور فقراء کی فہرست سے نکل جاتا ہے اور یہ غور و فکر اس طرح پوری ہوگی کہ دنیا کے معاملے میں ہمیشہ اپنے سے نیچے کے لوگوں کی طرف دیکھے اوپر والوں کی طرف نہ دیکھے کیوں کہ شیطان ہمیشہ اس کی نظر کو اوپر والوں کی طرف پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ طلب مال میں کوتاہی کیوں کرتے ہو حالاں کہ مال دار لوگوں کو اچھے اچھے کھانے اور عمدہ لباس حاصل ہیں اور دین کے معاملے میں شیطان اس کی نگاہ کو اپنے سے نیچے والوں کی طرف پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے نفس کو کیوں مشقت اور تنگی میں ڈالتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہو حالانکہ فلاں شخص تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تمام لوگ عیش و عشرت میں مشغول ہیں تم ان سے کہاں ممتاز ہونا چاہتے ہو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی ہے کہ میں (دنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے درجے والے کو دیکھوں اور اوپر والے کو نہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الوصایا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضَّلَهُ اللَّهُ  
عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى  
مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ مِمَّنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ.  
(صحیح البخاری، کتاب الرقاق)

جب تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کو  
دیکھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر مال اور  
خلقت کے اعتبار سے فضیلت دی ہے تو  
اسے اس کی طرف بھی دیکھنا چاہئے جو

اس سے کمتر ہے اور اسے اس پر فضیلت حاصل ہے۔

ان امور کے ساتھ قناعت کی صفت حاصل ہونے پر قادر ہو جائے گا تو اصل

فضائل صدقات



بات یہ ہے کہ صبر کرے اور امید کم رکھے اور یہ بات جان لے کہ دنیا میں اس کے صبر کی انتہا چند روزہ ہے لیکن اس کا نفع ایک طویل زمانے تک ہوگا پس وہ اس مریض کی طرح ہے جو دوائی کی کڑواہٹ پر صبر کرتا ہے کیوں کہ اسے شفاء کے انتظار کی شدید لالچ ہوتی ہے۔<sup>۱</sup>

### سوال کرنا کیسا ہے؟:

سوال کرنے کے بارے میں بہت زیادہ ممانعت آئی ہے اور اس سلسلے میں

اجازت بھی دی گئی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَلَوْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ  
(سنن ابی داود، کتاب الزکاة)

مانگنے والے کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آئے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظُلْفٍ مُحْرَقٍ.  
سائل کا سوال پورا کرو اگرچہ جلے ہوئے کھڑکے ساتھ ہو۔

اگر مانگنا مطلقاً حرام ہوتا تو جو شخص اپنے دشمنوں پر زیادتی کرتا ہے اس کی مدد جائز نہ ہوتی اور عطا کرنا مدد ہے۔ تو اس سلسلے میں وضاحت یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے سوال حرام ہے اور ضرورت کے تحت یا کسی اہم حاجت کی صورت میں جو ضرورت کے قریب ہو، مانگنا جائز ہے اگر اس سے بچ سکتا ہو تو سوال حرام ہوگا ہم (یعنی امام غزالی) نے یہ کہا کہ اصل میں سوال حرام ہے کیونکہ مانگنے کی صورت میں

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان علاج الحرص والطمع، والدواء الذي يكتسب به صفة القناعة، ص ۳۲۲-۳۲۵)



تین حرام کام کرنا پڑتے ہیں:

پہلا کام: اللہ تعالیٰ پر شکوہ کا اظہار، کیوں کہ سوال فقر کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی کمی کا ذکر عین شکوہ ہے اور جس طرح کسی مملوک غلام کا مانگنا اپنے مالک پر طعن و تشنیع ہے اسی طرح بندوں کا سوال کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر طعن ہے اور یہ کام حرام ہے اور ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ مردار ضرورت کے وقت ہی حلال ہوتا ہے۔

دوسرا کام: مانگنے میں غیر خدا کے سامنے ذلت اختیار کرنا ہے اور مومن کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے ذلیل و رسوا ہوتا پھرے بلکہ اسے چاہئے کہ اپنے آقا کے سامنے ہی عاجزی اختیار کرے کیوں کہ اس میں اس کی عزت ہے باقی تمام لوگ اس کی طرح بندے ہیں لہذا ضرورت کے بغیر ان کے سامنے ذلت و رسوائی اختیار نہ کرے۔ اور سوال کرنے میں مسئول عنہ (جس سے سوال کیا گیا) کی نسبت سائل کی ذلت ہے۔

تیسرا کام: عام طور پر مانگنے والے کو مسئول عنہ کی طرف سے اذیت پہنچتی ہے کیوں کہ بعض اوقات وہ دل کی خوشی سے خرچ کرنا نہیں چاہتا پس اگر وہ سائل سے حیا کرتے ہوئے یا ریاکاری کے طور پر خرچ کرے تو یہ لینے والے پر حرام ہے اور اگر وہ منع کرے تو بعض اوقات وہ حیا کرتے ہوئے منع کرتے وقت اپنے نفس میں اذیت محسوس کرتا ہے کیوں کہ اپنے آپ کو بخیل کی شکل میں دیکھتا ہے کہ خرچ کرنے میں مال کا نقصان ہے اور منع کرنے میں عزت کا نقصان ہے اور یہ دونوں کام اذیت ناک ہیں اور مسائل ہی ایذا کا

فضائل صدقات



سبب بنے ہیں اور ایذا رسانی ضرورت کے بغیر حرام ہے۔

اب جب تم ان تینوں باتوں کو سمجھ گئے تو تمہیں نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی

کی سمجھ بھی آگئی ہوگی کہ آپ نے فرمایا:

مَسْئَلَةُ النَّاسِ مِنَ الْفَوَاحِشِ      لوگوں سے مانگنا فاحش کاموں سے ہے اور

مَا أُجِلَّ مِنَ الْفَوَاحِشِ غَيْرُهَا.      فواحش میں سے بھی صرف مانگنا ہی جائز ہے۔

تو دیکھئے نبی کریم ﷺ نے مانگنے کو فاحش (بے حیائی کا کام) قرار دیا ہے اور

یہ بات مخفی نہیں ہے کہ فاحش کام ضرورت کے وقت ہی جائز ہوتا ہے جیسے کہ آدمی کا

لقمہ پھنس جائے اور اس کے پاس شراب کے سوا کچھ نہ ہو (تو بدلِ نحواستہ) اسے

استعمال کر سکتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص مالدار ہونے کے باوجود مانگتا

مَنْ سَأَلَ عَنْ غِنَى فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ

ہے وہ جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے۔

جَعْرِ جَهَنَّمَ. (صحیح مسلم، کتاب الزکاة)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بے نیازی کے باوجود مانگتا ہے

مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ

وہ قیامت کے دن یوں آئے گا کہ اس

الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ عَظْمٌ يَتَّقَعُ

کا چہرہ ایک ہڈی ہوگی جو حرکت کرے

وَلَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ.

گی جبکہ اس پر گوشت نہیں ہوگا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الزکوة)

دوسری روایت میں اس طرح ہے:

فضائل صدقات



وَكَانَتْ مَسْأَلَتُهُ خُلُوشًا وَكُدُوحًا  
فِي وَجْهِهِ. (سنن أبي داود، كتاب الزكوة)

اور اس کا سوال اس کے چہرے پر  
خراشیں بن جائے گا۔

تو یہ الفاظ مانگنے کی حرمت اور سختی میں واضح ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو اسلام پر بیعت فرمایا تو ان پر سننے اور ماننے

کی شرط رکھی پھر ان سے ایک ہلکا سا کلمہ فرمایا:

وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا.  
(المسند للإمام أحمد، مرويات عوف بن مالك)

اور لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔

نبی کریم ﷺ عام طور پر سوال سے بچنے کا حکم دیتے اور فرماتے:

مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ وَمَنْ اسْتَعْنَى  
أَغْنَاهُ اللَّهُ وَمَنْ لَمْ يَسْأَلْنَا فَهُوَ أَحَبُّ

جو شخص ہم سے مانگے گا ہم اسے دیں

گے اور جو بے نیازی اختیار کرے اللہ

تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جو

إِلَيْنَا. (المسند، مرويات أبي سعيد الخدري)

آدمی ہم سے سوال نہ کرے وہ ہمیں پسند ہے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

اسْتَعْنُوا عَنِ النَّاسِ وَمَا قَلَّ مِنَ  
السُّؤَالِ فَهُوَ خَيْرٌ.

لوگوں سے بے نیاز رہو (سوال نہ کرو) اور

جس قدر سوال کم ہو (اسی قدر) بہتر ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني: ۱۲۲۵۷)

صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سے بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں

مجھ سے بھی (تواضع کے طور پر یا تعلیم کے لئے فرمایا)۔<sup>۱</sup>

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب الفقر والزهد، بیان تحریم السؤال بغیر ضرورۃ؛

وآداب الفقیر المضطر إلیہ، ص ۲۸۰-۲۸۲)



## اللہ کے نام پر مانگنا

اللہ کے نام پر سوال کرنا نہایت فبیح ہے ایسا کرنے والے کو احادیث میں ملعون فرمایا گیا، یوں ہی جس سے اللہ کے نام کا سوال کیا جائے اور وہ دینے کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی نہ دے تو اُسے بھی ملعون فرمایا گیا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَلْعُونٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ، وَمَلْعُونٌ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللَّهِ، ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ هُجْرًا" ۱

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، لعنت ہے اُس پر جو اللہ کے نام پر مانگے اور لعنت ہے اس پر جس سے اللہ کے نام کا سوال ہوا پھر مانگنے والے کو دینے سے منع کر دے جب تک کہ وہ کوئی فبیح سوال نہ کرے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعْيَدُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو تم سے اللہ کی پناہ لے اُسے پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے اُسے کچھ دو اور جو

۱ (مسند الرویانی، مسند ابی موسیٰ اشعری، الجزء الأول، ص ۱۹۶، الحدیث: ۴۹۵) هجرا: سوالا قبیحا.



دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ  
إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ  
لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُوهُ فَادْعُوا  
لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ  
كَافَأْتُمُوهُ“<sup>۱</sup>۔

تمہیں دعوت دے اُسکی دعوت قبول کرو اور  
جو کوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے اُس کا  
بدلہ کرو اگر بدلہ کی چیز نہ پاؤ تو اُس کو دعائیں  
دو یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ تم نے اُسکا  
بدلہ کر دیا۔

”یعنی جو تمہاری سختی یا غیر کی سختی سے تمہارے پاس اللہ کی پناہ مانگے تو اُسے  
دیدو، کہ اگر تم کسی کو مارنا چاہتے ہو تو معافی دے دو یا کوئی دوسرا اُس پر سختی کرنا چاہتا  
ہے اور تم دفع کر سکتے ہو تو کر دو، یہ حکم اپنے ذاتی معاملات میں ہے، قوم یا دین کے  
مجرم کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ کیسی ہی پناہ لے تا کہ امن و دین میں خلل نہ  
پڑے، لہذا یہ حدیث اُسکے خلاف نہیں، کہ آپ نے فاطمہ فخر و میہ کو جس نے چوری  
کر لی تھی معافی نہ دی۔“

دعوت قبول کرنا، ”بشرطیکہ وہ دعوت ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو لہذا جس  
ولیمہ میں ناچ گانا خاص کھانے کی جگہ ہو وہاں نہ جائے، ایسے ہی میت کے کھانے پر  
رسمی دعوت قبول نہ کرے، لہذا یہ فرمان فتویٰ فقہاء کے خلاف نہیں۔“

اور بھلائی کا بدلہ بھلائی کیساتھ، ”اس طرح کہ وہ جس قسم کا سلوک تم سے

۱ (سنن ابی داود، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۸) عطیة من سأل بوجه اللہ،  
ص ۲۱۲، الحدیث: ۱۶۷۲)

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۷۴) من سأل  
بوجه اللہ ﷻ، ص ۸۷، الحدیث: ۲۵۶۶)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۷) أفضل الصدقة، الفصل الثانی،  
ص ۳۶۸، الحدیث: ۱۹۳۳)



کرے قوی، عملی، مالی تم بھی اُس سے ویسا سلوک کرو، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿هَلْ  
 جَزَاءُ إِلَّا حُسَانٍ إِلَّا إِلَّا حُسَانٌ﴾ (الرحمن: ۵۵/۶۰) ترجمہ: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر  
 نیکی (کنز الایمان) اور فرماتا ہے: ﴿وَ أَحْسِنُ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾  
 (الفصص: ۲۸/۷۷) ترجمہ: اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا (کنز الایمان)  
 یہ حکم ہم جیسے کم ہمت لوگوں کے لئے ہے ہمت والے تو اپنے دشمنوں کی برائی کا بدلہ  
 معافی اور بھلائی سے کرتے ہیں، شعر

لِیَا ظَلَمٍ كَا عَفْوٍ سَے اِنْتِقَامٍ \* عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

دعائیں دو یعنی، ”اس طرح کہو جزاک اللہ یا اس کا کھانا کھا کر کہو اللّٰهُمَّ  
 اطْعِمْنَا مَنْ اطْعَمَنَا وَ اسْقِ مَنْ سَقَانَا وَ غیرہ حضرت عائشہ صدیقہ کو جب کوئی سائل  
 دعائیں دیتا، تو آپ پہلے اُسے دعائیں دیتیں، پھر بھیک عطا فرماتیں کسی نے پوچھا  
 کہ آپ عطا سے پہلے دعا کیوں دیتی ہیں فرمایا کہ یہ میرا صدقہ عوض سے بچا رہے رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہا“۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
 ﷺ قَالَ: "مَلْعُونٌ مَنْ سَأَلَ  
 بِوَجْهِ اللَّهِ، وَمَلْعُونٌ مَنْ سُئِلَ  
 بِوَجْهِ اللَّهِ فَمَنَعَ سَائِلَهُ"<sup>۲</sup>  
 حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
 ﷺ نے فرمایا، لعنت ہے اُس پر جو اللہ کے نام  
 پر مانگے اور لعنت ہے اس پر جس سے اللہ  
 کے نام پر مانگا گیا اور منگتے کو منع کر دے۔

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۱۲۳)

۲ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثاني والعشرون، ص ۳۷۷، الحديث: ۹۲۳)

فضائل صدقات



ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِبَشَرِ الْبَرِيَّةِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَالَ: "الَّذِي يُسْأَلُ بِاللَّهِ وَلَا يُعْطَى" ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں مخلوق کی برائی سے آگاہ نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور یا رسول اللہ، فرمایا جس سے اللہ کے نام پر مانگا گیا اور نہ دے!!

اور اس حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ

السلام کا واقعہ بیان فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الْخَضِرِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "بَيْنَمَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ يَمْشِي فِي سُوْقِ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْصَرَهُ رَجُلٌ مُكَاتِبٌ، فَقَالَ: تَصَدَّقْ عَلَيَّ، بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ فَقَالَ الْخَضِرُ: آمَنْتُ بِاللَّهِ

حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں خضر عليه السلام کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور یا رسول اللہ، فرمایا ایک روز وہ بنی اسرائیل کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک مکاتب شخص نے آپ کو دیکھا (چونکہ مکاتب وہ غلام ہوتا ہے جسے اس کا مالک کہے کہ اتنے پیسے لادے تو تجھے آزاد کروں! لہذا اپنی آزادی کے لئے وہ ہر طرف مال کی طلب میں سرگرداں رہتا ہے) تو اس مکاتب نے حضرت خضر سے کہا مجھے صدقہ دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے، تو حضرت خضر عليه السلام نے فرمایا، میں اللہ پر ایمان لایا،

۱۔ (المسند للإمام أحمد، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص ۴۴۱، الحديث: ۹۱۳۱)

فضائل صدقات



ہر کام میں اللہ کی مشیت ہے اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو ضرور تمہیں دیتا، تو اُس مسکین نے کہا میں آپ سے اللہ کے نام کا سوال کرتا ہوں تو آپ ضرور مجھے صدقہ دیں گے! میں نے تو آپ کو سابقہ شب دیکھا تھا اور امید کی کہ آپ کے پاس (مال کی) برکت ہے، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا، میں اللہ پر ایمان لایا اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو ضرور دیتا مگر یہ کہ تم مجھے ہی لے لو اور مجھے بیچ ڈالو! تو اُس مسکین نے کہا، کیا یہ درست رہے گا؟ فرمایا، ہاں میں کہہ رہا ہوں نا، تم نے مجھ سے (جو اللہ کے نام کا سوال کیا ہے یہ) بہت بڑا سوال کیا ہے، بے شک میں تمہیں اپنے رب کے نام پر مایوس نہیں کروں گا بیچ دو!۔

سرکار ﷺ نے فرمایا، تو وہ مکاتب خضر علیہ السلام کو لئے بنی اسرائیل کے بازار میں گیا اور آپ کو چار سو دینار میں بیچ دیا پھر آپ علیہ السلام خریدار کے ہاں طویل مدت یوں رہے کہ اُس نے آپ سے (غلام کے طور پر خریدنے کے باوجود) کوئی کام نہ لیا، تو ایک روز آپ نے فرمایا،

فضائل صدقات

مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَمْرٍ يَكُونُ  
مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ،  
فَقَالَ الْمِسْكِينُ: أَسْأَلُكَ  
بِوَجْهِ اللَّهِ لَمَا تَصَدَّقْتَ  
عَلَيَّ، فَإِنِّي نَظَرْتُ  
السَّمَاخَةَ فِي وَجْهِكَ  
وَرَجَوْتُ الْبَرَكَاتَةَ عِنْدَكَ،  
فَقَالَ الْخَضِرُ: آمَنْتُ بِاللَّهِ  
مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ  
إِلَّا أَنْ تَأْخُذَنِي فَتَبِيعَنِي،  
فَقَالَ الْمِسْكِينُ: وَهَلْ  
يَسْتَقِيمُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ،  
أَقُولُ لَقَدْ سَأَلْتَنِي بِأَمْرِ  
عَظِيمٍ أَمَا إِنِّي لَا أُخِيْبُكَ  
بِوَجْهِ رَبِّي بَعْنِي. قَالَ:  
فَقَدَّمَهُ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَهُ  
بِأَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَمَكَثَ  
عِنْدَ الْمُشْتَرِي زَمَانًا لَا  
يَسْتَعْمِلُهُ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ:



إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي التَّمَّاسَ خَيْرٍ  
عِنْدِي فَأَوْصِنِي بِعَمَلٍ.  
قَالَ: أَكْرَهُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ  
إِنَّكَ شَيْخٌ كَبِيرٌ  
ضَعِيفٌ. قَالَ: لَيْسَ يَشُقُّ  
عَلَيَّ. قَالَ: قُمْ فَانْقُلْ هَذِهِ  
الْحِجَارَةَ، وَكَانَ لَا يَنْقُلُهَا  
دُونَ سِتَّةِ نَفَرٍ فِي يَوْمٍ  
فَخَرَجَ الرَّجُلُ لِبَعْضِ  
حَاجَتِهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ  
نَقَلَ الْحِجَارَةَ فِي سَاعَةٍ.  
قَالَ: أَحْسَنْتَ وَأَجْمَلْتَ  
وَأَطَقْتَ مَا لَمْ أَرَكَ تُطِيقُهُ.  
قَالَ: ثُمَّ عَرَضَ لِلرَّجُلِ سَفَرٌ  
فَقَالَ: إِنِّي أَحْسِبُكَ أَمِينًا  
فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَمَالِي  
خِلَافَةً حَسَنَةً. قَالَ:  
وَأَوْصِنِي بِعَمَلٍ. قَالَ: إِنِّي

تم نے مجھے بھلائی کی غرض سے خریدا ہے تو  
مجھے کسی کام کا تو کہو، اس نے عرض کی،  
آپ سے کام لیتے مجھے گراں گزرے گا  
آپ تو بوڑھے ضعیف انسان ہیں، تو خضر  
العلیہ السلام نے فرمایا، مجھ پر کچھ گراں نہیں تو  
اس نے عرض کی، اٹھئے اور اس پتھر کو ہٹا  
دیں، جبکہ اس پتھر کو پورے دن میں چھ  
آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے پھر وہ خریدار کسی  
کام سے گیا واپس آنے پر دیکھا کہ آپ  
نے تو اس پتھر کو بہت کم وقت میں منتقل  
کر دیا کہنے لگا، بہت خوب کتنے طاقتور ہیں  
آپ میں آپکو اس قدر قوی گمان نہ کرتا  
تھا، سرکار ﷺ نے فرمایا، پھر اس شخص کو سفر  
پر جانا پڑ گیا تو آپ ﷺ سے عرض کی،  
میں آپ کو امانتدار سمجھتا ہوں آپ میرے  
پیچھے میرے گھر اور مال کے نگہبان رہیں تو  
آپ ﷺ نے فرمایا، آپ مجھے کوئی کام  
کہہ جائیے، تو اس نے عرض کی مجھے



اُكْرَهُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ قَالَ:  
 لَيْسَ يَشُقُّ عَلَيَّ. قَالَ:  
 فَاضْرِبْ مِنَ اللَّبَنِ لِبَيْتِي  
 حَتَّى اَقْدِمَ عَلَيْكَ. قَالَ: فَمَرَّ  
 الرَّجُلُ لِسَفَرِهِ قَالَ: فَرَجَعَ  
 الرَّجُلُ وَقَدْ شَبِدَ بِنَاءُهُ قَالَ:  
 اَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ مَا  
 سَبَّكَ وَمَا اَمْرُكَ؟ قَالَ:  
 سَأَلْتَنِي بِوَجْهِ اللّٰهِ وَوَجْهِ اللّٰهِ  
 اَوْقَعَنِي فِي هَذِهِ الْعُبُودِيَّةِ،  
 فَقَالَ: اَعْطِيهِ فَسَأَلَنِي بِوَجْهِ  
 اللّٰهِ فَاُمَكَّنْتُهُ مِنْ رَقَبَتِي  
 فَبَاعَنِي وَاُخْبِرْكَ اَنَّهُ مَنْ  
 سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَرَدَّ سَأَلَهُ  
 وَهُوَ يَقْدِرُ وَقَفَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 جِلْدَةً، وَلَا لَحْمَ لَهُ يَتَّقَعُ،  
 فَقَالَ الرَّجُلُ: اَمَنْتُ بِاللّٰهِ،  
 شَقَّقْتُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ  
 وَلَمْ اَعْلَمْ. قَالَ:

گراں گزرتا ہے کہ آپ کو مشقت میں ڈالوں تو آپ  
 ﷺ نے فرمایا، مجھ پر کوئی مشقت نہ ہوگی آپ کہتے،  
 تو اس نے کہا اینٹیں لے کر میرے آنے تک میرے  
 گھر کی عمارت بنا دیجئے، سرکار ﷺ فرماتے ہیں، پھر وہ  
 شخص سفر پر چلا گیا جب لوٹا تو وہاں بلند عمارت پائی تو  
 اس نے خضر ﷺ سے عرض کی، آپ سے اللہ کے  
 نام کا سوال کر رہا ہوں سچ سچ بتائے آپ کا ماجرا کیا  
 ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، آپ نے مجھ سے اللہ  
 کے نام کا سوال کیا ہے اور اللہ کے نام کے سوال نے  
 ہی مجھے اس غلامی میں ڈالا، اُس مکاتب نے کہا مجھے  
 دیجئے پھر اللہ کے نام پر مانگا تو میں نے اُسے اپنی  
 گردن سوپ دی، اس نے مجھے بیچا اور آپ کو بتا رہا  
 ہوں کہ جس شخص سے بھی اللہ کے نام کا سوال ہو اور وہ  
 مانگنے والے کو تہی دست لوٹا دے حالانکہ وہ دینے کی  
 استطاعت بھی رکھتا ہو تو قیامت کے دن مضطرب و  
 بے قراری کے عالم میں یوں آئے گا کہ اس کے  
 چہرے پر نہ کھال ہوگی نہ گوشت، تو اس خریدار نے  
 عرض کی، میں اللہ پر ایمان لایا اے اللہ کے نبی میں  
 نے آپ پر مشقت ڈالی مجھے معلوم نہ تھا،

فضائل صدقات



لَا بَأْسَ أَحْسَنْتَ وَأَتَّقَنْتَ،  
فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا أَبِي أَنْتَ  
وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَحْكُمْ  
فِي أَهْلِي بِمَا شِئْتَ، أَوْ  
اخْتَرْ فَأَخْلِي سَبِيلَكَ.  
قَالَ: أَحِبُّ أَنْ تُخْلِي  
سَبِيلِي فَأَعْبُدُ رَبِّي فَخَلِي  
سَبِيلَهُ، فَقَالَ الْخَضِرُ:  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَوْثَقَنِي  
فِي الْعُبُودِيَّةِ، ثُمَّ نَجَّانِي  
مِنْهَا“ ۱

فرمایا، کوئی حرج نہیں آپ نے اچھا ہی کیا، تو  
خریدار نے عرض کی، آپ پر میرے ماں باپ  
قربان اے اللہ کے نبی میرے گھر سے جو چاہیں  
لے لیں اور اسے اختیار کریں کہ میں آپ کا رستہ  
خالی کر دوں، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا، مجھے یہ  
زیادہ پسند ہے کہ آپ مجھے آزاد کر دیں تاکہ میں  
اپنے رب کی بندگی کرتا رہوں تو اس شخص نے  
انہیں آزاد کر دیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: تمام  
خوبیاں اللہ کے لئے جس نے مجھے اس غلامی  
میں ثابت قدم رکھا پھر مجھے اس سے نجات عطا  
فرمائی۔

۱ (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن، ص ۱۱۳، الحدیث: ۷۵۳۰)



## مانگنے میں ضد کرنا

مانگنے میں ضد کرنا بہت قبیح فعل ہے کہ نہ صرف مانگنے والے کی عزت کم ہوتی چلی جاتی ہے بلکہ یہ امر دینے سے انکار والے پر بھی گراں گزرتا ہے۔ مانگنے والے کو یہ یقین ہونا چاہئے کہ رازق برحق اللہ تعالیٰ ہے دیگر اسباب تو اسی کے پیدا کردہ ہیں، چنانچہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ  
جَاعَ أَوْ اِحْتَجَّ فَكْتَمَهُ النَّاسَ،  
وَأَفْضَى بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى كَانَ  
حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَفْتَحَ لَهُ قُوَّةَ  
سَنَةٍ مِنْ حَلَالٍ"<sup>۱</sup>

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا، جو بھوکا یا حاجت مند ہو پھر  
اسے لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ  
کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ اسے ایک سال  
کی حلال روزی عطا فرمائے گا۔

”یہ فرمان بالکل درست ہے اور مجرب ہے اپنی فقیری چھپانے والے  
بفضلہ تعالیٰ امیر ہو جاتے ہیں کبھی جلد اور کبھی دیر سے مگر فقط چھپانے پر کفایت نہ کرے  
کمانے کی کوشش کرے یہ سال بھر کی روزی آسمان سے نہیں برے گی بلکہ اسباب سے

۱ (شعب الإيمان، المجلد السابع، باب (۷۰) فی الصبر علی المصائب، فصل فی ذکر ما فی  
الأوجاع إلخ، ص ۲۱۵، الحدیث: ۱۰۰۵۳)  
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، کتاب الرقاق، باب (۱) فضل الفقراء وما كان من عيش  
النبي ﷺ، الفصل الثالث، ص ۳۵۳، الحدیث: ۱۸۶۳)



ملے گی۔<sup>۱</sup>

اور بصد لیا گیا مال بے برکت ہوتا ہے، چنانچہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
"هَذِهِ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ  
آتَيْنَاهُ مِنْهَا شَيْئًا بِطِيبِ نَفْسٍ  
مِنَّا، أَوْ طِيبِ طَعْمَةٍ وَلَا إِشْرَاهُ،  
بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ آتَيْنَاهُ مِنْهَا  
شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ مِنَّا،  
وَبِغَيْرِ طِيبِ طَعْمَةٍ وَإِشْرَاهُ مِنْهُ،  
لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ."<sup>۲</sup>

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ دنیا ہری بھری میٹھی ہے، تو جسے ہم کوئی چیز خوش دلی سے دیں یا فرمایا اچھی غذا سے دیں کہ اس میں کراہت نہ ہو تو ایسے (لینے والے کے لئے) اس میں برکت ہوگی اور جسے ہم بغیر خوشدلی کے دیں اور بغیر اچھی غذا کے دیں کہ اس میں کراہت ہو تو اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا  
تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا  
يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا  
فَتُخْرِجُ لَهُ مَسْأَلَتَهُ مِنِّي شَيْئًا،

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مانگنے میں زاری (ضد) نہ کرو اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا تم میں سے کوئی مجھ سے کچھ مانگے اُس کا مانگنا مجھ سے کچھ نکلوالے

۱ (مرآة المناجیح، ج ۵، ص ۸۴)

۲ (المسند للإمام أحمد، المجلد الثامن، مسند عائشة رضي الله عنها، ص ۹۶، الحديث:

(۲۳۸۹۸)

فضائل صدقات



وَأَنَا لَهُ بَكَارَةٌ، فَيُبَارِكُ لَهُ فِيمَا  
أَعْطَيْتُهُ“<sup>۱</sup>۔  
حالاںکہ میں ناخوش ہوں تو اُسے میرے عطیہ  
میں برکت دی جائے۔

”یعنی سوال پر اڑ نہ جاؤ کہ سامنے والا دینا نہ چاہے اور تم بغیر لئے ٹلنا نہ

چاہو، مانگنا ایک عیب ہے اور اس پر اڑنا دس گنا عیب، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا

يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾“۔ (البقرة: ۲/۲۷۳) ترجمہ: لوگوں سے سوال نہیں کرتے

کہ گڑگڑانا پڑے (کنز الایمان)۔

”حضور انور ﷺ نے ذکر تو اپنا فرمایا مگر قانون کلی فرمایا کہ جو بھکاری بھی ضد

یا اڑ سے بھیک وصول کرے، دینے والا دینا نہ چاہے، تو اس سے بھیک میں سخت بے

برکتی ہوگی، امام غزالی فرماتے ہیں جو فقیر یہ جانتے ہوئے بھیک لے کہ دینے والا شخص

شرم و ندامت کی وجہ سے دے رہا ہے اس کا دل دینے کو نہ چاہتا تھا، تو یہ مال بھکاری

کے لئے حرام ہے، خیال رہے کہ بھکاری کی ضد اور ہے چندہ کرنے والوں کا لحاظ کچھ

اور، ضد حرام ہے لحاظ کا یہ حکم نہیں، آج مسجدوں مدرسوں کے چندوں میں عموماً دیکھا گیا

ہے کہ شہر کا بڑا معزز مالدار آدمی زیادہ وصول کر سکتا ہے، پھر اپنے لئے مانگنے اور دینی

۱ (سنن الدارمی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۱۷) التشدید علی من ہو بسال وهو غنی، ص ۳۸۰،  
الحديث: ۱۶۳۳)

(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۳) النهی عن المسألة، ص ۳۷۱، الحديث:  
۹۹- (۱۰۳۸))

(سنن النسائی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۸۸) الإلحاف  
فی المسألة، ص ۱۰۲، الحديث: ۲۵۹۲)

(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له المسألة ومن تحل  
له، الفصل الأول، ص ۳۵۰، الحديث: ۱۸۳۰)

فضائل صدقات



کاموں کے لئے چندہ کرنے کے احکام میں فرق ہے۔<sup>۱</sup>

ایک دوسری حدیث شریف:

عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طَيِّبِ نَفْسٍ فَبَارِكْ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ، وَشَرَهُ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ."<sup>۲</sup>

حضرت معاویہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، بے شک میں خازن ہوں تو جسے میں خوشدلی سے دوں تو اس میں لینے والے کے لئے برکت ہے اور جسے مانگنے پر اور کراہتِ دل سے دوں تو وہ اس کی مثل ہے جو کھائے بھی اور سیر بھی نہ ہو۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَخْرِجُ مِنَّا شَيْئًا بِهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ."<sup>۳</sup>

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مانگنے میں ضد نہ کرو بے شک جو ہم سے کچھ زاری سے لینا چاہے تو اس میں اُس کے لئے برکت نہیں۔

ایک اور حدیث شریف:

۱ (مرآة المناجیح، ج ۳، ص ۵۶)  
 ۲ (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۳) النهی عن المسألة، ص ۳۷۱، الحدیث: ۹۸-۱۰۳۷)  
 ۳ (الفردوس بمأثور الخطاب، المجلد الخامس، ص ۳۳، الحدیث: ۷۳۷۳)



حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک جو شخص میرے پاس آکر مانگے تو میں اُسے دوں اور چلا جائے تو وہ اپنے دامن میں آگ کے سوا کچھ نہ لے جائے گا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الرَّجُلَ يَأْتِينِي فَيَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ فَيَنْطَلِقُ، وَمَا يَحْمِلُ فِي حِضْنِهِ إِلَّا النَّارَ."<sup>۱</sup>

ایک اور روایت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سونا تقسیم فرما رہے تھے اچانک ایک شخص حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ مجھے دیجئے تو آپ نے دستِ سخا سے عطا کیا پھر عرض کی اور بھی دیں تو آپ نے تین بارتک اور دیا پھر لوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس ایک شخص آیا مجھ سے مانگا میں نے دیا، پھر مانگا تو میں نے تین بار دیا پھر لوٹ گیا اور بلاشبہ وہ اپنے کپڑوں میں اپنے گھروالوں کے لئے آگ لے گیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ ذَهَبًا، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ قَالَ: زِدْنِي فَزَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ وَلَّى مُدْبِرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ، ثُمَّ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ وَلَّى مُدْبِرًا، وَقَدْ جَعَلَ فِي ثَوْبِهِ نَارًا إِذَا انْقَلَبَ إِلَيَّ أَهْلِي."<sup>۲</sup>

۱ (مسند عبد بن حمید، المجلد الأول، ص ۳۳۵، الحدیث: ۱۱۱۳)

(صحیح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۸۶، الحدیث: ۳۳۹۲)

(موارد الظمان، المجلد الأول، ص ۲۱۶، الحدیث: ۸۴۷)

۲ (صحیح ابن حبان (۵۶/۸))

(موارد الظمان، المجلد الأول، ص ۲۱۶، الحدیث: ۸۴۸)



ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فَلَانًا يَشْكُرُ يَذْكُرُ أَنْكَ أُعْطِيَتْهُ دِينَارَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَكِنَّ فَلَانًا قَدْ أُعْطِيَتْهُ مَا بَيْنَ الْعَشْرَةِ إِلَى الْمِائَةِ فَمَا شُكْرُهُ وَمَا يَقُولُهُ؟ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِي بِحَاجَتِهِ مُتَابِعَهَا، وَمَا هِيَ إِلَّا النَّارُ". قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ تُعْطِيهِمْ؟ قَالَ: "يَأْتُونَ إِلَّا أَنْ يُسْأَلُونِي، وَيَأْتِي اللَّهُ لِي الْبُخْلَ".<sup>۱</sup>

حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه سے مروی ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے فلاں کو دیکھا وہ شکر ادا کر رہا تھا کہ آپ نے اُسے دو دینار عطا فرمائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن میں نے تو اُسے دس سے سو کے درمیان دیئے تو وہ کیسا شکر ادا کر رہا ہے؟ اور کیا کہتا پھر رہا ہے؟ بے شک تم میں کوئی بھی اپنی حاجت کے لئے مجھ سے جو کچھ اپنی بغل میں دبالے جاتا ہے تو وہ آگ ہی لے جاتا ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے دیا کیوں؟ فرمایا، وہ مانگنے میں ضد سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بخل سے منع فرمایا ہے۔

یعنی جہاں تک ضد کا تعلق ہو وہیں بے برکتی فرمایا اور آگ سے تشبیہ فرمائی مگر جہاں خوشدلی سے دینے کا تذکرہ ہے وہاں برکت کی خبر بھی عطا فرمائی اسی لئے ہم اللہ کی رضا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رضا کے بھی طالب ہیں کیونکہ آپ کا فرمان

۱ (الأحاديث المختارة، المجلد الأول، ص ۲۲۵، الحديث: ۱۲۰)

(موارد الظمان، المجلد الأول، باب شكر المعروف، ص ۵۰۶، الحديث: ۲۰۷۳)

فضائل صدقات



ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ ۱ یعنی، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مانگنا تو اسی در سے ہے مگر سرکار ﷺ کی رضا و خوشنودی کا حصول اور طلب بنیادی امر ہے ورنہ ملتا تو غیروں کو بھی ہے اسی در سے ملتا ہے مگر بدولی اور کراہت کے ساتھ یہی وجہ ہے اس میں برکت نہیں جس کی بین دلیل ان کی کھا کر انکار کر دینے کی طبیعت ہے کیونکہ کثرت مال اور ہے اور برکت اور۔ لہذا مسلمانوں کا عقیدہ و معمول الحمد للہ یہی ہے اور یہی کہتے ہیں:

رب ہے مُعْطِيْ یہ ہیں قاسم

رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(امام اہلسنت)<sup>علیہ السلام</sup>

اور

دو جہان کے خزانے دیئے ہاتھ میں خدانے

تیرا کام ہے اُفانامدنی مدینے والے

(امیر اہلسنت)<sup>علیہ السلام</sup>

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۳) العلم، باب (۱۳) من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین، ص ۲۷، الحدیث: ۷۱)  
(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۳) النہی عن المسئلة، ص ۳۷۱، الحدیث: ۱۰۰-۱۰۳۷)



## بغیر سوال کے ملنے والی شے لینے کا حکم

عام فہم میں اسے تحفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصطلاح شرع میں اسے ہبہ کہا جاتا ہے، جس کے معنی بلا عوض کسی شخص کو اپنی کسی چیز کا مالک بنا دینا، ہوتا ہے۔ اور تحفہ دینے کی حدیث شریف میں تعریف بھی بیان کی گئی اور اسے زیادتی محبت کا ذریعہ بھی بیان فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يُعْطِينِي الْعَطَاءَ، فَأَقُولُ أُعْطِيهِ  
مَنْ هُوَ إِلَيْهِ أَفْقَرُ مِنِّي. قَالَ:  
فَقَالَ: "خُذْهُ إِذَا جَاءَكَ مِنْ  
هَذَا الْمَالِ شَيْءٌ، وَأَنْتَ غَيْرُ  
مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ  
فَتَمَوَّلْهُ، فَإِنْ شِئْتَ كُلَّهُ، وَإِنْ  
شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے  
مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ  
مجھے اپنی عطا سے نوازتے رہتے تھے تو  
میں عرض کرتا آپ مجھ سے زیادہ  
ضرورت مند کو دیں، فرماتے ہیں، تو  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لے لو اسے!  
جب تک اس مال سے ملتا ہے کہ تم نہ  
حرص رکھتے ہو اور نہ مانگا ہو تو لے لیا کرو  
پھر جمع کر کے یا تو کھا لو یا صدقہ کر دو اور

فضائل صدقات



اپنے نفس کی پیروی مت کرنا۔ سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور جب میں انہیں کچھ دیتا تو لوٹاتے نہ تھے۔

تَتَّبِعُهُ نَفْسَكَ. قَالَ سَالِمٌ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: فَلَا جَلَّ ذَلِكَ  
كَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا  
شَيْئًا، وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ. ۱

ایک اور حدیث شریف:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تحفہ بھیجا تو حضرت عمر نے لوٹا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، آپ نے تحفہ کیوں لوٹا دیا؟ عرض کی یا رسول اللہ آپ نے نہ فرمایا تھا کہ ہمارے لئے بہتر ہے کہ کسی سے کچھ نہ لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مانگنے کی بات تھی مگر بغیر مانگے ایسا نہیں، بے شک وہ تو اللہ کا دیا ہوتا ہے جو وہ (اسباب کے ذریعہ) تمہیں دیتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ہاں ہاں اس کی قسم جس کے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُرْسِلَ إِلَى عُمَرَ  
بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ  
عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
”لِمَ رَدَدْتَهُ؟“ فَقَالَ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْرًا  
لِّأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ  
شَيْئًا، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
”إِنَّمَا ذَلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، فَمَا  
مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، فَإِنَّمَا  
هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَ اللَّهُ“، فَقَالَ  
عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَمَا وَالَّذِي

۱ (صحیح البخاری، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۵۳) من أعطاه الله شيئا من غير مسألة إلخ، ص ۳۶۳، الحدیث: ۱۴۷۳)



نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَسْأَلُ أَحَدًا  
شَيْئًا، وَلَا يَأْتِينِي شَيْءٌ مِنْ  
غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ<sup>۱</sup>  
قبضہ قدرت میں میری جان ہے کبھی کسی  
سے کچھ نہ مانگوں گا اور جو بغیر مانگے ملے گا تو  
لے لیا کروں گا۔

اور:

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بَعَثَ إِلَى  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنَفَقَةٍ  
وَكَسْوَةٍ، فَقَالَتْ لِرَسُولِهِ: يَا بَنِيَّ  
لَا أَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا، فَلَمَّا  
خَرَجَ، قَالَتْ: رُدُّوهُ عَلَيَّ، قَالَ:  
فَرَدَّهُ فَقَالَتْ: إِنِّي ذَكَرْتُ شَيْئًا،  
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا  
عَائِشَةُ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً بِغَيْرِ  
مَسْأَلَةٍ فَأَقْبَلِيهِ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ  
سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ"<sup>۲</sup>  
مطلب بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ  
عبد اللہ بن عامر نے ام المومنین سیدہ  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کچھ خرچ و  
لباس بھیجے تو آپ نے قاصد سے فرمایا  
اے بیٹا میں کسی سے کچھ نہیں لیتی تو جب  
قاصد جانے لگا تو آپ نے فرمایا مجھے  
واپس دو تو اُسے آپ کی بارگاہ عالیہ میں لوٹا  
دیا، فرمایا مجھے کچھ یاد آ گیا، مجھ سے رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ جو تمہیں بغیر  
مانگے دے تو قبول کر لیا کرو کہ وہ تو رزق  
ہے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا۔

ایک اور حدیث شریف:

۱ (الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۸) الصدقة، باب (۲) ما جاء في التعفف عن المسألة، ص ۵۵۷، الحديث: ۱۸۸۲)  
۲ (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة، ص ۲۸۲، الحديث: ۳۵۵۵)



عَنْ خَالِدِ بْنِ عَدِيِّ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ بَلَغَهُ مَعْرُوفٌ عَنْ أَخِيهِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا إِشْرَافٍ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ، وَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَأَقَهُ اللَّهُ ﷻ بِكَ إِلَيْهِ"<sup>۱</sup>

حضرت خالد بن عدی جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، جسے اس کے بھائی کے ذریعہ کوئی چیز بغیر مانگے اور بغیر حرص کے پہنچے تو اسے قبول کر لینا چاہئے اور لوٹانا نہیں چاہئے کہ وہ تو رزق ہے جو اس کو اللہ نے (بذریعہ غیر) بھیجا۔

لہذا بغیر سوال کے ملنے والی چیز کے لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس چیز کی طرف اسے حرص و طمع نہ ہو البتہ اگر غنی ہے کہ دینے والے کی دل جوئی کے لئے لے تو لیا لیکن لینے کے بعد اگر اس چیز کی اسے ضرورت نہ ہو تو کسی کو تھمتہ دیدے یا صدقہ کر دے، چنانچہ:

عَنْ عَائِدِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ عَرَضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ هَذَا الرِّزْقِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا إِشْرَافٍ، فَلْيُوسِّعْ بِهِ فِي رِزْقِهِ، فَإِنْ كَانَ عَنْهُ غَنِيًّا فَلْيُوجِّهْهُ إِلَى مَنْ أَحْوَجَ إِلَيْهِ مِنْهُ"<sup>۲</sup>

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جسے اس رزق سے بغیر مانگے یا بغیر حرص کے کچھ ملے تو اسے تہہ دل سے قبول کرنا چاہئے اور اگر غنی ہو تو (قبول کر کے) اپنے سے زیادہ حاجت مند کو بھیج دے۔

<sup>۱</sup> (المسند للإمام أحمد، المجلد السادس، مسند خالد بن عدی الجہنی، ص ۱۵۳، الحدیث: ۱۸۱۰۱)

<sup>۲</sup> (المسند للإمام أحمد، المجلد السادس، مسند عائذ بن عمرو، ص ۸۸۷، الحدیث: ۲۰۹۲۳)



امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بعض بزرگوں کا طریقہ تھا اگر ان کا کوئی دوست ان کو کچھ دیتا تو فرماتے میں اس کو تیرے پاس چھوڑتا ہوں اب تم دیکھو اگر اس کے قبول کرنے کے بعد تمہارے دل میں میرا مقام پہلے سے زیادہ ہو تو مجھے بتادینا میں لے لوں گا ورنہ نہیں۔

اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ واپس کرنا چاہے تو واپس کرنا مشکل ہو اور قبول کرنے پر خوش ہو اور اپنے اوپر دوست کا احسان سمجھے کہ اس نے قبول کیا اور اگر معلوم ہو کہ اس میں احسان بھی ملا ہوا ہے تو لینا جائز ہوگا لیکن صادق فقراء کے نزدیک مکروہ ہے۔<sup>۱</sup>

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنْهَا وَأَدَيْتُهَا إِلَيْهِ، أَمَرَ لِي بِعَمَالَةٍ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ، وَأَجْرِي عَلَى اللَّهِ، قَالَ: خُذْ مَا أُعْطَيْتَ، فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَمَلَنِي، فَقُلْتُ مِثْلَ

حضرت ابن ساعدی سے مروی ہے، فرماتے ہیں، مجھے حضرت عمر نے صدقہ پر عامل بنایا، جب میں اس سے فارغ ہوا اور صدقہ آپ کی خدمت میں ادا کر دیا تو مجھے اجرت کا حکم دیا میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کیلئے کام کیا ہے میری اجرت اللہ پر ہے، فرمایا جو تمہیں دیا جائے وہ لے لو، میں نے بھی زمانہ نبوی ﷺ میں یہ عمل کیا تھا مجھے حضور انور ﷺ نے اجرت دی تھی تو میں

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب الفقر والزهد، بیان آداب الفقیر فی قبول العطاء إذا جله بغیر سوال، ص ۲۷۷)



قَوْلِكَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: "إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ  
 أَنْ تَسْأَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ" ۱  
 نے بھی تمہاری طرح عرض کیا تھا تو مجھ سے  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کچھ تمہیں بغیر  
 مانگے ملے وہ کھا لو اور صدقہ کرو۔

”حضرت ابن ساعدی کا یہ خیال تھا کہ اجرت لے لینے سے ثواب جاتا  
 رہے گا اور میں نے یہ کام ثواب کے لئے کیا ہے اس لئے قبول سے انکار کیا۔“

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کچھ تمہیں بغیر  
 مانگے ملے لو اور صدقہ کرو، ”سبحان اللہ کیا پیاری تعلیم ہے، مقصد یہ ہے کہ بغیر  
 مانگے جو رب دے، اُسے نہ لینا اللہ کی نعمت کا ٹھکرا نا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے  
 لہذا یہ ضرور لے لو اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نیک اعمال کی اجرت لینا  
 جائز ہے، چنانچہ علماء، قاضی، مدرسین، حتیٰ کہ خود خلیفہ کی تنخواہ بیت المال سے دی جائے  
 گی سوائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے باقی تینوں خلفاء نے بیت المال سے  
 خلافت کی تنخواہ وصول کی ہے، دوسرے یہ کہ جب کام کرنے والے کی نیت خیر ہو تو  
 تنخواہ لینے سے ان شاء اللہ ثواب کم نہ ہوگا، صرف تنخواہ کے لئے دینی کام نہ کرے تنخواہ  
 تو گزارے کے لئے وصول کرے اصل مقصد دینی خدمت ہو، تیسرے یہ کہ غنی بھی یہ  
 اجرتیں لے سکتا ہے صرف فقیر ہی کو اجازت نہیں۔ پھر لے کر خود بھی کھا سکتا ہے اس  
 سے خیرات بھی کر سکتا ہے خیال رہے کہ امام احمد کے ہاں ہدیہ قبول کرنا واجب ہے اس

۱ (سنن ابی داؤد، المجلد الثانی، کتاب (۳) الزکاة، باب (۲۸) فی الاستغفار، ص ۴۰۳،  
 الحدیث: ۱۶۴۷)  
 (مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۳) من لا تحل له المسألة ومن تحل  
 له، الفصل الثالث، ص ۳۵۲، الحدیث: ۱۸۵۴)



حدیث کی بنا پر باقی جمہور علماء کے ہاں یہ حکم استحباً (یعنی نفی) ہے، مرقات نے اس جگہ فرمایا کہ سلطان اسلام پر واجب ہے کہ ایسے علماء مفتیوں، مدرسوں کی تنخواہیں مقرر کرے جنہوں نے اپنے کو دینی خدمات کے لئے وقف کر دیا ہو۔<sup>۱</sup>

مکہ مکرمہ کے ایک مجاور بتاتے ہیں کہ میرے پاس کچھ درہم تھے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے رکھے ہوئے تھے میں نے ایک فقیر کو سنا جو طواف سے فارغ ہو چکا تھا اور آہستہ آواز سے کہہ رہا تھا میں بھوکا ہوں جیسا کہ تو جانتا ہے میں ننگا ہوں جیسا کہ تو دیکھتا ہے جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ دیکھا نہیں جاتا اے وہ جو دیکھتا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا تو اس پر دو پرانے کپڑے تھے جو اس کے جسم کو ڈھانپ نہیں پارے تھے میں نے دل میں کہا کہ میرے درہموں کا اس سے بہتر مصرف نہیں ہے چنانچہ میں نے وہ درہم اسے دے دیئے اس نے ان کو دیکھ کر ان میں سے پانچ درہم لے لئے اور کہنے لگا چار درہموں کی دو چادریں آئیں گی اور ایک درہم کو میں تین دن خرچ کروں گا اس کے علاوہ کی مجھے حاجت نہیں ہے چنانچہ اس نے وہ درہم واپس کر دیئے۔

راوی بیان کرتے ہیں دوسری رات میں نے اسے دیکھا کہ اس کے اوپر دو نئی چادریں ہیں تو میرے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا اس نے میری طرف دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے طواف کے ساتھ چکر لگوائے ہر چکر میں ایک نئے قسم کے جوہر کی زمین کی کانوں میں سے ہمارے پاؤں کے نیچے سے ٹخنوں تک جھنکار سنائی دیتی، ان میں سونا بھی تھا، چاندی بھی تھی، یا قوت موتی اور جواہر وغیرہ سب کچھ تھا لیکن لوگوں کو

۱ (مرآة المناجیح، تحت الحدیث المذكور)



نظر نہیں آتا تھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ مجھے دیا ہے لیکن میں نے ان سے بے رغبتی اختیار کی ہے اور میں لوگوں کے ہاتھوں سے لیتا ہوں کیوں کہ یہ سب کچھ بوجھ اور فتنہ ہے اور اس لینے میں لوگوں کے لئے رحمت اور نعمت ہے۔

اس بات کا مقصد یہ ہے کہ حاجت سے زیادہ جو کچھ تمہارے پاس آتا ہے وہ آزمائش اور فتنے کے طور پر آتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ تم اس میں کیسا عمل کرتے ہو اور حاجت کے مطابق تمہارے پاس نرمی اور آسانی کے طور پر آتا ہے پس تجھے آسانی اور آزمائش میں فرق سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بیشک ہم نے زمین پر سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں سے کس کے کام بہتر ہیں۔  
(کنز الایمان)

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا  
لِنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷۸﴾  
(الکہف: ۷۸)

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

انسان کا حق صرف تین چیزوں میں ہے کھانا جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھے لباس جو اس کی شرمگاہ کو چھپائے اور گھر جو اسے پناہ دے جو کچھ اس سے زائد ہے اس کا حساب ہوگا۔

لَا حَقَّ لِابْنِ آدَمَ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ:  
طَعَامٍ يُقِيمُ صُلْبَهُ وَثَوْبٍ يُوَارِي  
عَوْرَتَهُ وَبَيْتٍ يُسْكِنُهُ فَمَا زَادَ فَهُوَ  
حِسَابٌ. (جامع الترمذی: أبواب الزهد)

پس جو کچھ تم ان تین چیزوں میں سے حاجت کے مطابق لو گے اس پر تمہیں

فضائل صدقات



ثواب ہوگا اور جو اس سے زائد لوگ اس کی دو صورتیں ہیں اگر تم نے اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تو وہ حساب کے لئے پیش ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہے تو تمہیں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آزمائش کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اپنے نفس کی صفت کو توڑنے کے لئے کسی لذت کو چھوڑ دے پھر وہ لذت صاف ستھری ہو کر آئے تاکہ اس کی قوت عقل کا امتحان لے تو اس لذت کو چھوڑنا زیادہ بہتر ہے کیوں کہ جب نفس کو کسی ارادے کے توڑنے کی اجازت دی جائے تو اسے وعدہ توڑنے کی عادت چھوڑنی پڑ جاتی ہے اور نفس کو دباننا ممکن نہیں رہتا لہذا اس عادت کو رد کر دینا ضروری ہے اور یہی زہد ہے اگر تم مال لے کر کسی محتاج پر خرچ کرو تو یہ انتہائی درجے کا زہد ہے اور اس پر صرف صدیقین ہی قادر ہوتے ہیں۔<sup>۱</sup>

وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُوْرٍ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
وَمَلَجَاتِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ (احیاء علوم الدین، المجلد الرابع، کتاب الفقر والزهد، بیان آداب الفقیر وقبول العطاء إذا جاء بغیر سوال، ص ۲۷۹)



## مآخذ ومراجع

(۱) قرآن مجید

(۲) ترجمہ قرآن کنز الایمان امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب قادری

فاضل بریلوی متوفی ۱۳۳۰ھ

(۳) تفسیر خزائن العرفان صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین

صاحب مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ

(۴) الجامع لمعمر بن راشد للإمام معمر بن راشد الأزدي المتوفى ۱۵۱ھ

مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت. الطبعة الثانية ۱۳۰۳ھ

(۵) الموطأ للإمام مالك للإمام مالك بن أنس المتوفى ۱۷۹ھ

مطبوعة: المكتبة المصرية، بيروت. الطبعة ۱۳۲۳ھ ۲۰۰۲م

(۶) المصنف لعبد الرزاق للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع

الصنعاني المتوفى ۲۱۱ھ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة ۱۳۲۱ھ ۲۰۰۰م

(۷) لمصنف لابن أبي شيبة للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة

الكوفي العبلسي المتوفى ۲۳۵ھ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۳۱۲ھ ۱۹۹۵م

(۸) المسند للإمام أحمد للإمام أحمد بن محمد بن حنبل المتوفى ۲۴۱ھ

مطبوعة: علم الكتب، بيروت. الطبعة الأولى ۱۳۱۹ھ ۱۹۹۸م

بن حنبل

(۹) مسند عبد بن حميد للإمام أبي محمد عبد بن حميد بن نصر

الكسي المتوفى ۲۴۹ھ

مطبوعة: مكتبة السنة، القاهرة. الطبعة الأولى ۱۳۰۸ھ ۱۹۸۸م

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- ١٠) سنن الدارمي للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن  
ابن الفضل بن بهرام الدارمي المتوفى ٢٥٥هـ  
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠٠م
- ١١) صحيح البخاري للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل ابن  
إبراهيم بن المغيرة بن بردزبة المتوفى ٢٥٦هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٩هـ، ١٩٩٨م
- ١٢) الأدب المفرد للبخاري للإمام محمد بن إسماعيل البخاري المتوفى ٢٥٦هـ  
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة الثانية ١٣٢٠هـ، ١٩٩٩م
- ١٣) التاريخ الكبير للبخاري للإمام محمد بن إسماعيل البخاري المتوفى ٢٥٦هـ  
مطبوعة: دار الفكر، بيروت.
- ١٣) صحيح مسلم للإمام أبي الحسن مسلم بن الحجاج القشيري  
النيسابوري المتوفى ٢٦١هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠١م
- ١٥) سنن أبي داود للإمام أبي داود سليمان بن أشعث السجستاني  
الأزدي المتوفى ٢٤٥هـ  
مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٨هـ، ١٩٩٤م
- ١٦) سنن ابن ماجه للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني  
المتوفى ٢٤٥هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٩هـ، ١٩٩٨م



## مآخذ ومراجع

للإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق (۱۷) مسند البزار

المتوفى ۲۹۲هـ

مطبوعة: مؤسسة علوم القرآن، بيروت. الطبعة: ۱۴۰۹هـ

للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة (۱۸) سنن الترمذي

الترمذي المتوفى ۲۹۷هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ، ۲۰۰۰م

للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي (۱۹) سنن النسائي الكبرى

بن سنان بن بحر الخراساني المتوفى ۳۰۳هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۱هـ، ۱۹۹۱م

للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي (۲۰) سنن النسائي المجتبي

بن سنان بن بحر الخراساني المتوفى ۳۰۳هـ

مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ۱۴۲۲هـ، ۲۰۰۱م

للإمام أبي يعلى أحمد بن علي بن المثنى (۲۱) مسند أبي يعلى

الموصلية التميمي المتوفى ۳۰۷هـ

مطبوعة: دار المأمون للتراث، دمشق. الطبعة ۱۴۰۳هـ

للإمام أبي بكر محمد بن هارون الروياني (۲۲) مسند الروياني

الرازي الأملي الطبري المتوفى ۳۰۷هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ، ۱۹۹۷م

للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة (۲۳) صحيح ابن خزيمة

السلمي النيسابوري المتوفى ۳۱۱هـ

مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت. الطبعة ۱۳۹۰هـ، ۱۹۷۰م

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- ٢٣) صحيح ابن حبان للإمام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البستي المتوفى ٣٥٢هـ . مطبوعة: مؤسسة لرسالة بيروت. الطبعة الثانية ١٣١٢هـ، ١٩٩٣م
- ٢٥) الثقات لابن حبان للإمام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البستي المتوفى ٣٥٢هـ . مطبوعة: دار الفكر، بيروت. الطبعة ١٣٩٥هـ، ١٩٧٥م
- ٢٦) المعجم الصغير للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني المتوفى ٣٦٠هـ . مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت. الطبعة ١٣٠٥هـ
- ٢٧) المعجم الأوسط للإمام الطبراني المتوفى ٣٦٠هـ . مطبوعة: دار الحرمين، القاهرة. الطبعة ١٣١٥هـ
- ٢٨) المعجم الكبير للإمام الطبراني المتوفى ٣٦٠هـ . مطبوعة: مكتبة العلم والحكم، الموصل. الطبعة الثانية ١٣٠٢هـ، ١٩٨٣م
- ٢٩) مسند الشاميين للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني المتوفى ٣٦٠هـ . مطبوعة: مؤسسة لرسالة، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٠٥هـ
- ٣٠) الكامل في ضعفاء الرجال للإمام أبي أحمد عبد الله بن عدي بن عبد الله بن محمد الجرجاني المتوفى ٣٦٥هـ . مطبوعة: دار الفكر، بيروت. الطبعة الثالثة ١٣٠٩هـ، ١٩٨٨م
- ٣١) تنبيه الغافلين للفقير أبي الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي الحنفي المتوفى ٣٤٣هـ . مطبوعة: المكتبة المصرية، بيروت. الطبعة ١٣٢٢هـ، ٢٠٠١م
- فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- (۳۲) سنن الدار قطنی  
للإمام علي بن عمر الدار قطني المتوفى ۳۸۵هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الثانية ۱۳۲۳هـ، ۲۰۰۳م
- (۳۳) المستدرک علی  
الصحيحين  
للإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم  
النيسابوري المتوفى ۴۰۵هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۳۱۱هـ، ۱۹۹۰م
- (۳۴) تاریخ جرجان  
للإمام أبي القاسم حمزة بن يوسف الجرجاني  
المتوفى ۴۲۸هـ  
مطبوعة: عالم الكتب، بيروت. الطبعة الثالثة ۱۳۰۱هـ، ۱۹۸۱م
- (۳۵) مسند الشهاب  
للإمام أبي عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر  
القضاعي المتوفى ۴۵۴هـ  
مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة الثانية ۱۳۰۷هـ، ۱۹۸۶م
- (۳۶) کتاب الزهد الكبير  
للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن  
عبد الله بن موسى البيهقي المتوفى ۴۵۸هـ  
مطبوعة: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت. الطبعة الثالثة ۱۹۹۶م
- (۳۷) تاریخ بغداد  
للإمام أبي بكر أحمد بن علي الخطيب  
البغدادي المتوفى ۴۶۳هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت
- (۳۸) التمهيد لابن عبد البر  
للإمام أبي عمر يوسف بن عبد الله بن عبد البر  
النمري المتوفى ۴۶۳هـ  
مطبوعة: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب.  
الطبعة ۱۳۸۷هـ

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

(٣٩) السنن الكبرى للبيهقي للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

المتوفى ٢٨٥هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة ١٣٢٠هـ، ١٩٩٩م

(٣٠) شعب الإيمان للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

المتوفى ٢٨٥هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠٠م

(٣١) إحياء علوم الدين للإمام أبي حامد محمد بن محمد الغزالي

المتوفى ٥٠٥هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. ١٣٢٣هـ، ٢٠٠٢م

(٣٢) مكاشفة القلوب للإمام حجة الإسلام أبي حامد محمد بن محمد

الغزالي المتوفى ٥٠٥هـ

مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ١٣٢٣هـ، ٢٠٠٣م

(٣٣) الفردوس بمأثور

للعلامة أبي شجاع شيرويه بن شهرداد بن

الخطاب

شيرويه الهمداني المتوفى ٥٠٩هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٩٨٦م

(٣٤) تاريخ مدينة دمشق للإمام أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله

لابن عساكر

بن عبد الله الشافعي المعروف بابن عساكر

المتوفى ٥٤١هـ

(٣٥) بدائع الصنائع للإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود الكاساني

الحنفي المتوفى ٥٨٤هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٨هـ، ١٩٩٤م

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- (٣٦) الهداية للعلامة أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغيناني المتوفى ٥٩٢ هـ مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٠ هـ، ١٩٩٠ م
- (٣٧) الأحاديث المختارة للإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد الحنبلي المقدسي المتوفى ٦٣٣ هـ مطبوعة: مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة. الطبعة الأولى ١٣١٠ هـ
- (٣٨) الترغيب والترهيب للإمام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي المنذري المتوفى ٦٥٦ هـ مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢٢ هـ، ٢٠٠١ م
- (٣٩) كنز الدقائق على هامش البحر الرائق للشيخ الإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي المتوفى ٤١٠ هـ مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٨ هـ، ١٩٩٤ م
- (٥٠) مشكاة المصابيح للعلامة الشيخ ولي الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى ٤٢١ هـ مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢٣ هـ، ٢٠٠٣ م
- (٥١) تهذيب الكمال للإمام أبي الحجاج يوسف بن زكي عبد الرحمن المزني المتوفى ٤٢٢ هـ مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٠٠ هـ، ١٩٨٠ م
- (٥٢) سير أعلام النبلاء للإمام أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي المتوفى ٤٣٨ هـ مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة التاسعة ١٣١٢ هـ

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- (٥٣) ميزان الاعتدال  
في نقد الرجال  
للعلمة شمس الدين محمد بن أحمد النهدي  
المتوفى ٤٢٨هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٩٩٥م
- (٥٤) نصب الراية  
للإمام أبي محمد عبد الله بن يوسف الحنفي  
الزيلعي المتوفى ٤٦٢هـ  
مطبوعة: دار الحديث، مصر. الطبعة ١٣٥٤هـ
- (٥٥) التخويف من النار  
للإمام أبي الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن  
رجب الحنبلي المتوفى ٤٩٥هـ  
مطبوعة: مكتبة دار البيان، دمشق. الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ
- (٥٦) مجمع الزوائد  
(٥٧) موارد الظمان  
للإمام علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى ٨٠٤هـ  
للإمام أبي الحسن علي بن أبي بكر الهيثمي  
المتوفى ٨٠٤هـ  
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.
- (٥٨) كتاب التعريفات  
للعلمة السيد الشريف علي بن محمد بن علي  
السيد الزين أبي الحسن الحسيني الجرجاني  
الحنفي المتوفى ٨١٦هـ  
مطبوعة: دار المنار.
- (٥٩) تلخيص الحبير  
للإمام أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر  
العسقلاني الشافعي المتوفى ٨٥٢هـ  
مطبوعة: المدينة المنورة. ١٣٨٣هـ، ١٩٦٣م

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- ٦٠) لسان الميزان للإمام أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي المتوفى ٨٥٢هـ  
 مطبوعة: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت. الطبعة الثالثة ١٣٠٦هـ ١٩٨٦م
- ٦١) عمدة القاري شرح صحيح البخاري  
 للإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني المتوفى ٨٥٥هـ  
 مطبوعة: دار لكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢١هـ ٢٠٠١م
- ٦٢) شرح سنن أبي داود للعيني  
 للإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني المتوفى ٨٥٥هـ  
 مطبوعة: مكتبة الرشيد، الرياض. الطبعة الأولى ١٣٢٠هـ ١٩٩٩م
- ٦٣) نزهة المجالس  
 للإمام عبد الرحمن بن عبد السلام بن عثمان الصفوري الشافعي المتوفى ٨٩٢هـ  
 مطبوعة: دار لكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٩هـ ١٩٩٨م
- ٦٤) الجامع الصغير للسيوطي  
 للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ  
 مطبوعة: دار طائر العلم، جدة.
- ٦٥) تنوير الحوالك شرح للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر الموطأ للإمام مالك السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ  
 مطبوعة: دار لكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٨هـ ١٩٩٤م
- ٦٦) حاشية الإمام السيوطي على سنن النسائي  
 للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ  
 مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ١٣٢٢هـ ٢٠٠١م

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

(٦٤) الديباج للسيوطي للإمام أبي الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر

السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١ هـ

(٦٨) البحر الرائق للعلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد

المعروف بان نجيم المصري الحنفي المتوفى ٩٤٠ هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣١٨ هـ، ١٩٩٤ م

(٦٩) مرعاة المفاتيح على للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري

المتوفى ١٠١٢ هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢٢ هـ، ٢٠٠١ م

(٧٠) نوادر الأصول في للإمام أبي عبد الله محمد بن علي بن الحسن

الحكيم الترمذي.

مطبوعة: دار الجيل، بيروت. الطبعة ١٩٩٢ م

(٧١) الدر المختار للعلامة محمد بن علي بن محمد بن علي بن

عبد الرحمن الحنفي الحصكفي المتوفى ١٠٨٨ هـ

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢٣ هـ، ٢٠٠٢ م

(٧٢) شرح الزرقاني على للإمام محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني

الموطا للإمام مالك المصري الأزهرى المالكي المتوفى ١١٢٢ هـ

مطبوعة: دار الفكر، بيروت. الطبعة الأولى ١٣٢١ هـ، ٢٠٠١ م

(٧٣) حاشية العلامة السندي للعلامة أبي الحسن نور الدين السندي

المتوفى ١١٣٨ هـ

مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ١٣٢٢ هـ، ٢٠٠١ م

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- (۷۳) الفتاوى الهندية للعلامة نظام الدين الحنفي المتوفى ۱۱۶۱ھ وجماعة من علماء الهند. مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۰۰ھ، ۱۹۸۰م
- (۷۵) كشف الخفاء للإمام إسماعيل بن محمد العلجواني الجراحي المتوفى ۱۱۶۲ھ مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة الرابعة ۱۳۰۵ھ
- (۷۶) رد المحتار للعلامة السيد محمد أمين ابن عابدين الشامي الحنفي المتوفى ۱۲۷۲ھ مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة الأولى ۱۳۲۰ھ، ۲۰۰۰م
- (۷۷) تمهيد الايمان امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا امام محمد احمد رضا خان صاحب قادری متوفی ۱۳۴۰ھ مطبوعہ: مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی۔
- (۷۸) فضائل صدقہ وخیرات امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ مطبوعہ: جماعت اہلسنت پاکستان (حیدرآباد)
- (۷۹) بہار شریعت صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی قادری صاحب متوفی ۱۳۶۷ھ مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، (مرکز الاولیاء) لاہور۔

فضائل صدقات



## مآخذ ومراجع

- |   |                        |
|---|------------------------|
| حکیم الأمت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی               | (۸۰) مرآة المناجیح     |
| مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، (مرکز الاولیاء) لاہور۔ | شرح مشکوٰۃ المصابیح    |
| حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب               | (۸۱) مصباح السالکین    |
| مطبوعہ: پروگریسیو بکس، (مرکز الاولیاء) لاہور          | ترجمہ احیاء علوم الدین |



حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ لائبریری کی  
یادگار تصانیف

ترجمہ  
القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر  
لفظ سے اعجازِ قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیر ضیاء القرآن

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ  
الہی دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

سنت خیر الانام

فہم صحابہ کرام کی حقیقی اور حقیقی کتاب

مقالات

مختلف علمی، ادبی اور سماجی  
موضوعات پر نفاذات  
کا مجموعہ

سیرت رسول اللہ ﷺ  
پر کتاب  
ضیاء اہلبی

رد و سوز اور تحقیق و آگہی سے  
معمو تصنیف

مجموعہ وظائف و دلائل الخیرات

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل  
سے منقولات اور واردہ وظائف کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النعم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پُر سوز  
اور دلآویز شرح

فون:  
7221953-7220479 گلچ بخش روڈ لاہور  
7238010  
7225085-7247350 ۱۹ صبح مارکیٹ لاہور  
2630411-2212011 ۱۳ انفال سنٹر لاہور  
2210212

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

1Z 468